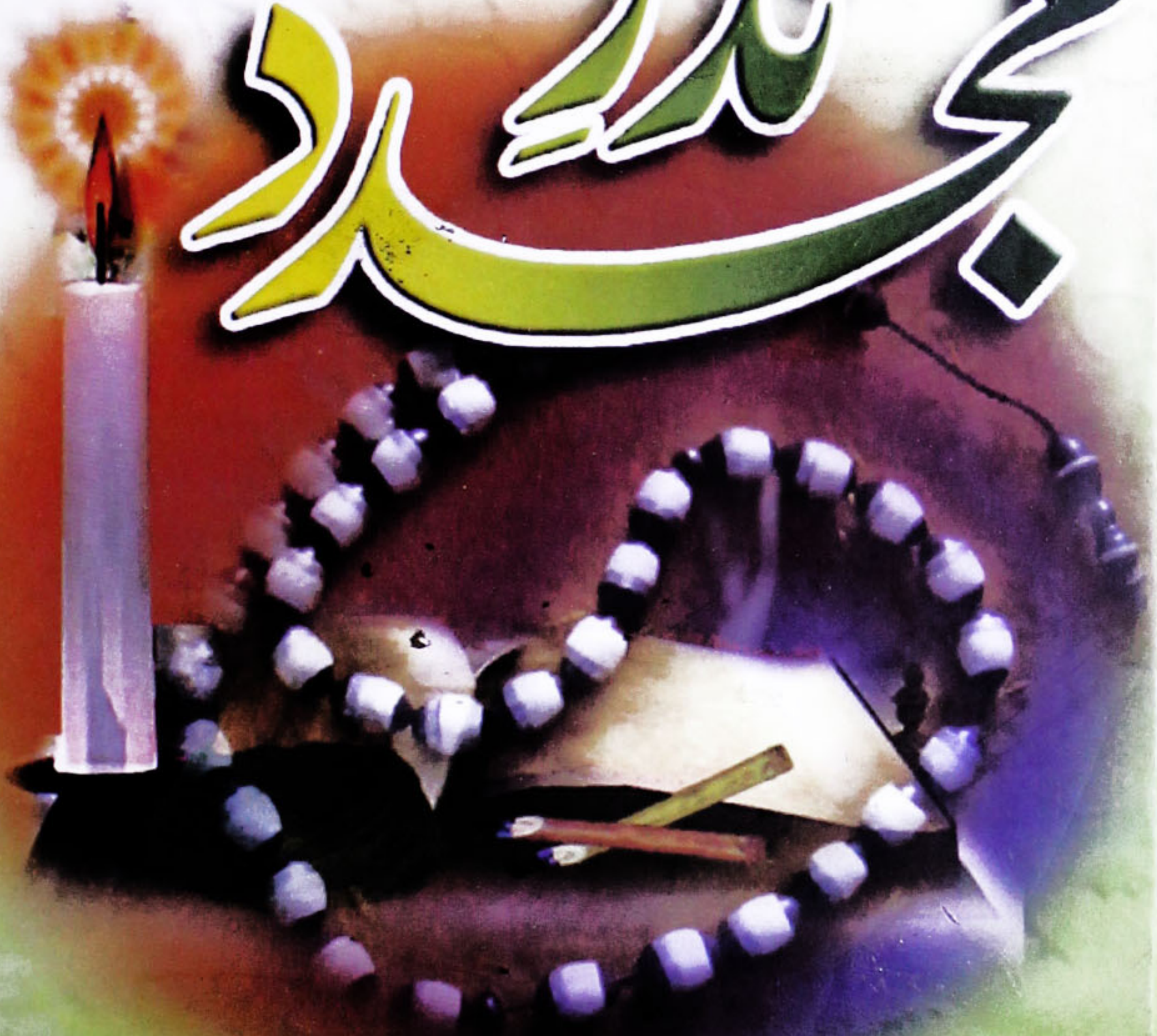


علیؑ و تحقیقی مقالات پر مبنی

مخبر



مرتبہ صوفی غلام سرور قسبندی مجیدی

ناشر

شیراز پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیرازی - ۲۱ - ایٹو سکیم - نیامزنگ سمن آباد - لاہور

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

**پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ**



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَالَّذِي يُرِيهِمْ
آيَاتِهِ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُونَ

إِمَامُ رَبَّانِي
مَجْلَدُ الْفَتَاوَى كَانْفَرَسِي

منعقدہ ۹ مارچ ۲۰۰۸ء

بقام: سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ لاہور
کے موقع پر پیش کئے جانے والے

علیٰ و تحقیقی مقالات پر مبنی



مبند

مرتبہ

صوفی علامہ سرور نقشبندی مجددی

ناشر

شیرازی پبلیکیشنز

جامع مسجد قادریہ شیرازی - ۲۱ - ایکڑ سکیم - نیامزنگ سمن آباد - لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۱

جملہ حقوق محفوظ ہیں ۱۲۸۹۹۱

نذر مجدد	نام کتاب
صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	مرتبہ
۵۵۱	صفحات
محرم الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۹ء	اشاعت
۱۱۰۰	تعداد
شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور	ناشر
محمد ناظم بشیر نقشبندی	کمپوزنگ

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱-۱ یکڑ سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور

فون آفس 042.7571809 موبائل 0321-7574414

انتساب

بندہ ناچیز اپنی کاوش کو عظیم مفکر و محقق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم محسن مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنے میں خاص روحانی کیف و سرور محسوس کرتا ہے جن کی مساعی جمیلہ سے مجدد ہزارہ دوم کی علمی، تحقیقی، اصلاحی، دینی و ملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے اہل علم و دانش اور محققین کیلئے نئی راہیں کھلیں اور جنہوں نے جہان امام ربانی مجدد الف ثانی اور باقیات جہان امام ربانی مجدد الف ثانی پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا (۱۴ جلدیں) مرتب فرما کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندری رحمۃ اللہ علیہ پر کام کرنے والوں کیلئے لازوال مثال قائم کی اور ان پر کام کرنے والوں کیلئے گذشتہ چار صدیوں پر محیط جمود کو توڑا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد و نظریات اور کارہائے نمایاں کو

بین الاقوامی سطح پر کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس دینیہ تک عام کر کے
عظیم کارنامہ سرانجام دیا جن کے اخلاق و کردار اور محبت و شفقت سے
لبریز راہنمائی سے متاثر ہو کر ایک زمانہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی
شخصیت پر کام کرنے کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار	صفحہ نمبر
۱۔	تقدیم	پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	۱۔
۲۔	نعت رسول مقبول ﷺ	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	۹
۳۔	کلام اقبال	علامہ اقبال	۱۲
	بکھنور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ		
۴۔	منقبت	کلیم عثمانی	۱۳
۵۔	دربار رسالت مآب ﷺ میں	مولانا جاوید اقبال مظہری	۱۷
	حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مجردی	
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد	۳۵
	کے مقامات عالیہ		
۷۔	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	۵۱
	سنت		
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف	پروفیسر قاری مشتاق احمد	۱۶۳
	نظریات یا شخصیات		
۹۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی	۶۸۱
	نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا		

۱۹۵	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	۱۰۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد
۲۱۵	پروفیسر راغب الیاس شاہ	۱۱۔ مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح
۲۲۱	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی	۱۲۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی
۲۶۵	پروفیسر محمد اقبال مجددی	۱۳۔ حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلا وطنی اور شہادت
۲۸۱	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	۱۴۔ وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود
۲۹۱	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۱۵۔ مکتوبات امام ربانی کے ماخذ
۳۸۱	محمد خلیل مجددی	۱۶۔ شیخ سلطان اور مجددیت
۵۰۷	مفتی محمد معظم احمد	۱۷۔ صدارتی خطبہ
۵۱۳	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	۱۸۔ روئیداد
۵۳۱	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	۱۹۔ سابقہ کانفرنسز میں پیش کئے جانے والے مقالات کے عنوانات
۵۴۵	کانفرنس کے بارے میں اہل علم حضرات کے تاثرات	۱۹۔ تاثرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

نذر مجدد مقالات و مضامین کا ایک نیا مجموعہ اور فکر و دانش کا ایک تازہ شگوفہ ہے۔ یہ شگوفہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے ایک مخلص و صادق عقیدہ تمند جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے قلب و روح سے پھوٹا ہے۔ اور مقالات کے اس نئے مجموعہ کی جمع و ترتیب بھی انہی کی سعی مشکور کا ثمر ہے۔ اس میں پاکستان کی ملت اسلامیہ کے نامور و معتبر اہل علم و دانش کی بحث و تحقیق کے نتائج ہیں۔ ان نامور و معتبر اہل فکر و دانش کی عظیم کہکشاں کے ستاروں کے رشحات قلم نے اس مجموعہ کو رونق بخشی ہے اور اہل ایمان کے قلب و روح کے لئے تسکین و شادابی کا سامان کیا ہے! صوفی صاحب موصوف و قافو قفا سیمنا روں اور کانفرنسوں کے مسلسل انعقاد سے پاکستان کی نوجوان نسل کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان خدمات اسلام اور فکر و تعلیمات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ مجموعہ مقالات "نذر مجدد" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو محترم قارئین کی نذر ہے۔ یہ بھی حضرت صوفی صاحب کی کرم نوازی ہے کہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں یہ چند سطور لکھ کر اپنے ان ممتاز و نامور اہل دانش کی تحسین و تکریم سے راقم کو بھی اس وقیع بزم فکر کی رونق سے مستفیض و بہرہ ور ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ جو "خریداران یوسف کی فہرست" میں نام لکھوانے کے مترادف ہے بایں ہمہ بر عظیم کی ملت اسلامیہ کے ایک عظیم و جلیل محسن اور بقول اقبال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بروقت

خبردار ہو کر ایک فیصلہ کن گھڑی میں اپنے فیصلہ کن اور مدبرانہ اقدام سے تاریخ کا دھارا بدل دینے والے مجدد وقت حضرت شیخ سرہند کی شان میں یہ چند حروف سپاس پیش کرنے کی سعادت میرے لیے توشہء آخرت بھی ہے اور سرمایہ فخر بھی!۔

اکبر کے دین الہی کے کھیل نے مسلم ہندوستان کو ایک نہایت پرخطر ڈگر پر ڈال دیا تھا۔ ہندو راجپوتوں نے اپنے داماد، بہنوئی اور خالو جلال الدین اکبر کی سلطنت پر اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے اور اس کا ملک ہندو انقلاب کے دروازے پر پہنچ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ مسلم مغلیہ سلطنت ہندو مغلیہ سلطنت میں ڈھلنے والی ہے برہمن بنیا مہاراج کی باچھوں سے رالیں ٹپک رہی تھیں اور وہ مساجد کو مندروں میں اور ہندو مزاج مسلمانوں کے توسط سے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ خصوصاً علماء و صوفیہ کرام کے قتل و جلاوطنی اور قید و بند کے گھناؤنے کاروبار میں تمام حدود کو پھلانگ چکے تھے۔ ایسے میں خوف زدہ اور ہندو دہشت گردی سے سہمے ہوئے مسلمانوں کو حوصلہ دلانا بھی جان جوکھوں کا کام تھا۔ چہ جائیکہ ہندو انقلاب کا منہ پھیر کر پھر سے اسلام کا بول بالا کر دیا جائے مگر اپنی زگوں میں فاروقی خون کی حرارت و قوت ایمانی رکھنے والے ایک درویش صفت عالم و صوفی نے فیصلہ کن گھڑی میں فیصلہ کن ضربت کاری سے یہ سب کچھ کر دکھایا! یہ کارنامہ بلاشبہ تاریخ اسلام کے معجزات میں سے ایک زندہ و پائندہ معجزہ ہے اور اسلام کے شاندار مستقبل کی نوید بھی!!

کرسیء اقتدار اور جاہ پرستی کے نشے میں مبتلا اور دنیا دار مذہبی پیشواؤں کے

برعکس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ امت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے

سچے خیر خواہ اور غلبہ اسلام کے مخلص آرزو مند تھے۔ انہوں نے اپنے قول و عمل سے مغل حکمرانوں پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ تخت شاہی کے خواہشمند ہونے کے بجائے تخت حکومت کے خیر خواہ اور اسے راہ راست پر ڈالنے کا عزم رکھتے ہیں۔ دین حق کو خیر خواہی اور غلبہ کے لیے انہوں نے پورے پورے تعاون پر آمادگی ظاہر کی تو حکومت وقت نے بھی ان سے بھرپور تعاون کیا جس کے نتیجے میں نہ صرف جہانگیر راہ راست پر آ گیا اور دین الہی کو ایک ڈھکوسلا قرار دیکر مسترد کر دیا بلکہ سلطنت اکبری پر اپنے پنچے گاڑنے والے راجپوت بھی ادھر ادھر سر چھپانے پر مجبور ہو گئے بلکہ برہمن بنیا مہاراج کے خواب بھی بکھر کر رہ گئے، یہی نہیں بلکہ شاہ جہانی اور عالمگیری دور میں اسلام کو بھی وہ سر بلندی اور عظمت نصیب ہوئی جس کی مثالیں مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دور حکمرانی میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملیں گی اندرونی و بیرونی سازشوں اور "طاؤس و رباب آخر" کا مرض زوال لاحق نہ ہوتا تو مسلم ہندوستان کی تاریخ مختلف ہوتی لیکن مسلم حکومت کمزور ہونے اور بالآخر زوال و عدم سے دوچار ہونے کے باوجود تحریک مجددی تسلسل و استمرار کے ساتھ زندہ و پائندہ ہے اور صرف پوری اسلامی دنیا میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں اس کی اشاعت و وسعت پذیر اور اثرات تقویت پاتے جا رہے ہیں۔ تحریک پاکستان بھی تحریک مجددی کے گہرے اور وسیع اثرات کا نتیجہ تھی اور اب پاکستان کی بقا اور دوام کے لیے بھی تحریک مجددی روح کے ساتھ ساتھ ڈھال کا کام بھی دے گی!

میرا یہ پختہ یقین ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے فکر مجددی کی ہمیشہ ضرورت ہوگی۔ یہ فکر اگر ہمارے علماء میں پختہ ہو جائے تو وہ اقتدار کی پوجا کی بجائے اس دولت

خدا داد پاکستان کے استحکام، بقاء اور سر بلندی کو اپنی تمام سرگرمیوں کا محور بنا لیں۔ یہی فکر اگر ہمارے اعلیٰ منتظمین میں راسخ ہو جائے تو انتظامی مشینری کی تمام خرابیاں معدوم ہو جائیں۔ اگر ہمارے نوجوان فکر مجدد سے آگاہ ہو جائیں تو ہمارے لیے ایک نہایت پختہ، طاقتور اور ناقابل شکست قوم بننے کے رستے کھل جائیں، اگر ہماری خواتین بلا قید طبقہ، عمر اور پیشہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و ہدایات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں تو ہم ایک انسان دوست اور ایک نفع بخش معاشرہ تعمیر کر سکتے ہیں اور اگر ہمارے سیاسی و فکری قائدین فکر مجددی کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو اپنے گرد و پیش کی فریب کاریوں اور سازشوں سے بھی خبردار ہو جائیں اور قومی سطح کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنے ملک و قوم کی صحیح قیادت کا فریضہ انجام دینے کے قابل ہو جائیں! اور وجہ اس کی یہ ہے کہ علماء و صوفیہ کرام کے لیے حضرت مجدد کی عملی راہ ایک قابل تقلید نمونہ ہے فرائض منصبی کی ادائیگی، تعمیر وطن اور خدمت خلق کے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے عہد کے منتظمین سلطنت کو جو مشورے دیے وہ ہمارے وطن کی انتظامی مشینری کے لئے امرت دھارے کا حکم رکھتے ہیں۔ مکتوبات امام ربانی ان مشوروں سے بھرے پڑے ہیں، مسلم نوجوان کے لئے حضرت مجدد کی فکر صائب و راسخ اس صراط مستقیم کو واضح کرتی ہے جو ملک و قوم کی تعمیر کے لیے شاہ راہ کا کام دیتی ہے، مکتوبات امام ربانی میں مسلمان عورت کے تعمیری کردار کو بقائے امت اور نسل میں سیرت سازی کا ضامن قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اہل سیاست و حکومت تو حضرت مجدد کے اولین مخاطب اور اصل توجہ کا مرکز ہیں۔ خصوصاً برعظیم کے مسلم قائدین، ارباب حکومت اور اہل سیاست کے لیے تو

تعلیمات و ہدایات مجددیہ سے قدم قدم پر راہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس خطے کی حقیقی آفت و غلاظت برہمن بنیا کی صحیح صحیح پہچان کروائی ہے ان کی سنگدلی اور ہٹ دھرمی کا پردہ چاک کیا ہے۔ اور ان کے سازشی ذہن سے خبردار کیا ہے یہاں پر اشاعت اسلام کی راہ میں اصل روکاؤٹ برہمن بنیا کی دسیہ کاریاں اور مکر و فریب کے جال ہیں۔ گذشتہ نصف صدی سے خصوصاً قائد اعظم کی وفات کے بعد سے ہماری سیاسی قیادت ہندو شناسی سے بے بہرہ چلی آتی ہے اس لئے ہم ہر میدان میں مات کھا رہے ہیں۔ کبھی برہمن بنیا کے فریب میں آکر متحدہ ہندوستان کے جھانے میں آکر قیام پاکستان کی مخالفت میں کانگریسی منافقین سے بھی آگے نکل جاتے ہیں، کبھی تقسیم کے وقت ہندو برہمن بنیا کی گہری چالوں سے مات کھا جاتے ہیں کبھی مذاکرات کے ڈرامے میں شریک ہو کر دنیا کی نظر میں ہندو کا قد کاٹھ بلند کرنے میں اپنے بھولے پن کا کردار ادا کرتے ہیں اور کبھی ہم "پکلیے جرنیل" بنکر رعایات دینے میں ہندو نواز کا مقام حاصل کرتے ہیں حالانکہ ہندو نہ تو تقسیم سے پہلے مسلمانوں کو آئینی حقوق دینے کے لیے تیار تھانہ منصفانہ تقسیم کے لیے آمادہ ہوا اور پھر آزادی کے بعد سے اب تک تو خفیہ اور علانیہ برعظیم کے مسلمانوں کو آزادانہ و معزز زندگی کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں، بیس کروڑ بھارتی مسلمان آج بھارت کے طبقاتی معاشرہ میں پانچواں طبقہ بن کر غلاموں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اپنے بنائے ہوئے بنگلہ دیش اور بچے کھچے پاکستان کے لیے بدترین پڑوسی کا سلوک ہندو کی چانکیا سیاست کا مظہر ہے واہگہ کی سرحدی لکیر جو برہمن بنیا مہاراج کو چھبتتی ہے جب یہ مٹ جائے گی تو کشمیر کا

مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا پھر اکھنڈ بھارت اور رام راج کے سایہ میں اسلام کو بھی بدھ مت اور جین مت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا، اس طرح برہمن بنیا بزعم خویش تمام مسائل حل کرے گا۔ اس خطے کے سیاہ و سفید کا مالک بن چکا ہوگا جس کے نتیجے میں ایشیاء کی ایسی نسل مذہبی ریاست سے دوچار ہو جائے گا جو شاو نزم اور فاشزم کی بدترین شکل ہوگی اس لیے پاکستان کو ایک ایسی نڈر، پر عزم، بیدار مغز قیادت کی ضرورت ہے جو ہندو مزاج اور ہندو نواز ہونے کی بجائے ہندو شناس ہو! ایک ایسی قیادت ہی ایشیاء کو اس خوفناک نسل پرست اور تنگ نظر مذہبی، ریاست سے بچا سکے گی۔ یہاں پچھیلے اور کرسی پرست کام نہیں آئیں گے اور یہ تبھی تک ممکن ہے جب بر عظیم کے سب سے پہلے ہندو شناس درویش کے فکر و دانش کو عام کیا جائے! ہندو مزاج، ہندو نواز اور پچھیلے ہندو پرور قائدین سے میری صرف ایک گزارش ہے کہ دہئی (متحدہ عرب امارات) میں ایک لیکچر کے دوران اپنے ایک ہندو سائل اور اس کے گاندھی بھگت کانگریسی مسلمان تائید کنندہ کو قیام پاکستان کی افادیت اور ضرورت سمجھانے کے لیے میں نے ایک چیلنج دیا تھا کہ اگر قیام پاکستان کو آپ مسلمانوں کی ہی تہیں بر عظیم یا پورے سارک علاقہ کی ضرورت نہیں سمجھتے تو پھر یہاں کے بسنے والے تمام انسانوں سے ریفرنڈم یا استصواب رائے کروالیجئے۔

1۔ بھارت کے بیس کروڑ مسلمانوں سے صرف یہ پوچھ لیا جائے کہ قائد اعظم نے ہندو اکثریت کو ایک خونخوار اکثریت (Brutual Majority) کہا تھا یہ غلط تھا یا درست؟! اگر درست تھا تو پھر ان بیس کروڑ مسلمانوں کو ایک اور پاکستان دے دیجئے! بصورت

دیگر قیام پاکستان کی افادیت اور ضرورت ختم سمجھی جائے گی۔

2۔ سارک علاقہ (Saarc Area) کے تمام ملکوں کے انسانوں کو یہ آزادانہ رائے دینے کا موقع (ریفرنڈم) دیا جائے اور پوچھا جائے کہ کیا چانکیا کا چیلا برہمن بنیا ایک بدترین پڑوسی نہیں ہے؟ اگر ہاؤن فی صد بھارتی اچھوتوں سمیت اس خطے کے تمام انسانوں نے ہاں میں جواب دیا تو پھر "برہمن بنیا مہاراج" کو اپنا بستر گول کر کے وہاں چلے جانا چاہیے جہاں سے آریا آئے تھے اور یہاں آنے کے بعد ہزاروں سال سے یہاں کے اصل باشندوں (دراوڑ) اچھوتوں کو جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ جہاں برہمن کے طبقاتی معاشرہ کے چکر نے مسلمانوں، عسائیوں، سکھوں اور دیگر اقلیتوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔! آپ ہندو مزاج، ہندو نوازی یا کھیلے بنکر برہمن بنیا کو کتنی ہی مراعات دے دیں اس کا پرنا لہ وہیں گرے گا اور وہ "ہندو کا ہندو" ہی رہے گا! ہندو انسانیت دشمن ہے، تنگ نظر ہے، سنگدل ہے، موقع آنے پر گدھے کو باپ کہنا بھی جانتا ہے اور موقع پاتے ہی درندہ بھی بن جاتا ہے! لیکن یہ ہندو شناسی صرف حضرت مجدد الف ثانی کا فیض اور قائد اعظم محمد علی جناح کی تاکید کا نتیجہ ہے!

حضرت مجدد الف ثانی پر لکھے جانے والے ہر محققانہ جملے پر مجھے ہمیشہ دلی مسرت اور راحت محسوس ہوتی ہے لیکن اس احساس و شعور کے ساتھ کہ ابھی تک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فکر و تعلیم پر تحقیقی کام تشنہ تکمیل ہے، ابھی تو ان کے مکتوبات گرامی کا وسیع اور عریض مجموعہ تحقیق اور (Editing) کا منتظر و محتاج ہے اور یہ کام صرف وہ عالم و فاضل شخص کر سکتا ہے جو بیک وقت عربی و فارسی کا گہرا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ

فکر مجددی کی باریکیوں سے بھی آگاہ ہو اور حضرت مجدد سے عقیدت و محبت بھی رکھتا ہو، مختلف زبانوں میں مکتوبات امام ربانی کے تراجم سے پہلے ایک تصحیح شدہ محقق و مدقق ایڈیشن تیار کرنا اولین اور بنیادی کام ہے۔ امام سرہندی کی فکر و تعلیم کو عام کرنے اور تحریک مجددی کو دنیا میں پھیلانے کا بہترین ذریعہ مکتوبات ہیں!

کچھ عرصہ سے پاکستان میں فکر و تعلیم اور تحریک مجددی کے حوالے سے احباب کرام نے تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی کام کو حرز جان بنا لیا ہے اور اس کا سہرا پیر طریقت میاں جمیل احمد شرچپوری کے سر ہے، ان کے مریدین و عقیدتمند اس کام کو آگے بڑھا رہے ہیں، ان مخلص پیروکاروں اور عقیدتمندوں میں جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی بھی ہیں بلکہ بے حد نمایاں ہیں اور نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ وادخلہ فیح جناح نے حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے "جہان امام ربانی" کا جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے وہ ناقابل فراموش، قابل قدر اور ہمیشہ زندہ رہنے والا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عملی کارنامہ کو قبولیت بخشے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے!

یہ مجموعہ مقالات و مضامین "نذر مجدد" بلاشبہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ایک خوبصورت نذرانہ عقیدت ہے، یہ مقالات و مضامین شیخ سرہندی کے فکر و تعلیم، سیرت و شخصیت اور خدمات کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں اور وقوع افادیت کے حامل ہیں مجھے امید ہے کہ ان سے پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا، میری دلی دعا ہے کہ اس مجموعہ نذر مجدد سے استحکام پاکستان اور ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا سامان ہو اور حضرت صوفی صاحب کو توفیق مزید کے ساتھ ساتھ اجر عظیم بھی نصیب ہو، آمین

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی ﷺ
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی ﷺ

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

کافروں پر تیغ والا سے گری برقی غضب
ابراہیم چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی ﷺ

لَا وَرَبِّ الْعَرْشِ جَسَّ كَوْجُومًا أَنْ سَمَا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ

وہ جہنم میں گیا ان سے جو مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

سورج اٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

ہم بھکاری وہ کریم ابن کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی ﷺ

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلقت رسول اللہ کی ﷺ

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر میں کھل جائیں گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ

یارب اک ساعت میں ڈھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی ﷺ

ہے گلِ باغِ قدس رُخسارِ زیبائے حضور
سر و گلزارِ قدمِ قامتِ رسول اللہ کی ﷺ

اے رضا خود صاحبِ قرآن ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

بسم الله الرحمن الرحيم

کلام اقبال بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٰ احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ مرنے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا کہ سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلمہ فقر سے ہو طرہ دستار

باقی کلمہ فقر سے تھا ولولہ حق
طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار

بکھور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کلیم عثمانی

تو چراغِ راہ انہما تھا رسالت کا نقیب
تیرے افکار تھے بیمار عقائد کے طبیب

تو نے تکبیر پڑھی ہند کے بت خانے میں
گل کھلائے تیرے انفاس نے ویرانے میں

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے
سر خرو ہو کے رہا اپنے خدا کے آگے

تیرا اندازِ سخن پھولوں کی خوشبو جیسا
تیرے مکتوب کا ہر حرف ہے جگنو جیسا

اپنے کردار سے یوں رنگ بکھیرا تو نے
کردیا گھور اندھیروں میں سویرا تو نے

نور عرفان سے منور تیرا سینا ایسے
صبح کے نور میں ہنستا ہو مدینہ جیسے

مصلحت کوش ہوا تو نہ صداقت میں کبھی
 فرق آنے نہ دیا اپنی عزیمت میں کبھی

تیرا ایثار ہے شاہد کہ وفا کیش تھا تو
 تھا شہ وقت مگر صورت درویش تھا تو

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

صلی اللہ
علیہ وسلم

دربار رسالت
میں

علیہ الرحمہ

حضرت مجدد الف ثانی

کی مقبولیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مقبولیت

مولانا جاوید اقبال مظہری

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کی امت کے اولیائے کاملین میں سے جس جس کو اپنا عرفانِ کامل عطا فرمایا، جس جس کو قرآن کریم کے بطون کا فہم عطا فرمایا ان کی پہچان یہ بتائی کہ ان کی سیرتیں اتباع سنت نبوی ﷺ کے نور سے روشن ہوں گی ان کی زندگی کا کوئی گوشہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے خالی نہیں ہوگا اور سب سے بڑھ کر وہ دربار رسالت ﷺ میں مقبول ہوں گے انہی نفوسِ قدسیہ میں حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے کہ جن کی سیرت ہورہ آل عمران کی آیت (۳۱) کی مکمل تفسیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فنا فی الرسول ﷺ کی منزل پر فائز ہو کر مقامِ محبوبیت پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ وہ دربار رسالت ﷺ میں اس وقت بھی مقبول تھے جب آپ اس کائنات میں تشریف نہیں لائے تھے، اس وقت بھی مقبول تھے جب آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی ولایت کے انوار جگمگا رہے تھے اس وقت بھی مقبول تھے جب آپ نے وصال فرمایا اور آج عالم برزخ میں بھی دربار رسالت ﷺ میں مقبول ہیں۔

احادیث مبارکہ، مکتوبات امام ربانی، اولیائے کاملین کے ارشادات و مکاشفات احقر کی دلیل کے لئے نہ صرف بین ثبوت ہیں بلکہ حجت بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”گبارِ ہویں صدی کے شروع میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا، نورِ عظیم الشان ہوگا، ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے“ ۱۔

حدیثِ صلہ:

حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو ”صلہ“ کہا جائیگا اس

کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ ۲۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کائنات میں تشریف لانے سے پہلے حضرت مجدد

الف ثانی علیہ الرحمہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں کیا مقام رکھتے تھے۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ حیاتِ طیبہ میں دربار رسالت مآب ﷺ میں آپ کی

کیا قدر و منزلت تھی چند مکاتیب ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خواجہ کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ رکن اول مطبوعہ لاہور ص ۳۷، ۳۸۔

۲۔ جلال الدین سیوطی، جوامع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ، ص ۱۵۔

مکتوب بنام حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ:

”اس وقت ایک رسالہ نقل کیا ہوا تھا، ارسال خدمت ہے اور یہ رسالہ بعض دوستوں کی التماس پر لکھا گیا ہے ان دوستوں نے خواہش کی تھی کہ ایسی نصیحتیں لکھی جائیں جو طریقت میں نفع دینے والی ہوں اور ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔“

حقیقت یہ ہے کہ یہ رسالہ بینظیر اور بہت برکتوں والا ہے اس رسالہ کو لکھنے کے بعد (واقعہ میں) ایسا معلوم ہوا کہ حضرت خاتم الانبیاء رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اس رسالہ کو اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے ہیں اور نہایت مہربانی سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھا کر فرماتے ہیں کہ اس قسم کے عقائد ہونے چاہئیں (جو کہ اس رسالہ میں مذکور ہیں) اور (مشائخ کی) وہ جماعت ان (رسالے والے) علوم سے سعادت مند تھی جو اپنی نورانیت سے ممتاز اور عزیز الوجود (نادر) ہیں اور وہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے سامنے کھڑے ہیں اور اسی مجلس میں آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کو شائع

کرنے (بیان) کرنے کا حکم فرمایا“ ۳

مکتوب بنام خواجہ محمد تقی علیہ الرحمہ:

”چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ (بغرض ایصال

ثواب) طعام پکواتا تھا تو اہل عبا (اہل بیت) کی ارواح

پاک کے لئے مخصوص کرتا تھا اور آں سرور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے ساتھ حضرت امیر حضرت فاطمہ اور حضرت

امامین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شامل کر لیتا تھا ایک

رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آں سرور علیہ وعلی آلہ

الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام عرض کیا تو

آپ فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور چہرہ مبارک دوسری

طرف کر لیا اسی اثناء میں فقیر سے فرمایا کہ ”میں عائشہ

(رضی اللہ عنہا) کے گھر کھانا کھاتا ہوں جس کسی کو میرے

لئے طعام بھیجنا ہو وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر بھیج

دے۔“

اس وقت فقیر کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ

شریف نہ فرمانے کا باعث یہ ہے کہ فقیر اس طعام میں

۳۔ مکتوبات امام ربانی مترجم سید زوار حسین شاہ، دفتر اول، مکتوب ۱۶ صفحہ ۷۷/۷۶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شریک نہ کرتا تھا بعد ازاں
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواج
 مطہرات کو جو تمام اہل بیت ہیں شریک کر لیا کرتا تھا اور تمام
 اہل بیت کو اپنا وسیلہ بناتا تھا“ ۴

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس مکتوب گرامی میں ولایت محمدی
 ﷺ اور ولایت موسوی علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ ولایت محمدی ﷺ پر فائز ہونا اور
 نسبت محبوبی حاصل کرنا بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں مقبولیت کی دلیل ہے۔ چنانچہ
 مولانا صالح کولابی کو مکتوب تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس فقیر کی ولایت اگرچہ ولایت محمدی اور ولایت موسوی
 علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پروردہ ہے اور ان دونوں
 اکابر علیہما الصلوٰۃ والتسلیمات کے طفیل نسبت محبوبی اور
 نسبت محبی سے مرکب ہے کیونکہ محبوبوں کے رئیس حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور محبوبوں کے
 سردار حضرت کلیم اللہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن
 حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم وعلیٰ آل کلمہ الصلوٰۃ والسلام کی
 متابعت کے وسیلے کی وجہ سے میری ولایت کا کاروبار دوسرا

۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب ۳۶ ص ۱۱۷

ہے اور ایک علیحدہ معاملہ اس کے ساتھ وابستہ ہے اگرچہ اس ولایت کی اصل خود پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے جو ولایت محمدی ہے کہ جس کا منشاء بالاصالت نسبت محبوبیتِ صرف ہے۔ لیکن چونکہ اس میں ولایتِ موسوی کی کیفیت بھی ہے جو بالاصالت محبتِ صرف سے شناسی ہے اور اس ولایت کے ساتھ پیوستہ ہوگئی ہے اور اسی کے رنگ میں رنگین ہو کر ایک دوسری ہیئت پیدا کر لی ہے بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک دوسری حقیقت بن گئی ہے اور اس نے دوسری طرح کا پھل دیا ہے اور ایک دوسرا ہی نتیجہ (اثر) پیدا کر لیا“ ۵

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے وصال سے پہلے حضور انور ﷺ کی زیارت کی اس خواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے دنیا کے اجازت نامے کی جگہ آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا، اسی خواب میں حضرت مجدد الف ثانی نے دیکھا کہ وہ حضور انور ﷺ کے اہل خانہ کی طرح رہ رہے ہیں، اس خواب کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے حضور ﷺ کی زیارت کی خوشی میں ہمہ اقسام کے کھانے پکوائے اور ان کو تقسیم کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضراتِ مخدوم زادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ معصوم علیہما الرحمہ کے نام

۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم مکتوب ۹۵، ص ۲۸۳

مکتوب تحریر فرماتے ہیں:

”ایک تازہ معاملہ جو آج ہی ظاہر ہوا ہے لکھتا ہوں۔ اچھی طرح سماعت کریں۔۔۔ آج شنبہ (ہفتہ) کی رات کو بادشاہی مجلس میں گیا تھا، ایک پہر رات گزرنے پر وہاں سے واپس آیا اور حافظ صاحب سے تین پارے قرآن مجید کے سنے، چونکہ دوپہر سے زیادہ رات گزر چکی تھی کہ نیند میسر ہوئی صبح حلقہ کے بعد چونکہ رات کا تھکا ہوا تھا سو گیا۔۔۔ (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فقیر کے لئے اجازت نامہ لکھا ہے۔ جس طرح کہ مشائخ کی عادت ہے کہ اپنے خلفاء کیلئے لکھتے ہیں اور میرے دوستوں میں سے ایک دوست بھی اس معاملہ میں (ہمراہ) ہے۔۔۔ اسی اثناء میں ظاہر ہوا گویا کہ اس اجازت نامہ کے اجراء میں ایک طرح کا فتور (تاخیر) ہے۔ اس فتور کی خاص وجہ بھی اسی وقت معلوم ہوگئی وہ دوست جو اس خدمت میں پیشکار ہے گویا وہ دوبارہ اس اجازت نامہ کو آں سرور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے گیا اور آں سرور ﷺ نے اس اجازت نامے کی پشت پر دوسرا اجازت نامہ لکھا ہے یا لکھوایا ہے،

اس بات کی تشخیص نہ ہو سکی لیکن آنسور ﷺ کی طرف اس کی نسبت صحیح ہے اور لکھنے کے بعد آپ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنی مہر مبارک سے مزین فرمایا ہے۔ اس اجازت نامے کا مضمون یہ ہے کہ دنیا کے اجازت نامے کے عوض آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا ہے اور مقام شفاعت سے بھی حصہ عنایت فرمایا ہے۔ اور کاغذ بھی بہت بڑا ہے اور اس میں سطریں بھی بہت سی لکھی ہوئی ہیں۔۔۔ میں اس دوست سے پوچھتا ہوں کہ پہلا اجازت نامہ کون سا ہے اور دوسرا اجازت نامہ جو لکھا ہے وہ کون سا ہے؟۔۔ اور مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں اور آنسور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام باہم ایک ہی جگہ ہیں۔ باپ بیٹے کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں حضور آنسور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات میرے لئے کچھ اجنبی نہیں ہیں اور میں اس کاغذ کو لپیٹ کر اور اپنے ہاتھ میں لے کر محرم فرزندوں کی طرح ان کے حرم شریف میں داخل ہوا ہوں امہات المؤمنین میں سے بڑی اماں (یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا) مجھ سے آنسور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

میں بعض خدمات کے لئے بڑے اہتمام سے حکم فرماتی ہیں اور کہتی ہیں میں تیرا انتظار کر رہی تھی اس طرح کرنا چاہیے“ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور وصال سے پہلے آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نہ صرف اپنی حیات ظاہری میں دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول تھے بلکہ عالم برزخ میں بھی دربار رسالت ﷺ میں مقبول ہیں۔

دو واقعات پیش خدمت ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے فرزند دلیند حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے سرہند شریف میں واقعہ میں دیکھا کہ حضرت محبوب رب العالمین حضور ﷺ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے ہیں اور عظیم انوار حضور ﷺ پر جلوہ فگن ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی اس گھر کے صحن کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی نسبت میں ایک گونہ مستغرق ہیں۔ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کمال بندہ نوازی سے ان کی تعریف میں بہت سے کمالات ارشاد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔۔۔ ”سبحان اللہ ان لوگوں میں یا اس ملک میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسے بندہ (حضرت مجدد الف ثانی) کو پیدا کیا ہے کہ جس کے پاس اللہ سبحانہ و تعالیٰ

کے مقرب فرشتے آتے ہیں اور وہ ان کی طرف التفات نہیں کرتا۔“

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے جو کچھ واقعہ میں مشاہدہ فرمایا اس کی تصدیق اس وقت ہوئی کہ جب ایک صاحب دل شاعر دربار عالیہ سرہند شریف میں حاضر ہوا اور اس نے ملائکہ کی آمد کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار کہہ اٹھا

چہ عالی شان دربار امام دین ربانی
ملائک صف بہ صف ایستادہ این جا بہر دربانی
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ طریقت اور روحانی بزرگ حضرت
مرزا مظہر جان جاناں شہید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”ایک بار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال
جہاں آراء کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے
بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا ”میری امت میں ان کی
مثل کون ہے۔“ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک
وسلم کیا ان کے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گزرے ہیں
؟ فرمایا ”اگر اس میں سے تمہیں کچھ یاد ہو تو سناؤ“ میں نے
آپ کے ایک مکتوب کی یہ عبارت پڑھی:

”سبحانہ تعالیٰ ورا الوراۃ ثم ورا الوراۃ“ (یعنی علم، فہم، عقل اور
ادراک کی جہاں تک رسائی ہے اللہ کی ذات اس سے کہیں

پرے ہے بلکہ اس سے بھی پرے ہے)
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عبارت بہت پسند فرمائی
 محفوظ ہوئے فرمایا پھر پڑھو میں نے دوبارہ وہی عبارت
 پڑھی تو اس سے بھی زیادہ تعریف فرمائی“

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ عالم ارواح سے لیکر
 عالم برزخ تک دربار رسالت میں مقبول ہیں آپ کو یہ مقام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 اتباع کامل سے حاصل ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے مکاتیب میں جگہ
 جگہ اپنے خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کو اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین
 فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

”آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سید الاولین
 والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر وابستہ ہے آپ ہی
 کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام میں پہنچتے
 ہیں اور آپ ہی کی متابعت سے تجلی ذات سے مشرف
 ہوتے ہیں اور آپ ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت میں
 جو کمال کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل
 ہونے کے بعد ہے، سرفراز فرماتے ہیں اور آپ کے کامل

تابعداروں کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں اور اولوالعزم پیغمبر آپ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں، آپ کی امت آپ کی متابعت کے سبب خیر الامم ہوئی اور اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں قیامت کے دن آپ کی تابعداری کی بدولت تمام امتوں سے پہلے آپ کے امتی بہشت میں جائیں گے اور ناز و نعمت حاصل کریں گے۔“ ۸

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک دوسرے مکتوب میں اتباع کی روح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دونوں جہاں کی سعادت کا نقد دونوں جہان کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے“

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سیرت طیبہ کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے شب و روز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یاد اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوتے تھے۔ صاحب زبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے آپ کے معمولات طیبات اپنی تالیف زبدۃ المقامات کے صفحات ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۳۔ اور ۲۸۴ میں تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

۸۔ ذر لا ثانی خلاصہ مکتوبات امام ربانی مطبوعہ ۱۳۹۹ھ کراچی ملخصہ مولانا شاہ ہدایت علی نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ ص ۹۷

حضرت مجدد الف ثانی فانی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
ان کے لئے صرف اور صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت کافی تھی ہاں:

کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ
حضرت مجدد الف ثانی کی رگ رگ میں جذبہ اتباع سنت
نبوی راسخ تھا یہی وجہ تھی کہ آپ وصال کے وقت سراپا
سنت بنے ہوئے تھے جب آپ نے وصال فرمایا تو آپ
دائیں کروٹ لیٹے ہوئے تھے، دایاں دست مبارک دائیں
رخسار مبارک کے نیچے رکھا ہوا تھا جو مسنون طریقہ ہے اور
اسی حالت اتباع میں اسی عالم عشق و محبت میں آپ نے

وصال فرمایا۔ ۹

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اتباع کامل آپ کی حیات طیبہ تک ہی
محدود نہ تھی بلکہ آپ کے وصال کے بعد یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ آپ کا سراپا اتباع
سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے معمور تھا چنانچہ وصال کے وقت حضرت خواجہ محمد
سعید علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے مبارک ہاتھ سیدھے کر دیئے تھے لیکن
جب غسل دینے کے لئے تخت پر لٹایا گیا تو دونوں ہاتھ اس طرح بندھے ہوئے تھے۔

جیسے نماز میں باندھے جاتے ہیں غسل کے وقت داہنی کروٹ سے جب نہلایا گیا تو دست مبارک اسی طرح بندھے رہے جس طرح نماز میں یعنی داہنا اوپر بائیں ہاتھ نیچے اور جب کفن دینے کیلئے ہاتھ پھیلائے تو حاضرین نے دیکھا کہ دونوں ہاتھ متحرک ہوئے یہاں تک کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر زیر ناف آ گیا یعنی نماز کی نیت باندھ لی۔ حاضرین نے آفرین کی صدا بلند کی جس وقت آپ کا کفن تیار کیا گیا تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے تبسم فرما کر سنت پر عمل فرمایا۔ وصال کے بعد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ منصب قیومیت پر فائز تھے، بہر حال جب حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ اسی طرح بندھے ہوئے ہیں کہ جیسے نماز میں ہوتے ہیں تو فرمایا کہ جب حضرت کی مرضی اسی میں ہے تو اسی طرح رہنے دو۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے وصال کے بعد بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے اتباع سنت نبوی کی دولت نہیں چھینی بلکہ آپ کو یہ اعزاز عطا فرمایا کہ آپ تا قیامت اپنی قبر شریف میں حالت اتباع میں ہوں گے اور بروز قیامت حالت اتباع میں اپنی قبر شریف سے اٹھیں گے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی معرفت عطا فرمائی تھی جب ہی تو حضور انور ﷺ کے سمندر عشق میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ہیں۔

”فقیر اللہ کو محض اس لئے دوست رکھتا ہے کہ وہ رب محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ہے“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے گمان کا کہ وہ اللہ کو محض اس لئے دوست رکھتے ہیں کہ وہ ربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پورا پورا صلہ عطا فرمایا اور ان کو حالت اتباع میں رحمت حق سے پیوست فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے واصلان مصطفیٰ ﷺ کی صف میں کھڑا کر دیا۔

کتابیات / مآخذ و مراجع

- ۱۔ بدرالدین سرہندی، وصال احمدی ص ۱۲، ۱۳، ۱۷ بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء
- ۲۔ جلال الدین سیوطی، علامہ، جوامع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ مصنفہ حضرت مولانا احمد حسین خان مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء، ص ۱۵
- ۳۔ زوار حسین شاہ سید، مترجم مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶ ص ۷۷/۷۶
- ۴۔ ایضاً، دفتر دوم مکتوب ۳۶ ص ۱۱۷
- ۵۔ ایضاً، دفتر سوم مکتوب نمبر ۹۵ ص ۲۸۳
- ۶۔ ایضاً، دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۶ ص ۳۲۲، ۳۲۵
- ۷۔ غلام علی شاہ دہلوی مؤلفہ مقامات مظہری، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۱ء ص ۳۱۷، ۳۱۸ (تحقیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی)

۸۔ کمال الدین محمد احسان، خواجہ روضۃ القیومیہ رکن اول مطبوعہ لاہور ص ۳۷، ۳۸ بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء

۹۔ محمد ہاشم کشمی ، خواجہ ، زبدۃ المقامات مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ ص ۲۷۹،

۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴

۱۰۔ ہدایت علی ، مولانا ، در لا ثانی ، خلاصہ مکتوبات امام ربانی مطبوعہ کراچی ، ۱۳۹۹ھ ص

۹۷

۱۱۔ زوار حسین شاہ مؤلف انوار معصومیہ مطبوعہ کراچی ، ص ۹۸

حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ

کے مقامات عالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد (کراچی)

صدر محترم و مہمانان گرامی!

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں..... جن کی رفعت و بلندی انسانی فکر سے بالاتر ہے..... آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات حیران کن ہیں..... چودہ سو برس پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.....

”میری امت میں شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا۔ اس کی

شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے“۔^۱

اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب شریف میں فرمایا:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مُصْلِحًا

بَیْنَ الْفِئْتَنِیْنِ“۔^۲

۱۔ جلال الدین سیوطی، جمع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء، ص ۲۳

۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد ۲، مکتوب ۶

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوش خبری بھی سنائی:

”گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا۔ نور عظیم الشان ہوگا۔ ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ گیارہویں صدی ہجری میں منظر عام پر آئے..... دو جابر بادشاہوں یعنی اکبر بادشاہ اور جہانگیر بادشاہ کے دور حکومت میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام نامی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر ”احمد“ تھا..... یقیناً اس حدیث پاک کا مصداق آپ ہی ہکی ذات اقدس ہے..... آپ کی ولادت سے بہت پہلے متعدد مشائخ کرام نے بھی آپ کی ولادت کی پیش گوئی فرمائی..... آپ ۹۷۱ھ/۱۵۶۳ء میں سرہند میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۲ء میں سرہند شریف میں وصال فرمایا اور ۶۳ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پائی..... آپ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام شفاعت سے نوازا.....

آپ کے بچپن ہی سے آثار رفعت و کمال ظاہر ہونے لگے تھے..... چنانچہ جب آپ بچپن میں شدید بیمار ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ شاہ کمال کیتھلی قادری کی خدمت میں دعا کے لیے لے گئیں..... تو آپ نے فرمایا:

”خاطر جمع رکھو، یہ بچہ عمر دراز پائے گا، باعمل عالم اور عارف کامل ہوگا..... میرے اور تمہارے جیسے اس کے دامن سے بہت سے لوگ وابستہ ہوں گے“۔۴

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے والدین کے زیر سایہ تربیت پائی..... زیادہ تر علوم و فنون اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ سے حاصل کیے..... آپ کے علاوہ محقق دوراں مولانا کمال کشمیری سے مشکل کتابیں پڑھیں اور کتب حدیث شیخ یعقوب کشمیری سے پڑھیں جو شیخ حسین خوارزمی ہروی کے بزرگ خلفاء میں تھے اور محدث وقت قاضی بہلول بدخشی سے روایت و اجازات حدیث مسلسل حاصل کیں جن کے اجداد کا دولت کدہ مکہ معظمہ میں ”بیت الحدیث“ کہلاتا تھا۔۵

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فن حدیث میں وہ مہارت حاصل کر لی تھی کہ آپ نے خود فرمایا:

”محسوس ہوتا ہے کہ مجھ کو طبقہ محدثین میں داخل کر دیا گیا ہے“۔۶

جب آپ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور اصول و فروع کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہو چکے تو درس و تدریس کا آغاز کیا اور ایک مدت تک طالبان علوم کو اپنے فیوض سے بہرہ ور فرماتے رہے اور بعض رسالے عربی اور فارسی میں نہایت فصیح و بلیغ زبان میں تصنیف فرمائے۔

۴۔ محمد ہاشم کشمیری، زبدۃ المقامات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور، ص ۱۴۰ء، ص ۱۹۱

۵۔ زبدۃ المقامات، ص ۱۹۲ ۶۔ زبدۃ المقامات، ص ۱۹۴

آپ نے قادریہ اور چشتیہ سلسلے میں اپنے والد ماجد خواجہ عبدالاحد سے اجازت و خلافت حاصل کی..... پھر قادریہ سلسلے میں شاہ کمال کیتھلی قادری سے فیض پایا اور شاہ سکندر کیتھلی قادری سے اجازت حاصل کی اور نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل کی.....

سلسلہ چشتیہ میں اگرچہ آپ کو اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالاحد سے اجازت و خلافت تھی..... لیکن کمال تقویٰ اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سرود و وجد وغیرہ سے پرہیز فرماتے تھے جو اس سلسلے میں رائج ہے.....

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کے واسطے کے بغیر بھی قادری نسبت سے حصہ پایا تھا لیکن خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت سے واپسی کے بعد خرقہ و اجازت کی نسبت کاملہ حضرت شاہ کمال کی روحانیت سے پہنچی..... ان کے پوتے شاہ سکندر کیتھلی نے جب حضرت شاہ کمال کا خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ڈالا تو عجب کیفیت رونما ہوئی..... جس کا ذکر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس طرح فرمایا:

”خرقہ کو میں نے پہنا تو دیکھا کہ شیخ الجن والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بڑے خلفاء کے ساتھ جو حضرت شاہ کمال تک گزرے ہیں موجود ہوئے، غوث ربانی نے میرے دل کو اپنے قبضے میں لیا اور خاصی نسبتوں کے اسرار و انوار سے منور کیا اور میں ان انوار و احوال کی موجوں میں غرق

ہو گیا۔“ کے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ عالم جوانی میں جب کہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھے، سخت بیمار ہوئے..... والدہ ماجدہ نے نفل ادا کر کے گریہ وزاری کے ساتھ دعا فرمائی..... نیند آگئی خواب میں بشارت ملی:

”مطمئن رہو، ہم اس مرد سے وہ بڑے کام لیں گے کہ ہزاروں

میں سے ایک سے بھی ظاہر نہیں ہوئے“۔ ۸

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد سے بہت زیادہ فیض حاصل

کیا..... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے والد

ماجد کی خدمت میں اپنے باطن کے کام میں اور علوم ظاہری کے درس میں مشغول

رہے..... لیکن ۱۰۰۷ء میں والد ماجد کے انتقال کے بعد شدید بیماری سے صحت یاب

ہو کر ۱۰۰۸ء میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں روانہ ہوئے..... اسی

زمانہ میں وہ افغانستان سے دہلی تشریف لائے تھے..... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ

اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تربیت فرما کر وہ بلندیاں عطا کیں کہ باید

وشاید.....

خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں:

”اس علم اتم کو احوال اکمل کا ہم آغوش بنا دیا اور احوال سابق کی

اس نہر کو کمال و اکمال کے سمندر تک پہنچا دیا اور آپ نادر روزگار،

قطب دوراں اور پناہ جہانیاں ہو گئے۔“ ۹۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو آپ کے دوست مولانا حسن کشمیری نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی طرف متوجہ کیا تھا اس لیے آپ ان کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

”آپ کے اس احسان کا بدلہ چکانے میں عاجزی کا معترف

ہوں..... یہ سارے کاروبار اس نعمت پر مبنی ہیں اور یہ دید و داد اسی

احسان سے وابستہ ہے..... آپ کے حسن توسط سے جو کچھ ملا ہے

وہ کم کسی نے دیکھا ہے..... اور آپ کے توسل کی برکت سے

جو کچھ بخشا ہے کم کسی نے چکھا ہے..... مخصوص عطایا سے اس قدر

عطا ہوا ہے کہ اکثر کو عام عطایا میں سے اس قدر میسر نہیں ہوا

ہے۔“ ۱۰۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ

علیہ کی صحبت میں جو فیض پایا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

”حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کی صحبت و تربیت اور

ارشاد ہرگز کہیں نہیں دیکھی گئی فقیر اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے

۹۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۰۲ ۱۰۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۲۷۹

کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا
لیکن اس صحبت کی سعادت سے بھی محروم نہیں رہا۔^{۱۱}

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی رفعت و بلندی کا اندازہ آپ کے بارے
میں مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے تاثرات اور خود آپ کے مکتوبات سے ہوتا
ہے..... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

”شیخ احمد نامی سرہند کے ایک کثیر العلم اور قوی العمل شخص
ہیں..... کئی دن فقیر نے ان کے ساتھ نشست و برخاست
کی..... ان کے روزگار اوقات سے بہت سے عجائبات مشاہدہ
کیے..... ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغ ہیں ایک عالم اس
سے روشن ہوا“۔^{۱۲}

اور ایک روز اپنے مرید خاص خواجہ محمد نعمان برہانپوری سے فرمایا:

”میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہماری طرح کے ہزاروں
ستارے ان کی ضمن میں گم ہیں اور متقدمین اولیائے کاملین میں ان
کی مثال کم گزرے ہیں“۔^{۱۳}

آخری زمانے میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدوں کو تربیت کے لیے

۱۱۔ مجدد الف ثانی، مبداء و معاد، ص ۶۷۔ ۱۲۔ (حضرت خواجہ

باقی باللہ، مکتوبات شریف، مکتوب، ۶۵)۔ ۱۳۔ (زبدۃ المقامات، ص ۲۲۳)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا..... حضرت میر محمد نعمان برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جس زمانے میں کہ یہ فقیر حضرت درالاعظم حضرت خواجہ کی خدمت میں تھا اور آپ نے اپنے عام ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ امام ^{المحققین} حضرت (مجدد) کی خدمت میں جاؤ اور جس قسم کے شغل کا حکم وہ دیں اس طریقے کے مطابق مشغول رہو اور ان کی خدمت میں ہماری تعظیم نہ کرو..... بلکہ اپنی توجہ بھی ہماری طرف نہ کرو“۔ ۱۴

۱۰۱۲ء میں جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مرشد کریم کی حیات میں آخری بار دہلی حاضر ہوئے تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ دہلی کے دروازہ کابلی تک جو آپ کی منزل شریف سے دور تھا، پایادہ آپ کے استقبال کے لیے تشریف لائے..... اسی سفر میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد عبداللہ اور خواجہ محمد عبید اللہ اور ان کی والدات علیہم الرحمۃ کو توجہ دینے کا حکم فرمایا..... آپ نے توجہ دی اور یہ توجہ اندرون خانہ محسوس کی گئی..... حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ قول آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے..... آپ نے فرمایا:

”آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں ان کی مثل کوئی نہیں“۔ ۱۵

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد علیہما الرحمۃ کے باہمی تعلق کو ”عجائبات عالم“ میں ایک عجوبہ قرار دیتے ہیں..... آپ لکھتے ہیں:

”الغرض یہ صحبت اور معاملہ کہ ان پیر اور مرید قدس سرہما کے درمیان ظاہر ہوا کم کسی نے سنا ہوگا..... یہ روزگار کے عجائب میں سے ہے۔“ ۱۶۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ دہلی سے واپسی پر ایک مدت شہر سرہند میں رہے اور سالکین الی اللہ کی فیض رسائیوں میں مشغول رہے..... آپ نے طالبان حقیقت کو ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے مستفیض فرمایا..... خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ”فصل الخطاب لوصول الاحباب“ میں فرماتے ہیں:

”جو حضرات علم ظاہر اور علم باطن کے عالم ہیں وہ اپنے وقت کے قطب ہوتے ہیں اور تمام عالم والے ان کی دولت کی پناہ میں ہوتے ہیں۔“ ۱۷۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اسی قول کے صحیح مصداق تھے..... آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات کو دیکھتے ہوئے دربار سرہند میں مخلوق انڈی چلی آتی تھی..... چنانچہ ایک مکتوب میں جو آپ نے اپنے بھائی شیخ مودود کے نام لکھا ہے (جو طریقت کی راہ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے) تحریر فرماتے ہیں:

”اے بھائی لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ دور دور سے چیونٹیوں اور
مڈیوں کی طرح یہاں آرہے ہیں اور تم اپنے گھر کی دولت کی
قدرو قیمت نہ جانتے ہوئے کمینی دنیا کی طلب میں شوق و ذوق
کے ساتھ دوڑ رہے ہو“۔ ۱۸

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جس مقام بلند پر فائز تھے اس کا اندازہ کوئی نہیں
کر سکتا..... آپ ہی کے اس قول سے آپ کی عظمت کا یہ اشارہ ملتا ہے:

”وہ ارحم الراحمین اس بات پر بھی قادر ہے..... مجھ جیسے پس ماندہ کو
سابقوں کے درجات تک پہنچانے اور ان کے طفیل ان کی دولت کا
شریک کر دے“۔ ۱۹

ایک اور مکتوب میں بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:

”وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے ان کا ذرا سا حصہ
بھی بیان نہیں کیا جاسکتا..... بلکہ رمز و اشارے سے بھی ان دقائق
کا ذکر نہیں کیا جاسکتا“۔ ۲۰

”حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی باطنی رفعت و بلندی کا یہ
عالم ہے کہ آپ کائنات میں اور خود ہندوستان میں ارواح انبیاء

۱۸۔ زبدۃ المقامات، ص ۱۸۷ ۱۹۔ مکتوبات شریف، جلد سوم، مکتوب: ۹۵

۲۰۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۲۶۷

علیہم السلام کے انوار ملاحظہ فرما رہے ہیں۔“ ۲۱۔

”لوح محفوظ پر آپ کی نظر ہے۔“ ۲۲۔

”توجہ سے مریضوں کے احوال سلب کر رہے ہیں اور قبروں
میں عالم برزخ میں اپنی توجہ کاملہ سے گناہگاروں سے تکلیفیں دور کر

رہے ہیں۔“ ۲۳۔

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقامات عالیہ کی ایک تفصیلی فہرست پیش کی ہے..... ہم زبدۃ المقامات کے ص ۲۵۳ تا ۲۷۳ سے بعض مقامات عالیہ کا ذکر کرتے ہیں..... یہ زبدۃ المقامات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہء اجل، عالم و فاضل اور ہم نشین و ہمراز خواجہ محمد ہاشم کشمی نے قلم بند کیے ہیں اس لیے ان کی ثقاہت سے انکار نہیں کیا جاسکتا..... آپ فرماتے ہیں:

۱..... آپ کو کمالات ولایت اور کمالات نبوت کی تمام نسبتیں عطا ہوئیں.....

۲..... آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آسمانوں کو علم عطا فرمایا.....

۳..... آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے علم لدنی سے نوازا.....

۲۱۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۲۵۹ ۲۲۔ وصال احمد، ص ۴۔ ۵۔

۲۳۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۱۱۔

۴..... آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کلام کا مجتہد بنایا.....

۵..... آپ کو مغفرت کی نوید ملی اور اس کی مغفرت کی نوید بھی جو آپ کے وسیلے مغفرت کا

طالب ہو.....

۶..... آپ کے حق میں ”انک من المتقین“ کی ندا آئی.....

۷..... آپ جس جنازے میں شریک ہوئے وہ بخشا گیا.....

۸..... آپ مردوں کی مغفرت کے لیے دعا فرماتے تو ندا آتی کہ ”اہل قبر سے عذاب اٹھا

لیا گیا“.....

۹..... آپ کو بشارت دی گئی جو علوم آپ نے زبان سے فرمائے یا تحریر کیے وہ سب ہماری

طرف سے اور ہمارے کہے ہوئے ہیں.....

۱۰..... آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آ کر اجازت نامہ عطا فرمایا اور

شفاعت کی نوید سنائی.....

۱۱..... آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے سات درجات سے نوازا گیا.....

۱۲..... قیامت تک آپ کے سلسلے کے مریدوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا..... آپ

فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ایک ایک کا نام بیان کر دوں (زبدۃ

المقامات: ص ۲۶۱)

۱۳..... آپ نے اطلاع دی اور دیکھا کہ ہندوستان میں بھی انبیا آئے ہیں.....

۱۴..... آپ کی دعا سے قضائے مبرم کی ایک قسم ٹل گئی.....

۱۵..... آپ کو متشابہات قرآنی اور مقطعات قرآنی کا راز دار بنایا..... فرزند و جانشین

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو صرف رمز ”ق“ سے آشنا کیا تو وہ بے خود ہو گئے۔ ۲۴۔
 ۱۶..... آپ کو حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ اور حقیقت بیت المقدس سے آگاہ کیا گیا.....
 ۱۷..... اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق الیقین سے سرفراز فرمایا..... آپ پر تینوں ولایتوں
 ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کے درجات منکشف ہو گئے.....
 ۱۸..... آپ کو خزینہ رحمت بنایا گیا.....
 المختصر بقول آپ کے:

”ہر وہ کمال جو نوع بشر میں ممکن ہے مجھ کو عطا فرمایا“۔ ۲۵۔

اور آپ کے مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

”آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں ان کی مثل کوئی

نہیں“۔ ۲۶۔

اور مرید باصفا کے لیے مرشد کریم کی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہوگی..... بلاشبہ
 حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ظاہری اور باطنی کمالات ہماری سمجھ سے بالاتر
 ہیں..... مولیٰ تعالیٰ ہم کو ان کاملین کے نقش قدم پر ثابت قدم رکھے..... ہم سب کو اس
 مبارک مجلس کے فیض سے مستفیض فرمائے..... آمین

۲۴۔ زبدۃ القامات، ص ۲۶۵ ۲۵۔ زبدۃ القامات، ص ۲۷۳

۲۶۔ زبدۃ القامات، ص ۲۸۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور
 پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام
 محبوبیت تک لے جاتا ہے تو ہر عقلمند اور
 دانش مند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں
 ظاہراً اور باطناً پوری سعی اور کوشش کرے،
 (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول حصہ دوم، مکتوب ۴۱)

مکتوبات امام ربانی
میں

عقائد اہلسنت و جماعت

مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت و جماعت

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کی درستگی پر بڑا زور دیا ہے۔ چونکہ عقیدے کی صحت و درستگی قبولیت اعمال کے لئے لازمی شرط ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اس کی شاخیں ہیں۔ عقیدے ٹھیک نہ ہو تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کیئے جائیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور ازراہ بغض و حسد حضور ﷺ کی تعریف اور فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں اسے چھپاتے ہیں۔ اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لئے دوسرے کفار و مشرکین کی طرح یہ بھی آتش دوزخ میں جلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نِ افْتَرَقْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنَ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ
 اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ
 بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝۱

ترجمہ: اے نبی تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ
 تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری
 کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ
 ہے اور تمہاری پسند کے مکان میں سے کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور
 اللہ کے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے
 تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ عذاب اتارے اور اللہ نافرمانوں کو
 راہ نہیں دیتا۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”کہ کفار کے اعمال کو ہم آخرت میں ذرہ بے مقدار کی طرح اڑا کر نیست

بابود کر دیں گے“

قرآن حکیم میں ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

ہم ان کے اعمال کا وہی حشر کریں گے جو تیز آندھی، راکھ کے ڈھیر کا کرتی

ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چوتھی جگہ فرمایا: فلا نقيم لهم يوم القيمة وزنا یعنی بد عقیدہ

۱۔ (پ ۱۰، سورت التوبہ)

لوگوں کے اعمال کا ہمارے ہاں کوئی وزن نہیں اور اُن کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کی وجہ اُن کی بد عقیدگی اور بے دینی ہے۔ عقیدہ کی شقاوت انہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔ درستگی عقیدہ کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے لئے قرآن حکیم میں جس جگہ بھی نیک اعمال کا ذکر آیا ہے اس سے پہلے ایمان اور عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کو الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بار بار تکرار سے ظاہر فرمایا بہت سے نصاریٰ ایسے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ پر سے اعتراضات کے دفاع میں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں مگر آپ پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے اُن کے لئے کچھ مفید نہ ہوا۔ یہ محض ظاہری تعظیم ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت میں گزارے یہ سب بے کار ہے۔

ہر چیز کی آزمائش میں یہ دیکھا جاتا ہے جو باتیں واقع ہونی چاہئیں وہ اس میں موجود ہیں یا نہیں۔ حقیقی مومن بننے کے لئے دو باتیں درکار ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعظیم و تکریم اور تمام چیزوں سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت۔ اس بات کی آزمائش کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے تم کو عقیدت و محبت ہو یا وہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کریں تو آپ کے دلوں سے اُن کی عظمت اور اُنکی محبت بالکل نکل جائے۔ اُن کی محبت و عقیدت کا تمہارے دلوں میں نام و نشان باقی نہ رہے۔ اُن کی صورت اُن کے نام سے بھی نفرت کریں اور ان سے کسی رشتے، دوستی، الفت کا پاس و لحاظ نہ کریں۔ مذکورہ بالا آیت نمبر ۱ میں صاف فرمایا کہ بد عقیدہ لوگوں سے سچا مومن دوستی نہیں کرے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا جو ان سے دوستی کرے وہ مسلمان

نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کی اہمیت بیان فرمائی کہ باپ بیٹے بھائی عزیز واقارب سب کو گنایا یعنی کوئی کیسا بھی صاحب عظمت، کیسا ہی محبوب ہو، بد عقیدہ ہو جانے کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت کے آگے آپ نے کسی کا پاس نہ کیا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

- ۱۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا۔ اس میں انشاء اللہ حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ کیونکہ اللہ کا لکھا ہوا مٹایا نہیں جاسکتا۔
- ۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔
- ۳۔ تمہیں جنت میں لے جائے گا جہاں نہریں بہتی ہیں۔
- ۴۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ وہم و گمان سے کروڑوں درجہ زیادہ۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا اور تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جاؤ گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بد عقیدہ لوگوں کو دوست نہ بنانے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ
 حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
 إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ
 الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ، وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
 وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

المُفْلِحُونَ ۲

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دلوں میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی۔ چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتے ہو اللہ والے ہی مراد کو پہنچتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی روشنی میں عقائد اہلسنت و جماعت کا احاطہ اس مقالہ میں کرنا بہت مشکل ہے۔ چونکہ آپ نے مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح اور وضاحت بڑی شرح و بسط سے اس انداز میں کی ہے کہ عقائد اہلسنت و جماعت کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنیادی فرقوں کا ذکر کیا اور اہلسنت و جماعت کو ناجی فرقہ قرار دیتے ہوئے اس کی نشانیاں بھی بیان فرمائی اور اسی پر

زندہ رہنے کی دعا ان لفظوں میں کی:

” پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں بہتر (۷۲) فرقے بن گئے تھے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی تھے۔ قریب ہے کہ میری امت کے بہتر (۷۳) فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اسی نجات پانے والے فرقے کا نام اہلسنت و جماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا، اسی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیں موت آئے اور ان حضرات ہی میں ہمارا حشر و نشر ہو“ ۳

مولانا محمد اشرف صاحب کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی سلسلے

میں نصیحت فرمائی تھی:

”پس چاہئے کہ اہلسنت و جماعت کے معتقدات پر اپنے

۳۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷)

عقائد کا دار و مدار رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہ دھریں۔
 دوسروں کی لفاظی اور چرب زبانی پر اعتماد کرنا اپنے دین کو ضائع
 کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تاکہ نجات کی اُمید ہو
 ورنہ محنت رائیگاں جائے گی“ ۴

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم و فضل سے ہمیں اہلسنت و جماعت سے
 بنایا جو ناجی گروہ ہے، جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:
 ”اس دولت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے
 محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں نجات پانے والے گروہ (ناجی
 فرقہ) میں شامل فرمایا جو اہلسنت و جماعت ہے۔ نفس پرستوں
 اور نئے فرقوں میں ہمیں مبتلا نہ کیا۔ ۵

نجات پانے والی جماعت یعنی فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت امام
 ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہے۔ نجات
 صرف اہلسنت و جماعت کی ہوگی اور دوسرے تمام فرقے گمراہ ہیں اور وہ جہنم میں
 جائیں گے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے:

”نجات کا طریقہ اہلسنت و جماعت کی متابعت میں ہے
 اللہ سبحانہ تعالیٰ اہلسنت کے اقوال و افعال اور اصول و

۴۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۱) ۵۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب)

فروغ میں برکت مرحمت فرمائے کیونکہ ناجی فرقہ یہی ہے اور
اس کے سوا باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اس ہلاکت کا
خواہ آج کسی کو علم نہ ہو لیکن کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل
جائے گا لیکن فائدہ نہیں ہوگا۔“ ۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر پورا زور دیا ہے
کہ مسلمانوں کو ایک ہی مرکز پر جمع رکھا جائے۔ سارے مسلمان اہل حق کی جماعت سے
پوری طرح وابستہ رہیں اور خصوصاً عقائد میں کوئی اس سے سر مو انحراف نہ کرے کیونکہ
اہلسنت کے عقائد سے ذرا بھی انحراف کرنا حق و صداقت اور دین و دیانت سے انحراف
ہے اور ایسا کرنا شجرہ اسلام میں اپنے نظریات کی پیوند کاری ہے۔ جس کی شریعت مطہرہ
قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ سرمایہ ملت کے عظیم نگہبان نے مرزا داراب بن خان
خانان کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے تلقین فرمائی:

”منعم حقیقی کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے
پہلے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کی آراء کے
مطابق درست کیا جائے اس کے بعد اس گروہ کے مجتہدین
عظام کی تحقیقات کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کرے اور
تیسرا درجہ یہ ہے کہ اس عالی قدر جماعت کے صوفیائے

۶۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۴۹)

کرام کے طریقے پر راہ سلوک طے کرتا ہوا اپنا تزکیہ نفس کرے۔
 اس آخری رکن کا وجوب درجہء استحسان میں ہے، بخلاف دونوں
 پہلے ارکان کے کیونکہ اسلام کے کمال سے متعلق ہے اور وہ عمل
 جو ان ارکانِ ثلاثہ کے خلاف ہو خواہ وہ سخت ریاضت یا شدید
 مجاہدے کی قسم ہی سے کیوں نہ ہو، داخلِ معصیت ہے ایسا کرنا
 اُس منعمِ حقیقی جلّ سلطانہ کی نافرمانی اور ناشکری ہے۔

مرزا بدیع الزمان کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی حقیقت کو ان

لفظوں میں بیان فرمایا تھا:-

”سرور کونین علیہ علیٰ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اس طرح
 ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو درست کیا جائے۔ اس کے
 بعد فقہ کے ضروری احکام و مسائل کا علم حاصل کیا جائے اور
 وسیلے سے یا بغیر وسیلے کے حق سبحانہ تعالیٰ سے اُس کی رضا طلب
 کی جائے۔ اللہ سبحانہ تمہیں سلامتی اور عافیت کے ساتھ رکھے۔
 سعادت دارین کی دولت سرور کون و مکاں ﷺ کی پیروی
 میں ہے، لیکن اُس طریقے پر جو حضرات علمائے اہلسنت، اللہ
 تعالیٰ اُن کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے، نے بیان فرمایا ہے

۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۷

یعنی سب سے پہلے بزرگانِ اہلسنت کی آراءِ صائبہ کے مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ دوسرے درجے میں حلال و حرام اور فرض، واجب، سنت، مستحب مباح اور مشتبہ کا علم حاصل کرے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنا اصل مقصود ہے۔ یہ عملی اور اعتقادی دونوں پر حاصل کر لینے کے بعد اگر سعادت ازلی مدد فرمائے تو عالمِ قدس کی جانب پرواز میسر آسکتی ہے۔“ ۸

اصول عقائد اور فقہ کی کتابیں ان تصنیفات سے مالا مال ہیں۔ مختصر یہ کہ عقیدے کی درستگی تمام اعمال کی بنیاد ہے اور اسی پر نجاتِ آخرت کا دار و مدار ہے۔ افسوس کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان عقائد کی درستگی کی طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ ہر بد عقیدہ کی گفتگو سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اس رواداری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے رفتہ رفتہ وہ بد عقیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور صحیح عقائد کی دولت و سعادت سے محروم ہو کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے ہیں۔ اگر اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں میں بھی سچائی کا نام و نشان ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں بار بار تاکید نہ فرماتے، حالانکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ

۸۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۷۵)

آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے والوں کو ہوگی۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:-

”اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہے، کیونکہ صرف یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو پھر خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقیناً ثابت ہوچکی ہے۔ اسمیں غلطی کا امکان نہیں۔ ۹۔“

”ہر عاقل بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے کو علمائے اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقیدوں کے مطابق و موافق کرے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے اس روز نجات صرف انہی بزرگوں

۹۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۵۹)

ہماری حقیقت اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ مزین و
آراستہ رہے تو کچھ غم نہیں۔ ۱۱

”ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد اہل
سنت و جماعت کے اعتقادات کے مطابق و موافق رکھے کیونکہ
آخرت میں نجات پانے والا صرف یہی گروہ ہے شکر اللہ تعالیٰ
سَعَّيْنَهُمْ“ ۱۲

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں جا بجا عقائد کی
درستگی کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۱۱ میں حضرت امام ربانی نے
کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ آخرت میں نجات صرف اسی شخص کو نصیب ہوگی جو کہ سنی
العقیدہ ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر بال برابر بھی عقیدے میں فرق نکلا پھر عذاب دوزخ سے
بچنا ناممکن ہے اور خطرہ ہی خطرہ ہے۔ مکتوب کے اقتباس نمبر ۲ میں حضرت امام ربانی مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ کو پوری وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور ایک نہایت
ہی خطرناک فتنہ کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ اے سادہ لوح مسلمانو! تمہارے سامنے ہر
بد عقیدہ قرآن و حدیث ہاتھ میں لئے آئے گا اور قرآن و حدیث پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ
کر کے تم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن آپ لوگ اس بات کو مت بھولیں کہ قرآن

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹۳ (۱۲)۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)

وسنت کا صرف وہی معنی اور وہی تعبیر و تفسیر درست ہے۔ جو علمائے اہلسنت و جماعت نے بیان کئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے آپ نے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر قرآن و حدیث کی ہر تفسیر و تشریح اور تاویل معتبر ہوتی تو صرف ”اهدنا الصراط المستقیم“ کے الفاظ ہی کافی تھے۔ ”صراط الذین انعمت علیہم“ کے الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ آجکل بدعتیوں کی جو عظیم سیلاب اٹھ رہا ہے اور ہر طرف خود سری و الحاد کا دور دورہ صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا ہے جو حفاظت دین کے لئے قرآن حکیم اور بزرگان دین نے بتایا اور بیان فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ہر عاقل، بالغ مرد و عورت پر پہلا فرض عقائد کی درستگی اور اصلاح ہے۔ کیونکہ نجات اخروی اسی پر موقوف ہے پھر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی خاص طور پر قابل مطالعہ ہے کہ آپ نے عقائد کی درستگی کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

اہلسنت و جماعت جو مسلمانوں کی اصل جماعت اور حق و صداقت کی علمبردار ہے۔ ناجی گروہ اور مسلمانوں کا سوا عظیم اسی کو کہا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

”بنی اسرائیل بہتر ۷۲ فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر

جماعتوں (فرقوں) میں بٹ جائے گی۔ وہ سب جہنم میں

جائیں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہ کرام نے عرض

کیا رسول اللہ! وہ ایک جماعت کونسی ہے! فرمایا، جس

پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ ۱۳

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی اتباع اور صحابہ کرام کی جماعت کی تابعداری کے باعث اہل حق نے اپنی جماعت نام اہلسنت و جماعت رکھ لیا تھا تا کہ بد عقیدہ اور جدید فرقوں سے امتیاز رہے اور نام بھی ان کی حقانیت اور صداقت کی وہ گواہی دے جو فخر دو عالم ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ دوسری حدیث میں آپ نے یوں تذکرہ فرمایا:

”عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ

کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا

ہو وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا“ ۱۴

یہ حدیث بھی اس امر کی داعی ہوئی کہ اہل حق کی جماعت کے نام میں لفظ

جماعت بھی ہونا چاہئے۔ اس برحق جماعت کی ایک واضح خصوصیت نبی اکرم، نور مجسم،

فخر دو عالم ﷺ نے یوں بیان فرمائی:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو

اُس سے جدا ہوا، جدا ہو کر جہنم میں گیا۔ ۱۵

قرآن و سنت، حدیث مبارکہ اور مکتوبات امام ربانی سے یہ بات ثابت ہوئی

۱۳۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) ۱۴۔ ایضاً ۱۵۔ ایضاً

کہ اہل سنت و جماعت درست اور صحیح ہیں اور ان کے عقائد پر عمل نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اور جماعت کی پیروی میں گمراہی سے نجات ہے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت کے عقائد جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے اس پر عمل لازمی اور ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہیں اور علمائے اہلسنت و جماعت کے مؤید ہیں۔ جیسا کہ آپ کے مندرجہ ذیل مکتوب سے واضح ہے۔

”اور یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے۔ یاروں نے التماس کی تھی کہ ایسی تصریحیں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور برکتوں والا ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عز الوجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا

حکم فرمایا“ ۱۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح و وضاحت بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں کی ہے۔ آپ کے مکتوبات میں سے اہلسنت و جماعت کے قابل ذکر عقائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ

حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:-

’کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات بلند کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کی عزت و جلال کے پردوں سے ورے ہی ورے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ ہی کہی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے وہ ذات، پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے۔ تمام مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو

۱۶۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶)

قیامت کے دن لواء حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ ظہور میں تمام مخلوقات میں افضل و اکمل اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال و کمال کے جامع ہیں۔ ان کی قدر سب سے بلند اور ان کی شان و شرف سب سے عظیم۔ ان کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست ہے، حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے شریف اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا وہ نبی تھے جب کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے) قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ انھوں نے اپنے حق میں یوں فرمایا ہے قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں۔ میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیین ہوں لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا اور جب وہ گروہ

درگروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ خاموش کئے جائیں گے تو ان کی طرف سے کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ بند کئے جائیں گے تو ان کی کفایت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے ناامید ہوں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری دوں گا۔ اُس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی۔ اُن پر اور اُن کے تمام بھائی نبیوں اور مرسلوں اور ملائکہ مقربین اور تمام اہل طاعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوة و سلام و تحسینہ و برکت نازل ہو جو ان کی شان بلند کے لائق ہے۔ جس قدر کہ ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں اور غافل اس کے ذکر سے غافل رہیں۔ ۱۷

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ اُسی کی ہستی بذات خود قائم ہے اور جس طرح سے وہ اب ہے، ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ عدم سابق اور عدم لاحق کی اُس ذات مقدس تک رسائی نہیں کیونکہ وجوب وجود اُس کی بارگاہ

عالی کا ادنیٰ خادم ہے اور سلب عدم اُس مقدس بارگاہ کا کمترین خاکروب اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے جسے عالم کہتے ہیں، خواہ وعناصر و افلاک ہوں، خواہ ممقول و نفوس اور خواہ بساط و مرکبات تمام خداوند تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوئے ہیں اور عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ قدم ذاتی اور زبانی صرف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے اور اُس کے ماسوا کے لئے حدیث ذاتی و زبانی ثابت ہے۔“ ۱۸

۳۔ صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی نہیں ہے، جوہر اور عرض نہیں ہے، محدود اور متناہی نہیں ہے، طویل اور عریض نہیں ہے، دراز اور کوتاہ نہیں ہے، فراخ اور تنگ نہیں ہے۔ وہ فراخی والا ہے۔ لیکن ایسی وسعت کے ساتھ نہیں جو ہمارے فہم میں آسکے۔ وہ محیط ہے لیکن اُس کا احاطہ ایسا نہیں جسکا ادراک کیا جاسکے۔ وہ قریب ہے، لیکن ایسے قرب کے ساتھ نہیں جو ہماری سمجھ میں آتا ہے۔ وہ

۱۸۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۵۷)

ہمارے ساتھ ہے لیکن معیت متعارفہ کے ساتھ نہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ فراخی والا ہے، احاطہ کرنے والا ہے۔ قریب ہے، ہمارے ساتھ ہے لیکن ان صفات کی کیفیات کو ہم سمجھنے سے عاجز ہیں۔ کہ وہ کیسی ہیں؟ اور جو کچھ اس سلسلے میں ہم سمجھتے ہیں اُس پر یقین کرنا مجسمہ کے مذہب میں قدم رکھنا ہے۔“ ۱۹

۴۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہے اور کوئی چیز اُس سے متحد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اُس میں حلول کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اجزا و حصص ہونے محال ہیں اور ترکیب و تحلیل اُس کی بارگاہ میں ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل اور کفو نہیں ہے۔ اُس کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ اُن کی ذات و صفات، بے چون و بے چگون اور بے شبیہ و بے نمونہ ہیں۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اپنے اُن اسماء و صفات کاملہ سے متصف ہے جن کے ساتھ خود اُس نے اپنی تعریف کی

۱۹۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶)

ہے۔ لیکن اُن صفات کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آئے یا جس کا ہم تصور کر سکتے ہیں، اُن سے اُس کی ذات پاک اور بلند ہے۔ ۲۰

۵۔ خیر و شر

خیر و شر کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حق و تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کا پیدا کرنے والا ہے، لیکن خیر سے راضی ہے اور شر سے راضی نہیں ہے ارادہ اور رضا کے درمیان یہ ایک بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہلسنت و جماعت کو ہدایت فرمائی ہے۔ جبکہ باقی تمام فرقے اس فرق کی طرف ہدایت نہ پانے کے باعث گمراہ ہیں۔“ ۲۱

۶۔ جس چیز کا بندے کو مکلف ٹھہرایا گیا ہے اسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”بندے میں اختیار و قدرت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ

۲۰۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷)

۲۱۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۶۶)

جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ یہ بات تو اصول بندگی سے دور ہے، بلکہ اختیار کا مطلب تو یہ ہے کہ جس چیز کا بندے کو مکلف ٹھہرایا گیا ہے اُسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے۔ مثلاً بندہ پنج وقتہ نماز پڑھ سکتا ہے، چالیسواں حصہ مال سے زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اور اپنی عمر میں سواری اور خرچ ہوتے ہوئے حج کر سکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شریعت کے باقی احکام بھی ہیں۔ ان میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بندے کے ضعف اور کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے کمال مہربانی سے سہولت اور آسانی کی رعایت رکھی ہے۔“ ۲۲

۷۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے، پہاڑوں اور سمندریوں کا خالق ہے، درختوں اور پھلوں کا خالق ہے، کانوں اور نباتات کا خالق ہے، جس طرح اُس نے آسمانوں کو ستاروں سے زینت دی ہے اسی طرح زمین کو انسانوں سے مزین فرمایا

ہے۔ اگر بسیط ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوا ہے اور اگر مرکب ہے تو اسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ تمام اشیاء کو وہی عدم سے وجود میں لایا ہے اور حادث بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی قدیم نہیں ہے اور نہ قدیم ہو سکتی ہے۔ تمام اہل مذہب اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے حدوث پر اجماع رکھتے ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے اور جو خدا کے سوا کسی اور کے قدیم ہونے کا قائل ہوا اُسے گمراہ اور کافر کہتے ہیں۔ امام حجتہ الاسلام غزالی نے اپنے رسالہ منقذ عن الضلالج میں اس معنی کی تصریح کی ہے اور ان لوگوں کو کافر کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی قدیم جانتے ہیں اور وہ لوگ جو آسمانوں ستاروں اور ان جیسی دوسری چیزوں کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ قرآن مجید ان کی تردید کرتا ہے۔“ ۲۳

۸۔ اللہ تعالیٰ نے جو قصد و اختیار بندے کو دے رکھا ہے وہ فعل اور ترک فعل دونوں کے متعلق ہے

۲۳۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے جو قصد و اختیار بندے کو دے رکھا ہے وہ فعل اور ترک فعل دونوں کے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبانی فعل کا حسن و کج تفصیلی طور پر بیان کر دیا ہے۔ اس کے باوجود جب بندہ ایک جہت کو اختیار کرتا ہے تو اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اُس کی ملامت کی جائے یا اُسے ممدوح ٹھہرایا جائے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو وہ قدرت و اختیار دیا ہے کہ شرعی اوامر و نواہی سے عہدہ برآ ہو سکے اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ پوری قدرت اور پورا اختیار دیا جاتا بلکہ اتنا دے دیا ہے جتنا چاہیے تھا اور اس کا منکر ہدایت کا معارضہ کرتا ہے۔ بیمار دل والا ہے اور شریعت کی تکمیل میں عاجز ہے۔۔۔۔۔۔ یہ مسئلہ علم کلام کے دقیق مسائل میں سے ہے۔ اس مسئلہ کی انتہائی شرح و بیان یہی ہے جو ان اوراق میں مندرج ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے جو کچھ علمائے اہل حق نے فرمایا ہے وہ پورا کرنا چاہیے اور مقابلہ اور جنگ میں پڑنا نہیں چاہیے۔“ ۲۳

۹۔ رویت باری تعالیٰ

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے

ہیں:

”مومن اللہ تعالیٰ کو بہشت میں بے چون و بے چگون دیکھیں گے کیونکہ جو رویت بے چون سے متعلق ہے وہ خود بھی بے چون ہوگی بلکہ دیکھنے والا بھی بے چون سے وافر حصہ پائے گا، تاکہ بے چون کو دیکھ سکے۔ بادشاہ کے عطیات کو اسی کی سواریاں اٹھا سکتی ہیں۔ آج اس معمرہ کو اپنے انحص اولیاء پر حل کر دیا اور ان پر منکشف فرما دیا ہے۔ یہ دقیق مسئلہ ان بزرگوں کے نزدیک تحقیقی ہے اور دوسروں کے لئے تقلیدی۔ اہلسنت و جماعت کے علاوہ دیگر فرق و مذاہب سے خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، کوئی بھی اس مسئلہ کا قائل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت کو بزرگان اہلسنت و جماعت کے بواسطہ مجال سمجھتے ہیں اور ان مخالفین کی دلیل غائب کا حاضر پر قیاس ہے، جس کا فساد ظاہر ہے۔ ایسے دقیق مسئلہ میں ایمان کا حصول سنتِ سنیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نورِ متابعت کے بغیر مجال ہے“

۔ لائق دولت نہ بعد ہر سرے بار مسیحانہ کشد ہر خرے ۲۵

۲۵۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱)

۱۰۔ جو دنیا میں رویت باری تعالیٰ کا قائل ہو وہ مفتری ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”دنیا میں رویت باری تعالیٰ واقع نہیں ہے۔ یہ دنیا اس دولت کے ظہور کی قابلیت نہیں رکھتی اور جو دنیا میں رویت کا قائل ہو وہ مفتری ہے، اُس نے خدا کے سوا کسی اور کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ یہ دولت اگر دنیا میں میسر آسکتی تو حضرت کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دوسروں کی نسبت اس کے زیادہ حقدار تھے۔“ ۲۶

۱۱۔ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ لیکن ہم اس بات کے درپے نہیں ہوتے کہ اُس کی کیفیت کیا ہوگی، کیونکہ عوام کا فہم اُس کے ادراک سے قاصر ہے، اس وجہ سے نہیں کہ خواص بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتے، کیونکہ اُن کے لئے تو اس دولت سے دنیا میں بھی حصہ ہوتا ہے اگرچہ اُس کا نام رویت نہیں رکھا جاتا اور سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔“ ۲۷

۲۶۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷) ۲۷۔ (مبدأ معاد: ص ۴۷)

۱۲۔ معراج النبی اور رویت باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”محبت شعار! غیب شہود کے مقابل ہے جو ظلمت کا شائبہ رکھتا ہے اور غیب اس آمیزش کے غیب سے پاک ہے۔ پس غیب شہود سے کامل و اکمل ہے لیکن سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام جب معراج کی رات رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے جو کہ ظلال کے پردوں سے دور تھی بلکہ بہت ہی دور تھی کہ وہ ظلمت کے شائبہ اور آمیزش سے بھی پاک ہے تو ان کے حق میں غیب رویت سے کامل کب رہ گیا؟ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام۔ غیب پر اکتفا تو صرف ظلمت کو رفع کرنے کے لئے تھا اور جب ظلمت پوری طرح رفع ہو گئی اور عین حضوری میسر آ گئی تو غیب کی کیا ضرورت رہ گئی؟ یہ وہ متاع عزیز ہے جو صرف سید الکونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام کے لئے مخصوص ہے اور آپ کے کامل ترین پیروکاروں کو جمعیت اور وراثت کے طور پر اس دولت میں سے کچھ حصہ مل جاتا ہے علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات لیکن چونکہ یہ مقام رویت نہیں ہے پس شہود و مشاہدہ بھی نہیں ہے۔ اس مقام کو لفظ غیب سے تعبیر کرنا بہترین عبارت

ہے۔“ ۲۸

مزید فرماتے ہیں:

”ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اگر اس دولت (رویت باری تعالیٰ) سے مشرف ہوئے ہیں تو اس کا وقوع دنیا میں نہیں ہوا ہے بلکہ آپ بہشت میں گئے اور وہاں دیکھا کہ وہ عالم آخرت سے ہے دنیا میں نہیں دیکھا بلکہ دنیا سے باہر نکلے، آخرت سے ملحق ہوئے، تب دیکھا۔“ ۲۹

۱۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان انبیاء علیہم السلام کی شان بیان فرماتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے مخلوق کے پاس بھیجے گئے تاکہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی جانب بلائیں اور گمراہی سے راہِ راست پر لائیں اور جو ان کی دعوت کو قبول کرے اُسے بہشت کی خوشخبری دیں اور جو انکار کرے اُسے دوزخ کے عذاب سے ڈرائیں۔ جو کچھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا ہے اور جس کی تبلیغ فرمائی ہے وہ سب حق و

۲۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۸ ۲۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوبات ۶۷

صداقت پر مبنی ہے اور اُس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ ۳۰۔

۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں

ختم نبوت کا تذکرہ حضرت امام ربانی مجد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا

ہے:

”محمد رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم اور آپ کا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب پہلی کتب سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت کا ناسخ کوئی نہیں ہوگا اور قیامت تک یہی شریعت رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول فرمائیں گے وہ بھی آپ کی شریعت ہی پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی کی حیثیت میں رہیں گے۔“ ۳۱

۱۵۔ نُور و بَشَر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں اور آپ کی بشریت بے مثل ہے۔ اور جن و انس و ملائکہ میں سے کوئی بھی اوصاف کمال میں آپ کا مثل و شریک نہیں۔ اور آپ کی بشریت اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ملائکہ کی نورانیت اس بشریت کی گرد کو بھی نہیں پاسکتی۔

۳۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۔ ۳۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۔

اور بشریت بمنزلہ لباس ہے اور باطن ظاہر سے قطعاً جدا ہے۔ اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے نور کی بلندی اور حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مخالفین اہلسنت و جماعت عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے علماء تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف نور ہی مانتے ہیں اور بشریت کا بالکل انکار کرتے ہیں حالانکہ بشریت نور سے افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو جو نور ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو جو بشر ہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ لہذا تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مان کر حضور ﷺ کی شان گھٹاتے ہو۔ اس لئے بے ادب تم ہو ہم بے ادب نہیں۔

مخالفین کی یہ گفتگو سراسر دھوکے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اہلسنت و جماعت بشریت انبیاء کے ہرگز منکر نہیں بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ اپنی ہی طرح جاننا اور اس کا پرچار کرنا رسائل و کتب کے ذریعے، اس کی تشریح کرنا یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور مخالفین یہی کچھ کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ و مسلک اور نقطہ نظر پیش کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہاں ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی چند فیصلہ کن اور واضح عبارتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے دلائل کی طرف نہیں جاتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حضرت امام ربانی کے فرمودات قرآن و حدیث کے ترجمان ہیں۔

۱۶۔ حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

حضرت امام ربانی اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”جاننا چاہئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور آپ کا وجود انور مناسبت و مشابہت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ”میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں“ اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔“ ۳۲

۱۷۔ حضور ﷺ نور ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے

۳۲۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰)

ہیں اور محمد و احمد کے مبارک نام سے موسوم ہوئے ہیں۔“ ۳۳

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج بدنی سے مشرف ہوئے
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہی ہے کہ آپ معراج بدنی
سے مشرف ہوئے اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

”اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب رویت کے بعد لہن
ترانی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب
سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اولین و
آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی
نعمت مشرف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گزر کر حدود زمان و
مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔“ ۳۴

۱۹۔ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اس سلسلہ میں آپ
رقم طراز ہیں:

”اور کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس

۳۳۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب ۱۰۰) ۳۴۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۷۲)

امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو حق تعالیٰ کی صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائنات عالم میں پایا جاتا ہے اور کتنی ہی باریک نظر سے صحیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے نبی کریم ﷺ کا وجود انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت ﷺ اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند و ارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ اور نیز اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کے لئے سایہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔“ ۳۵

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث

مبارک نقل فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي

”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا“ ۳۶

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین طریقوں سے بشریت و نور کے

۳۶۔ علامہ زرقانی، شرح مواہب

۳۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۰۰

بارے میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”افراد انسانی میں سے کوئی فرد اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے ذرہ برابر بھی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ وجود عنصری رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہو چکا ہے کہ خَلَقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ اور نور الہی سے پیدا ہونے کی سعادت کسی اور فرد بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔“ ۳۷

جس سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئی بلکہ آپ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اضافیہ میں پایا جاتا ہے۔ بصورت دیگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف ہی فرمادیا ہے کہ آپ اس امکان سے ہی منزہ ہیں جو ممکنات عالم میں موجود ہے۔

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے نظر بصیرت سے ممکنات عالم کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے۔ آپ کی ذات مقصد اس سے ورا اور فائق ہے۔ اس بناء پر آپ کے وجود مبارک اور جسم مقدس کا سایہ نہیں تھا اور اس بناء پر بھی سایہ نہیں تھا۔ آپ سے زیادہ لطیف چیز دنیا میں کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سایہ صاحب سایہ سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور آپ نے اس بات کو آخر میں بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے کہ آپ نور ہیں مگر حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے بشکل انسان جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اور محمد

اور احمد کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں اور آپ نے مندرجہ بالا ایک عبارت میں مشہور حدیث نقل فرمائی ہے۔

”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا“۔

۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے والے

نبی کریم ﷺ کو بشر کہنے والوں کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”جن مجبوبات نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے

لوگوں کی طرح خیال کیا۔ بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت

مندوں (صاحب قسمت) نے ان کو رسول اور رحمت کائنات

جانا تمام لوگوں سے ممتاز اور ارفع جانا وہ ایمان کی سعادت سے

مشرّف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے“۔ ۳۸

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے ان لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں جیسا ہی خیال کرتے

ہیں۔ ایسے لوگ کفار مکہ کی طرح نبی کریم ﷺ کے کمالات عالیہ کے معترف نہیں

ہو سکتے۔ اور وہ سعادت مند لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عام بشر کا تصور

۳۸۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۶۴)

نہیں کرتے بلکہ آپ کو معزز و محفل اور رحمت عالمین کی صفت کے آئینے میں دیکھتے ہیں وہی دولت و ایمان اور باقی برکات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں فلاح و

نجات پائیں گے۔
حضرت پیام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی غلطی کا دوبارہ ذکر کیا ہے جس میں بتلا ہو کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرح اور اپنی مثال سمجھ لیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

”جس طرح کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو

دوسرے لوگوں کی طرح جانا اور کمالات نبوت کے منکر ہو گئے

(اللہ تعالیٰ ان اکابر منکرین دین کے انکار سے محفوظ رکھے)۔“ ۳۹

کائنات وجود میں آئی ہی صرف حضور علیہ السلام کے طفیل اور واسطہ سے ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مقصود نہ ہوتی تو کائنات عدم کے پردوں میں مستور رہتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ فرماتا اور حضور علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ تیار نہیں ہوا تھا۔ اور یہاں یہ نقطہ بھی قابل غور ہے کہ بشریت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور حضور سرور عالم ﷺ اس سے بہت پہلے اپنے نورانی وجود سے موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے مندرجہ ذیل اقتباس میں فرمایا ہے:

”اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ اور آپ نبی تھے
 در اس حالیکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے“ ۴۰

نبی کریم ﷺ کی بشریت اور نور کی تائید و حمایت میں مکتوبات شریف سے
 اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن چونکہ مقصود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ
 علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے۔ اس لئے صرف مذکورہ اقتباسات پر ہی
 کفایت کی جاتی ہے۔

۲۱۔ علم غیب

اہلسنت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے بارے میں اس امر
 کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کائنات کی اشیاء ہر وقت اس طرح ظاہر
 اور روشن ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی۔ اور اس طرح کائنات کا انکشاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے لئے زندگی مبارک میں بھی تھا اور بعد از وصال بھی بدستور موجود ہے۔ ہاں کسی وقت
 اگر حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ مبارک دنیا کی جانب مبذول نہ ہو اس وجہ سے کوئی واقعہ
 مستور رہے تو یہ امر دیگر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کے متعلق یہی
 عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عقیدہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، اقوال علمائے اہلسنت و

۴۰۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱)

جماعت، مفسرین و محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور تصریحات صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اے نبی اللہ تعالیٰ نے وہ تمام کچھ آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں

جانتے تھے“ ۴۱

نبی کریم ﷺ کے ارشادات گرامی جن کو محدثین نے نقل فرمایا ہے ان میں

سے صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا:

”میں نے زمین کے مشارق و مغارب جان لئے“

اس مقالہ میں چونکہ صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا

نقطہ نظر اور عقیدہ مبارکہ پیش کرنا مقصود ہے اس لئے مزید آیات و احادیث پیش کرنے کی

بجائے مکتوبات امام ربانی کی چند واضح عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا جائے گا۔

”حدیث تمام عینای و لاینام قلبی جو آپ نے تحریر کی ہے۔ اس

میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ اس حدیث میں

اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اپنے اور امت کے حالات سے

کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے نیند آپ کے وضو کو

نہیں توڑتی تھی۔ اور چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کی

نگہداشت اور محافظت میں ”شبان“ (بکریوں کے ریوڑ کے

رکھوالے) اور کامل نگران ہیں۔ اس لئے ادنیٰ سی غفلت بھی

آپ کے منصب نبوت کے شایان نہیں ہے۔ ۴۲

حضور نبی کریم ﷺ کے علم کے متعلق اہلسنت و جماعت جو عقیدہ رکھتے ہیں

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا عبارت میں اس عقیدے کی بالکل صاف

الفاظ میں تصدیق و تائید کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ کہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام ”اپنے اور اپنی اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل

نہیں۔۔۔۔ اور ادنیٰ سی غفلت بھی منصب نبوت کے شایانِ شان نہیں“۔ خاص طور پر

قابلِ غور ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں اپنا ایک

مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

”دوبارہ پھر عروج روحانی حاصل ہوا جس میں درج ذیل حضرات

کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ حاصل ہوا مشائخِ عظام اور ائمہ اہل

بیت کے مقامات کا مشاہدہ، خلفائے راشدین کے مقامات کا

مشاہدہ، حضور علیہ السلام کے مقامِ خصوصی کا مشاہدہ، اسی طرح انبیاء

کرام اور رسل عظام کے مقامات کا علیحدہ علیحدہ اور ملءِ اعلیٰ کے

فرشتوں کے مقامات کا مشاہدہ حاصل ہوا“۔ ۴۳

۴۲۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۹۹۔ ۴۳۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ جب امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برگزیدہ امتی ہیں اُمت کے اولیاء، انبیاء کرام و رسل و ملائکہ، ملاء اعلیٰ وغیرہ کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ کرتے ہیں تو حضور ﷺ کے لئے کائنات اور اپنی اُمت کے حالات کا مشاہدہ بطریق اولیٰ ثابت اور جائز ہوا۔

پہلے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶ کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ کا تشریف لانا اور حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ رسالہ پسند فرمانا اور آپ کی تحریرات اور تصنیفات بارگاہ رسالت میں مقبول و محبوب ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کے مشائخ و اولیاء کو حضرت امام ربانی کی تحریرات میں درج شدہ اعتقادات اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور اُس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام بعد از وصال مبارک اور آپ کی اُمت کے اولیاء و مشائخ اپنی مقابر مقدسہ سے باہر تشریف لے جاتے اور مجالس میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم کا یہ حال ہے کہ آپ اپنی اُمت کے اہل تحقیق و اہل علم کی تصنیفات و تالیفات سے بھی ناخبر ہیں۔ اور جو بزرگان دین حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و معتقدات سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ نورانی زیادہ مقبول اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا اس واقعہ کی اشاعت کرو نیز لوگوں میں اس کو مشہور کرو اگر اس طرح کی باتیں درست اور صحیح نہ ہوتیں تو نہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح کے واقعہ پیش آتے اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تشہیر کا حکم

صادر فرماتے، اور نہ ہی حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کو درج کرتے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق اہلسنت کے اعتقادات کی صحت کی اس سے زیادہ صاف اور واضح تائید و تصدیق اور کیا ہو سکتی ہے۔

سب اہل علم جانتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر یا قضاء و قدر نہایت ہی مشکل اور پوشیدہ مسائل میں سے ہے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر اس کی حقیقت اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند، اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں:

”مجھے مسئلہ تقدیر پر بھی مطلع کر دیا گیا ہے اور جس طرح مجھ کو اس مسئلہ کی حقیقت بتائی گئی ہے اس سے ظاہر شریعت کے ساتھ اس مسئلہ کی بالکل مخالفت لازم نہیں آتی۔ اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے لازم آتی ہے اور نہ ہی انسان کی مجبوری کا پہلو نکلتا ہے بلکہ وہ ان دونوں سے مبرا اور منزہ ہے اور اس مسئلہ کی حقیقت مجھ

پر اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند“۔ ۲۴

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے امتیوں پر اس قسم کے مشکل ترین مسائل کی حقیقت بالکل روشن ہے تو پھر حضور نبی پاک صاحب لوا! اک ﷺ کی وسعت علم کا کون اندازہ لگاسکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے
مقام پر نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے یہ
حدیث نقل فرماتے ہیں: ”سو میں نے اولین اور آخرین کے علوم
جان لئے“ ۳۵

یہ حدیث مبارک اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام
اولین و آخرین کے علوم کے جامع ہیں۔ جب علم شریف کے بارے میں حضور ﷺ
کے علم کا اپنا ارشاد مبارک موجود ہے تو پھر آپ کے علم شریف کا انکار کرنا کس قدر جہالت
کا مظاہرہ ہے۔ حروف مقطعات یعنی آلم، حتم، ق، ن، وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ
مجدد رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”حروف مقطعات قرآنی سارے کے سارے حالات کی
حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز و اشارے ہیں جو
محبت (اللہ) اور محبوب (نبی علیہ السلام) کے درمیان وارد ہیں
لیکن اور کون ہے جو ان کو پاسکے“۔ ۳۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں مخالفین عموماً یہ کہتے ہیں کہ آپ
حروف مقطعات کے معانی و مطالب سے بھی ناواقف تھے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ
علیہ کا اس معاملے میں جو عقیدہ ہے وہ آپ کی عبارت سے ظاہر اور واضح ہے۔ اس سلسلے

۳۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۲۲ ۳۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰

میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ عقیدہ رکھنا چاہئے جو ایک صاحب تحقیق عارفِ کامل ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ ابلیس لعین کے متعلق لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور

اس کے حالات پر لوگوں کو اطلاع کی قوت نہیں دی۔ مگر ابلیس کو

یہ طاقت دی ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے بیجا اور واقف رہتا

ہے۔“

مذکورہ بالا عبارت میں کہا گیا ہے کہ ابلیس لوگوں کے حالات سے واقف اور

بیجا ہے تو غور فرمائیں کہ عطائی طور پر اگر لوگوں کے حالات پر ابلیس تک کے لئے اطلاع

ثابت ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس کا اثبات

شُرک و کفر ہو جائے حالانکہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک جو بات ابلیس تک کے لئے

ثابت ہے وہ سید المرسلین ﷺ کے لئے ثابت کرنے سے کس طرح شرک ہو سکتی ہے۔

صدیاں قبل اہل تحقیق اس سلسلے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ ہمارا یہ مدعا ان

مذکورہ بالا عبارات سے صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے صرف ان ہی

عبارات پر کفایت کی ہے اور باقی عبارتیں یہاں نقل نہیں کیں۔ اہل سنت و جماعت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جس طرح کے غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعینہ یہی

عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۲۲۔ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد الوفاة

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مقابر مقدسہ میں (مزارات مقدسہ) میں زندہ اور حیات ہیں۔ اور ان پر موت کا ورود و وعدہ خداوندی کے مطابق محض ایک آن کے لئے ہوا۔ اس کے بعد ان کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام طاہرہ میں لوٹادی گئیں اور اب وہ عالم برزخ میں حیات حسی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس مسئلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اور نقطہ نظر کو ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

”عالم برزخ کے حالات و کوائف اشخاص کے اختلاف کے لحاظ

سے بہت ہی مختلف و متفاوت ہیں ”الانبیاء یصلون فی القبور“

انبیاء کرام اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں کے الفاظ آپ

نے سنے ہوں گے۔ ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شب

معراج جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر

مہارت کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت کلیم اللہ اپنی قبر

انور میں نماز ادا فرما رہے ہیں اور عین اسی لمحہ میں جب حضور علیہ

السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آسمان پر بھی حضرت

کلیم اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ دراصل برزخ کا معاملہ

(۲۲) جب قبور ادا نماز ادا فرماتے ہیں (۲۲) اور ان کی قبروں میں نماز ادا فرماتے ہیں (۲۲)

اپنے اندر بڑے عجائب و غرائب رکھتا ہے۔“ ۲۸۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور محدثین کرام و علمائے عظام نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ اس صحیح حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں زندہ ہونا صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقبولان حق تعالیٰ اپنے مقابر مقدسہ میں بالکل زندہ اور حیات ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے تو حیات انبیاء کرام علیہم السلام کو قطعی یقینی قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ حیات انبیاء کے ثبوت میں متواتر احادیث و روایات موجود ہیں

۲۳۔ اِمْكَانِ كِذْبٍ :

قرآن حکیم میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کے نقائص و عیوب سے پاک اور منزہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق چلا آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریفہ میں مسلک اہل سنت کی وضاحت فرمائی، ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) ”پس گویا اس آیت کریمہ میں خلاف وعدہ کی بھی نفی

ہوگئی اور خلاف وعید کی بھی“۔ ۲۹۔

(۲) ”نیز خلف وعید بھی خلف وعدہ کی طرح مستلزم کذب

۲۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱۶۔ ۲۹۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۶)

واجب تعالیٰ ہے۔ جو اس کی ذات پاک کے ہر گز شایانِ شان نہیں۔“ ۵۰۔

(۳) ”واجب تعالیٰ کے لئے ایسے معنی کو۔۔۔۔۔ جائز قرار دینا جس سے خلاف وعدہ یا وعید لازم آئے نہایت ہی بُرا ہے۔ سبحان رب العزّة عما یصفون“۔ ۵۱۔

یہ ایک ہی مقام کی تین عبارتیں ہیں جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس طرح خلاف وعدہ کی نفی ہے اسی طرح خلاف وعید کی بھی نفی ہے۔ واجب تعالیٰ کے لئے خلف وعید کو جائز ماننا اتنا ہی قبیح ہے جتنا خلف وعدہ کو جائز ماننا۔ قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا نص کے ایسے معنی کرنا جس سے اس ذات کی طرف کذب کی نسبت لازم آئے، نہایت ہی شنیع اور ناروا ہے اور وہ ذات پاک اس سے بالکل بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر عیب اور نقص سے پاک و منزہ ہونے کا عقیدہ چونکہ اہلسنت و جماعت کے ہاں اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے اس کی تصریح صرف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے نہیں فرمائی بلکہ دوسرے بے شمار علمائے حق نے بھی صاف صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب کے عیب و نقص سے قطعاً پاک و منزہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں جھوٹ کے عیب کا پایا جانا ناممکن اور محال ہے۔ لیکن اس کے برعکس مخالفین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں اس عیب کا پایا جانا ممکن ہے۔ صرف مصلحت کے طور پر اس سے دور رہتا

ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سچا ایمان اور سچا ادب نصیب فرمائے۔

۲۳۔ توقیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی میں یوں رقم

طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (اے میرے رسول ﷺ جو کچھ تجھ پر

تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک

پہنچادے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے حق کو ادا نہ کیا اور

اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ (پ ۵ النساء)

کفار کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ اس وحی کو جو آپ

کے موافق ہوتی ہے ظاہر کرتے ہیں اور جو مخالف ہوتی ہے۔

اسے ظاہر نہیں کرتے لیکن یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ نبی

ہر حال میں حق کا اظہار کرے۔ اور وہ اس کی شریعت میں خلل پیدا

ہو جاتا ہے۔ پس جب خلفائے ثلاثہ کی تعظیم و توقیر کے خلاف

مخضرات ﷺ سے ظاہر ہوا تو معلوم ہوا کہ ان کی تعظیم خطا

اور زوال سے محفوظ تھی۔

اب ہم زیادہ وضاحت سے بیان کر لیں گے اور ان

کے اعتراض کا جواب صاف طور پر دیتے ہیں کہ تمام اصحاب کی

متابعت دین کے اصول میں (لاہم جے کہ وہ اصول ہیں ہم گنہگار)۔

اختلاف نہیں رکھتے۔ اگر کچھ اختلاف ہے تو شروع میں ہے۔۔۔۔۔ اب جو کوئی بعض پر طعنہ زنی کرے وہ دیگر صحابہ کی متابعت سے بھی محروم رہے گا۔ ہر چند ان کا کلمہ متفق ہے۔ مگر دین کے بزرگوں کے انکار پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بدبختی اتفاق اور اتحاد کو ختم کر دیتی ہے۔ کیونکہ قائل انکار اس کے اقوال کے انکار تک پہنچا دیتا ہے نیز شریعت کو امت تک پہنچانے والے صحابہ ہی ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کیونکہ سب سے پہلے صحابہ عادل تھے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک پہنچائی ہے۔“ ۵۲۔

بالتالیف ۲۶۔

۲۵۔ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں

اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں اور یہی عقیدہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی تصریح آپ نے یوں فرمائی ہے:

”تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سے افضل میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام

شافعی جو اصحاب کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ بہت بے قرار ہو گئے۔ پس ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے سایہ تلے نہ ملا۔ پس انہوں نے ان کو اپنا والی بنا لیا۔ یہ صریح دلالت ہے۔ اس بات پر کہ تمام صحابہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل ہونے میں متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے میں یہ اجماع صدر اول میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے اور اس میں انکار کو دخل نہیں ہے۔ ۵۳

۲۶۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کی وجہ

بعض کم فہم لوگ دوسرے صحابہ کرام میں فضائل و مناقب کی کثرت دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں تردد و توقف کرتے ہیں یہ ان کی اس غلط فہمی ہے۔ کیونکہ افضلیت کا سبب فضائل کی کثرت نہیں بلکہ اس کا سبب دین اسلام کی خدمت اور حضور نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت و احکام خداوندی کی تائید و

حمایت میں اول و اسبق ”ہونا“ ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایک گروہ۔ دوسرے صحابہ کرام کے کثرت فضائل و مناقب پر نظر کرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت میں توقف کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اگر افضلیت کا سبب کثرت فضائل و مناقب کو قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں تو بعض غیر صحابہ جو کثرت فضائل و مناقب رکھتے ہیں۔ اپنے نبی سے بھی افضل قرار پائیں گے جو اس طرح نہ ہو (حالانکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا عقلاً شرعاً محال ہے۔ لہذا کثرت فضائل و مناقب افضلیت کی وجہ نہیں ہو سکتی) بلکہ افضلیت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے سوا اور چیز ہے۔ اور وہ اس فقیر کے نزدیک تائید دین اسلام میں اولیت و اسبقیت اور رب العالمین کے احکام کی مدد و نصرت میں جان نثاری اور انفاق اموال میں پیش پیش ہونا ہے۔“ ۵۳

دوسرے چھوڑ کر فرماتے ہیں:

”اور تائید دین متین میں اولیت کی دولت عظمیٰ ہمارے نبی کریم

علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کیونکہ آپ ہی راہ حق تعالیٰ میں اموال خرچ کرنے، کفار سے جدال و قتال کرنے میں اور اپنی عزت و آبرو دین کے لئے لٹا دینے میں، فساد اور خرابیوں کو دور کرنے میں اور تائید دین اور حضور علیہ و آلہ و سلم الصلوٰۃ و التسلیمات کی مدد و نصرت کرنے میں سب سے سابق اور پہلے ہیں۔ لہذا تمام صحابہ کرام سے افضلیت بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حاصل ہے۔“ ۵۵

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک ہے یہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے کو ان دو بزرگوں پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اس مفتری کو کوڑے لگاؤں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موقف کے بارے میں فرماتے ہیں: ”حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے ان سے افضل قرار دے وہ مفتری ہے میری طرف سے ایسے شخص کو مفتری کی طرح کوڑنے

مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس مسئلے کی تحقیق اپنے رسائل اور

اپنی کتابوں میں کر دی ہے۔“ ۵۶۔

”حضور ختم المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بعد امام

برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں“ ۵۷۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عوام میں شیعہ

نظریات و خیالات سرایت کرنے لگے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ”افضلیت

مطلقہ کا عقیدہ اور جن صحابہ کرام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلافات

کئے تھے۔ ان کے متعلق عام لوگوں میں بغض و عداوت کے اثرات ٹھہرنے لگے۔

۲۷۔ افضلیت شیخین

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا میں تشریف آوری ہی اس لئے

ہوئی تھی کہ اس طرح کے فتنوں کا استیصال کر کے دین اسلام کو سر نو تازہ کریں۔ اس لئے

آپ نے اس فتنہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے شیعہ علماء سے

مناظرے و مباحثے کئے جن میں ان کو فاش شکستیں ہوتی رہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گرانقدر مکتوبات میں جا بجا اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔

اس سلسلے کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان اقتباسات کے مطالعہ سے

واضح ہو جائے گا کہ افضلیت شیخین (صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا عقیدہ اہلسنت و

۵۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷ ۵۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

جماعت کے نزدیک قطعی و اجماعی ہے اور جو شخص بھی اس عقیدہ سے انحراف کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحابہ کرام پر افضلیت خود تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین عظام کے اجماع سے ثابت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نقل کیا ہے۔ بلکہ جمیع صحابہ کرام باقی تمام امت سے یقیناً قطعاً افضل ہیں کیونکہ اس افضلیت کی علت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شرف صحبت ہے اور یہ شرف صحابہ کرام کو ہی حاصل ہے۔ صحابہ کرام کے نیک کام کے سامنے بعد والوں کے بڑے بڑے نیک کام کوئی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس وقت اسلام کی خدمت کی جب اللہ کا دین کمزور تھا۔ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابہ کے نصف صاع جو کے خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اور اسی طرح شیخین (ابو بکر و عمر) علیہم الرضوان کی تمام صحابہ کرام سے افضلیت خود تمام صحابہ کرام اور تابعین سے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ دین نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ ان ائمہ دین میں سے ایک حضرت امام شافعی ہیں علیٰ جمعیہم الرضوان بلکہ تمام صحابہ کرام کو باقی امت پر افضلیت حاصل ہے

کیونکہ کوئی فضیلت بھی صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کی قلت اور ضعف اسلام کے زمانہ میں تائید دین متین اور نصرت سید المرسلین وعلیہ وعلیہم الصلوٰة والتسلیمات میں صحابہ کرام سے جو معمولی درجے کا نیک کام بھی صادر ہوا ہے اگر بعد والے تمام عمر ریاضات و مجاہدات میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں تو بھی صحابہ کرام کے اس فعل قلیل کے مرتبہ کو نہیں پاسکتے۔ اسی بناء پر حضور سرور عالم علیہ وعلیہ وآلہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ اے (صحابہ کے بعد آنیوالو) اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مقدار میں بھی فی سبیل اللہ سونا خرچ کر دے تو میرے صحابہ کے ایک صاع بلکہ نصف صاع جو انہوں نے راہ خدا میں دیے اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسرے تمام صحابہ کرام سے افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوٰة والسلام پر ایمان لانے میں، جان نثاری میں، راہ خدا میں اموال کثیرہ خرچ کرنے میں اور دوسری خدمات لائقہ میں سب سے اول و اسبق ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے صحابہ تم میں وہ لوگ جو فتح مکہ سے قبل راہ خدا میں مال خرچ کرتے رہے اور جہاد میں مصروف رہے مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ یہ درجہ اور شان میں ان سے بہت بڑھ کر ہیں جنہوں نے بعد فتح اپنے

مال راہ حق میں خرچ کئے اور کفار سے لڑے۔ لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دونوں گروہوں سے کیا ہوا ہے۔“ ۵۸۔

۲۸۔ صحابی کا مرتبہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صحابی کا مرتبہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”خواجہ اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ خیر البشر ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے ادنیٰ صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ کسی شخص نے عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تو جواب فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی درجہ بہتر ہے۔“ ۵۹۔

۲۹۔ صحابہ کرام کا کامل احترام

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۵۸۔ پ ۷۲ سورت الحدید ۵۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۰۷

”ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کے باعث امام سے جدا ہو گیا اور امام نے اُس کے حق میں فرمایا اِعْتَزَلْ عَنَّا ، ہم سے جدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقوں کو قیاس کر لو اور صحابہ کے حق میں طعنہ زنی کرنا درحقیقت پیغمبر خدا ﷺ کی ذاتِ گرامی پر نعوذ باللہ طعن کرنا ہے۔ یعنی جس نے صحابہ کی عزت و تکریم نہیں کی وہ رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ اس کا حسد کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بد اعتقادی سے بچائے اور جو احکام قرآن و حدیث سے ہم تک پہنچے ہیں وہ تمام صحابہ کی نقل اور وسیلہ سے پہنچے ہیں۔ جب صحابہ مطعون ہوں گے تو نقل بھی مطعون ہوں گی۔ کیونکہ نقل ایسی نہیں کہ بعض کے سوا بعض سے مخصوص ہو بلکہ سب کے سب عدل اور صدق اور تبلیغ میں مساوی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ کی متابعت کرتے ہیں تو پھر یہ لازم نہیں کہ ہم صحابہ کے تابع ہوں بلکہ اُن کی آرا کے متضاد ہونے اور مذاہب کے اختلاف کے باعث سب کی فرمانبرداری ممکن نہیں۔ ۶۰۔

۳۰۔ خلفائے اربعہ کی فضیلت

خلفائے اربعہ کی فضیلت اُن کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”حضرات خلفائے اربعہ کی افضلیت اُن کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔“

۳۱۔ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے مکتوب گرامی کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ بدتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا

۶۱۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوبات نمبر ۱۷)

ہے۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے خدا تعالیٰ ان زندیقوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔ ۶۲

۳۲۔ مقام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہلسنت و جماعت کا مسلک و مشرب وہی ہے جو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف الفاظ میں بیان فرما دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ عادل تھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق پورے کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ صحیح اور باسند اور پختہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں متعدد بار دعا فرمائی کہ اے اللہ انکو اپنی کتاب قرآن حکیم کا علم عطا فرما، اور حساب کا علم بھی عطا فرما، نیز انکو ہادی اور

ہدایت یافتہ بنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا یقیناً مقبول و مستجاب ہے لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود بھی ہدایت پر تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی تلقین کرتے تھے۔ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا گردن زدنی ہے بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا اتنا ہی مجرم ہے جتنا کہ اصحاب ثلاثہ (ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا مجرم ہے لہذا صحابہ کرام کے باہمی جھگڑوں کے متعلق زبان بند رکھنے میں ہی نجات و سلامتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی تاکید فرمایا: ”میرے صحابہ کو نیکی سے ہی یاد کرو ان کے باہمی تنازعات کو زبان پر نہ لاؤ انکے متعلق اپنے سینے صاف رکھو، ان سے بغض رکھنے سے بچو اور کسی بھی صحابی کو اعتراض اور طعن تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی جھگڑے رہے ہیں ان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطا پر تھے لیکن انکی یہ خطا اجتہادی تھی اسلئے وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار دینا اہلسنت و جماعت کے نزدیک اعتقادی مسلوں میں شامل ہے تو جو شخص انکی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر جانتے ہوئے ان سے ضد اور عداوت کے طور پر ایسا کیا ہے ایسا شخص اس معاملہ میں عقائد اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تمام شکوک و شبہات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ مجدد قدس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ ”یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے“ ۶۳۔

☆ شیخ ابوشکور سلمی نے اپنی مشہور کتاب تمہید شریف میں تصریح

کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام میں سے ان کے وہ رفقاء جو جنگ میں ان کے ساتھ تھے، خطا پر تھے تاہم ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی سے حضرت معاویہ کا نزاع اجتہاد پر مبنی تھا اور اس کو انہوں نے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔ ۶۴

☆ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتبر راویوں کی سند سے وارد ہو چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یوں دعا فرمائی ”اے اللہ اس کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا“ اور ایک دوسرے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں اس طرح دعا فرمائی ”خداوند اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا“ اور حضور بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ۶۵

☆ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعین میں سے ہیں اور

چند سطر بعد فرماتے ہیں اپنے زمانے مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنے والے گردن زدنی ہیں نیز امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والے کو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والے کی طرح قرار دیا ہے (یعنی جس طرح اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والا گردن زدنی ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا بھی گردن زدنی ہے۔ اے برادر یہ معاملہ تنہا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے بلکہ قریباً نصف صحابہ کرام اس معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہیں پس اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل و روایت سے ہم تک پہنچا ہے، اور اس انجام سے وہی زندیق اور بے دین راضی ہو سکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو۔ ۶۶

آخر پر اس معاملہ میں سلامتی کا راستہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ اے برادر! اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور محاربات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ”میرے صحابہ میں جو جھگڑے ہوں تم ان سے الگ رہو“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا ”میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا خوف کرو اور ان کو بدگوئی کا نشانہ نہ بناؤ“ ۶۷

۳۳۔ فضائل اہل بیت (علیہم الرحمۃ والرضوان)

خواج جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی وغیرہ کہلواتے ہیں عوام کو ان کے زہریلے اور خطرناک پراپیگنڈے سے بچانا بھی اس دور میں از حد ضروری ہے کیونکہ انکی باتوں میں اگر لوگ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی آل اطہار کے مخالف ہو جاتے ہیں لہذا ضروری تھا کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی روشنی میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقامات عالیہ سے لوگوں کو باخبر کر دیا جائے تاکہ سادہ لوح لوگ انکے دام میں پھنس کر اپنے ایمانوں کو ضائع نہ کر لیں۔

مکتوبات امام ربانی کے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

”اے برادر چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والختیہ کے بوجھ کے حامل ہیں، اس لیے اقطاب، ابدال اور اوتادوں کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے اور یہ مذکورہ الصدر اولیاء اولیاء عزلت کہلاتے ہیں اور ان پر ولایت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اُس کے سر پر ہوتا ہے۔ قطب مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت و رعایت کے ذریعہ ہی اپنی ڈیوٹی انجام دے سکتا ہے اور اپنے عہدہ قطب مداریت کو سنبھال سکتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حسین بھی اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں“ ۶۸

(۲)۔ راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوا اس گروہ اولیاء کے سردار اور ان اولیاء عزلت کے فیض و برکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارک ہے اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے گویا اس میں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ الزہرہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ میرا گمان ہے۔ کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام تربیت میں اقطاب و اوتاد وغیرہ کے بلجاء و ماویٰ تھے۔ جس طرح کے بعد از پیدائش بلجاء و ماویٰ ہیں۔ اور جو بزرگ بھی قطبیت وغیرہ کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ و واسطہ سے ملتی ہے کیونکہ آپ اس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور مبارک ختم ہوا تو یہ تربیت فیض رسائی کا منصب عظیم حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب سپرد کر دیا گیا۔ اور ان دونوں حضرات کے بعد یہ منصب عظیم علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا۔ چنانچہ ان حضرات کے زمانوں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو بھی جو ہدایت و فیض ملتا رہا ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا۔ اگرچہ اقطاب و نجباء وغیر ہم ہی کیوں نہ ہوں سب کے بلجاء و

ماویٰ یہی ائمہ اثنا عشر رہے ہیں“ ۶۹

(۳) ”کیونکہ اطراف و جوانب کا کسی مرکز کے ساتھ ملحق رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ فیض رسانی انہی بزرگواروں سے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آگیا۔ چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو سپرد کر دیا گیا۔ ائمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔ چنانچہ حضور غوث پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک، اور آئندہ بھی جن کو فیض و ہدایت ملتی ہے چاہے وہ اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوں حضور غوث پاک کے وسیلہ واسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ائمہ اثنا عشر یہ مرکز آپ کو (غوث پاک) بھی عطا ہوا ہے اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا اس بنا پر آپ کا یہ شعر مبارک ہے:

یعنی پہلوں پر سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب فیض ہمیشہ
بلندیوں پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ نیز آئندہ بھی

جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا“ کے

(۴)۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام تربیت میں حضرت غوث پاک کے قائم مقام ہوتا ہے اور ان کی نیابت سے یہ معاملہ اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔ اے

(۵)۔ پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔ ۲۔ اے

(۶)۔ وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت کا محب نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا کرنا شیعیت

۷۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۱ ۷۱۔ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم، مکتوب ۳۶

۷۲۔ ایضاً

ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری قابل مذمت و ملامت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”اگر آل محمد ﷺ سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں“ ۳۷

(۷)۔ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اہل بیت کے محبت نہیں ہیں حالانکہ اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں (اہل سنت) کے نزدیک جزو ایمان ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے۔ اس فقیر کے والد جو ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت سے محبت کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیے۔ یہ فقیر آپ کے وصال کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا جب حضرت والد ماجد کا آخر وقت آیا اور (نزع کے وقت) اس عالم دنیا کا شعور کم رہ گیا تو فقیر نے محبت اہل بیت کی بات یاد دلائی اور اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے اس بے

خودی کے عالم میں فرمایا کہ میں اہل بیت عظام کی محبت میں
مستغرق ہوں (حضرت والد ماجد) کی اس حالت پر خدا تعالیٰ کا
شکر بجالایا گیا اہل بیت سے محبت اہل سنت و جماعت کے
نزدیک سرمایہ نجات ہے۔ ۴۷

حضرت شیخ مجدد صاحب اسی مکتوب ۳۶ کو حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان
دو اشعار پر ختم کرتے ہیں:

الہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم ۵ رد کنی و رقبول
من و دست و دامن آل رسول

ترجمہ:

یا الہی حضرت فاطمہ الزہرا کی اولاد کے صدقے مجھے
ایمان پر خاتمے کی توفیق دے تو میری دعا کو چاہے رد
کر دے یا قبول میں تو آل رسول کا دامن ہاتھ میں
لئے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مندرجہ بالا

اقتباسات سے اہل سنت و جماعت کے اہل بیت الرضوان کے بارے میں مندرجہ ذیل عقائد کی وضاحت ہوتی ہے اور ان کے مقام و مرتبہ کی تصریح ہوتی ہے۔ تمام اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہے ان کے تمام کام آپ کی مدد و اعانت سے انجام پاتے ہیں اور اس تربیت اور فیض رسانی اور مدد و اعانت میں آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہراء اور حضرات امامین کریمین (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین) بھی شریک ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ راہ ولایت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا مرتبہ پانے والوں کے سردار و پیشوا

حضرت حیدر کر ررضی اللہ عنہ ہیں۔ سرداری کا یہ منصب عظیم آپ ہی سے خاص ہے

۳۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے مبارک پر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اولیاء

اللہ کے سروں پر ہے۔

۴۔ اولیاء اللہ کو فیض اور مدد دینے کا یہ مرتبہ آپ کو اپنی ولادت سے پہلے بھی حاصل تھا اور دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی اندازہ لگائیے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غائبانہ امداد کے کس قدر قائل اور معتقد ہیں۔

۵۔ حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ منصب و مرتبہ حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب عطا ہوا ان کے بعد یہ منصب بارہ اماموں کو عطا ہوا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک انہی کے پاس رہا اور یہ بارہ امام اپنے وصال کے بعد چار پانچ سو سال تک تمام اولیاء اللہ کی غائبانہ مدد و اعانت کرتے رہے پھر یہ مدد و اعانت کا منصب و مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام اولیاء امت اس اخذ تربیت میں حضور غوث پاک ماتحت ہیں اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی اس معاملہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں۔

۶۔ اہل بیت عظام سے محبت و عقیدت اہل سنت ہونے کیلئے شرط ہے جس کا دل اس محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت نہیں بلکہ خارجی ہے

۷۔ اہل بیت کرام کے ساتھ محبت و عقیدت کا نام شیعیت نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شان میں تبرابازی کا نام شیعیت ہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

۸۔ اہل بیت اور سادات کرام سے محبت و عقیدت اہل سنت کے نزدیک جزو ایما

ن ہے

۹۔ ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کی محبت کو بڑا دخل ہے مطلب یہ ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا بوقت موت اسکا ایمان چھن جانے کا خطرہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اہل بیت عظام کے ساتھ عقیدت محبت رکھنے کی کس قدر تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ حب صحابہ کرام اور حب اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تمام مومنین و مومنات اور مسلمین اور مسلمات کو خاتمہ عطا فرمائے۔

(ماخذ: از مسلک امام ربانی مولفہ حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی مطبوعہ مکتبہ حامد یہ نزد حضرت داتا دربار (گنج بخش روڈ) لاہور)

۳۴۔ تصرفات کاملین

تصرف در حقیقت کرامت اور توجہ باطنی کے طور پر کسی کام کے انجام دینے کا نام ہے اور اہل اللہ کی کرامات اور توجہات قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ صرف ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے فی الحقیقت سراسر اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ صرف اس کے ظہور کا ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح بسا اوقات بظاہر مرض دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے لیکن حقیقت میں شفاء من جانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے مگر یہاں بھی فی الحقیقت پانی اتارنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیمار کو شفاء دیتے تھے مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے بنا کر اور ان میں جان ڈال کر اڑاتے تھے۔ ان تمام افعال کے صدور میں صرف واسطہ اور ذریعہ تھے درحقیقت یہ سب افعال اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے تصرفات اور مدد وغیرہ کا صرف یہی مطلب ہے۔ اور وہ انہیں صرف واسطہ اور ذریعہ تسلیم کرنے ہی کے قائل ہیں۔ وہ نہ تو اولیاء اللہ کو معاذ اللہ خدا تصور کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقابل اور شریک مانتے ہیں اس کی کسی صفت میں شریک مانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں قطعاً اور یقیناً وحدہ لا شریک ہے۔ اہل سنت و جماعت انہیں اللہ کے بندے، اس کی مخلوق اور اسکے محتاج ہی جانتے اور مانتے ہیں۔ بزرگان دین کو اس سے بڑھانا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار ماننا نہ شرعاً درست ہے اور نہ اہل سنت و جماعت اس کے قائل ہیں۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ سنی بزرگوں کو خدا مانتے ہیں اور انہیں پوجتے ہیں بالکل بے اصل اور بے بنیاد الزام ہے۔ اس سلسلے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ مخالفین نے اولیا کرام کے تصرفات کے انکار کیلئے اپنے پاس سے ایک اصطلاح گڑھ لی ہے جسے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر انکے سامنے کوئی واقعہ یا روایت یا حدیث و تفسیر کا حوالہ پیش کیا جائے تو یہ کم علم لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ یہ تو اسباب کے تحت چیز ہے اسے ہم بھی جائز اور درست کہتے ہیں۔ مافوق الاسباب تصرف اور مدد کرنا ناجائز ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ اصطلاح مخالفین کی اپنی اختراع ہے اور اسکی آڑ میں تصرفات سے انکار قرآن و حدیث کی

تصریحات کے خلاف ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی (آصف بن برخیا) مافوق الاسباب سینکڑوں میل دور سے چشم ذون میں ملکہ سبا کا تخت اٹھالایا۔ سورہ مریم میں وارد ہے کہ حضرت مریم کو کہا گیا کہ اس کھجور کے تنے کو ہلاؤ یہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا چنانچہ یہی ہوا یہ بھی مافوق الاسباب بات تھی۔ سورہ کہف میں ہے ”تم اصحاب کہف کو دیکھو تو بیدار گمان کرو حالانکہ وہ سو رہے ہیں“

سینکڑوں برس انسان کا بلا خوردنوش صحیح و سالم، زندہ اور باقی رہنا اور آرام کی نیند سوائے رہنا قطعاً اسباب اور معمول کے خلاف ہے اور انسانی طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔ سورہ کہف میں ہی وارد ہے کہ ایک بندے (خضر) نے عین دریا کے درمیان لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کے نیچے کے تختے اکھیڑ دیئے لیکن کشتی غرق نہ ہوئی بلکہ سلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئی یہ چیز بھی اسباب سے بالاتر ہے۔ فرشتوں کا لوگوں کی حفاظت کرنا اور لوگوں کی رو میں قبض کرنا وغیرہ بھی مافوق الاسباب ہے اور ان باتوں کا انکار قرآن حکیم کی صریح آیات کا انکار ہے جس کا مومن کبھی مرتکب نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں جن سے اللہ کے بندوں کیلئے مافوق الاسباب، اختیارات اور قوتوں کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث اور اقوال صحابہ کرام اور اولیاء کرام اور سلف و خلف کی تشریحات کا شمار ہی نہیں۔ سر دست حضرت امام ربانی قدس سرہ کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”جاننا چاہیے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ راہ نما وہ لوگ ہیں

جن کے توکل سے میں نے اس راہ سلوک میں آنکھیں کھولیں

ہیں اور انہی کی وساطت سے میں نے اس معاملہ میں لب کشائی کی ہے اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہی سے لیا ہے اور میں نے مولویت کا ملکہ انہی حضرات کی توجہ شریف سے حاصل کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کے طفیل، اور اگر معرفت ہے تو بھی انہی کی توجہات کا اثر ہے۔ انتہاء کو ابتداء میں داخل کرنے کا طریقہ انہی سے میں نے سیکھا ہے۔ اور میں نے قیومیت کی جہت سے جذب کی نسبت انہی سے اخذ کی ہے اور میں نے انکی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس چالیس روز کی چلہ کشی سے بھی میسر نہیں آسکتا۔ میں نے انکی گفتگو سے وہ کچھ پایا ہے جو دوسرے برسوں میں بھی حاصل نہیں کرتے۔“ ۵۷

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راہ سلوک و تصرف میں اپنے پیران کرام رہنمایان عظام کے وسیلہ جلیلہ سے آنکھیں کھولی ہیں اور انہی کے وسیلہ اور واسطہ سے مسائل تصوف میں لب کشائی کی ہے اور نہایت مشکل امور کو حل کیا ہے۔ اور آپ نے دینی علوم میں تجر، کمال اور ملکہ ان بزرگوں کی توجہ شریف سے حاصل اور نصیب ہوا ہے انہی کے طفیل آپ کو علم ملا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھ میں معرفت بھی انہی کی توجہات کریمہ کا اثر ہے۔ قیومین کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کا شرف بھی انہی کی توجہ

سے نصیب ہوا ہے اور مجھ کو بزرگوں کی نظر اور انکے صرف ایک کلمہ سے حیرت انگیز فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیا کرام اور بزرگان دین کے متعلق جس حسن اعتقاد اور عمدہ عقیدت کا اظہار فرمایا ہے اور وہ موجودہ وقت میں صرف اہل سنت و جماعت میں پایا جاتا ہے اور انہی کا طرہ امتیاز ہے اور بزرگوں سے یہ عقیدت صرف اہل سنت و جماعت میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

”آپ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے اور پھر اس طرح ان سے احکام شریعت کی ترویج و اشاعت فرماتے۔“

اس عبارت میں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صاف طور پر تصرف کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر بزرگان دین کا تصرف کوئی چیز نہیں اور کسی ولی میں تصرف کی قوت و طاقت ثابت کرنا شرک اور ناروا ہوتا تو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل بزرگ ہرگز ہرگز کسی کے لئے تصرف کی قوت تسلیم نہ کرتے۔

ایک مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:
 ”تو اے لوگو! متابعت کرو ہمارے سردار، ہمارے مولا، ہمارے
 شفیع اور ہمارے دلوں کے طبیب جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی۔“

مندرجہ بالا عبارت میں حضور نبی کریم ﷺ کو طبیب قلوب فرمایا گیا
 ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو بیمار دلوں کی درستی، اصلاح اور علاج کی
 قوت و طاقت نہ عطا فرمائی گئی ہوتی تو آپ ہرگز طبیب قلوب نہ ہوتے تو حضرت امام
 ربانی رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے استعمال نہ کرتے۔
 پیر کامل کے ثبوتِ تصرف کیلئے مندرجہ ذیل عبارت بالکل واضح ہے۔ مزید
 تشریح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

’آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا صاحب تصرف پیر اپنے ذی
 استعداد مرید کو اپنے تصرف سے اسکی استعداد سے بلند مراتب
 تک لے جاسکتا ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے
 ہاں واقعی اسکو بلند مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔۔ مثلاً ایک
 ذی استعداد مرید ولایت موسوی کی استعداد رکھتا ہے وہ بھی
 نصف راہ تک جانے کی تو اسکا صاحب تصرف پیر اپنے تصرف

سے اسکو ولایت موسوی کے بالکل آخری اور انتہائی مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔ ۸۔

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنے سے گریز نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی کوئی قوت اور طاقت نہیں رکھتا اور ساتھ ساتھ اس غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ یہی بزرگان دین کے عقائد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ظلم، فریب اور جھوٹ بولنے کا کیسا بدترین مظاہرہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:-

”یہ وہ بزرگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت انکی بلند صحبت سے وابستہ

ہے اور ناقصوں کی تکمیل انکی توجہ شریف پر موقوف ہے۔ ان

بزرگوں کی نظر تمام امراض قلبی سے شفا بخشتی ہے اور انکا التفات

باطنی اور روحانی علتوں اور خرابیوں کو دفع کرتا ہے۔ انکی ایک توجہ

سو ۱۰۰ چلوں کا کام کرتی ہے اور انکا ایک دفعہ التفات فرمانا

برسوں کے ریاضات اور مجاہدات کے برابر ہے“۔ ۹۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصرف اولیا اللہ کا مسئلہ بالکل حق اور درست ہے

تمام سلف صالحین اور اہل تحقیق کا یہی مسلک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سلف صالحین کے

عقائد پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عنایت کرے۔

۳۵۔ عظمت اولیاء کرام

پوری دنیا میں جن مبارک ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا دین حق کی اشاعت کیلئے اپنے لمحات زندگی وقف کئے اس کی خاطر مصائب و الام برداشت کئے۔ انسانی نفوس کا تزکیہ کیا انکو اعتقادی، روحانی اور عملی و اخلاقی غلاظتوں سے پاک اور صاف کر کے حسن اخلاق، احسن عمل، حسن اعتقاد اور روحانی طہارت و پاکیزگی کا راستہ دکھایا اور ایثار و قربانی کی زندہ جاوید روایات قائم کیں۔

حسب سابق عظمت اولیاء کرام کے موضوع پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کے چند ایک ارشادات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ انکا مطالعہ دین و ایمان کے لٹیروں سے ایمان بچانے کا باعث بن سکے:-

☆ پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں حق تعالیٰ جَلّ و علا کیلئے

کرتے ہیں نہ اپنے نفس کیلئے۔ ۸۰

”الحمد للہ سبحانہ آپکے مکتوب گرامی سے فقراً کی محبت اور انکی توجہ کا اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔ درویشوں کی توجہ کا اعتقاد اور انکی محبت سرمایہ سعادت ہے کیونکہ یہ (بزرگ) لوگ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے

ہم نشین ہیں اور یہ حق تعالیٰ کا ذکر کرنے والی وہ مبارک قوم ہے جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کفار پر نصرت و کامیابی کیلئے فقراً اور مہاجرین کے طفیل حق تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔ (شرح سنہ ۱۲ مشکوٰۃ) اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ان (اولیاء) کے متعلق ارشاد فرمایا ”بہت سے پراگندہ بال، گرد آلود، بندے ایسے ہیں جنہیں دروازوں سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری فرماتا ہے“۔ ۸۱۔

”حضرت حق سبحانہ، و تعالیٰ اس گروہ اولیاء کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرمائے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں اور ان سے انس رکھنے والا محروم نہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں نامرادی نہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں انکو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ جس نے ان کو پہچان لیا خدا کو پالیا انکی نظر دواء اور ان کا کلام شفاء ہے اور انکی صحبت ضیاء اور رونق بخشتی ہے جس نے انکے ظاہر کو ہی دیکھا وہ خائب و خاسر ہو گیا اور جس نے انکے باطن کو

۸۱۔ مسلم بروایت ابی ہریرہ ۱۲ مشکوٰۃ، مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۷۲

دیکھا وہ نجات اور فلاح پا گیا کسی بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے ”اے اللہ تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے کہ جس نے انکو پہچانا اس نے تجھے پہچانا اور جب تجھے نہ پہچان سکا انکو بھی نہ پہچان سکا یعنی انکی شناخت اور تیری شناخت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی“۔ ۸۲

”حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے پہنچنے میں حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیٰ جمیع المرسلین الصلوٰۃ والسلام درمیان میں واسطہ اور ذریعہ ہیں۔۔۔۔۔ اس تخصیص کی تائید کرتا ہے۔ وہ واقعہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ منبر پر جلوہ افروز ہو کر علوم و معارف بیان فرما رہے تھے کہ دوران وعظ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا۔ شیخ قدس سرہ نے فرمایا اے اسرائیلی ادھر آ اور محمدی کا کلام سن۔“ ۸۳

”اس عارف کامل کی ظاہری صورت اس کے باطن کے اعتبار سے بالکل اس طرح ہے جس طرح کپڑا پہننے والے کے ساتھ

۸۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۲ ۸۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵

کپڑے کی نسبت۔ پس دوسرے (عوام) اس یعنی عارف کی حقیقت کو کیا پاسکتے ہیں اور اس کے متعلق کیا سمجھ سکتے ہیں اور اسے اپنی حقیقتوں اور صورتوں کی مثل تصور کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں ایسے عارف کامل کی پہچان اللہ تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی نشانی یہ ہے کہ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔“ ۸۴

”بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل اللہ کا وجود درحقیقت کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے اور انکی دعوت الی الحق رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنا انکی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ لوگ اہل زمین کیلئے باعث امن ہیں اور زمانے کیلئے غنیمت۔ حدیث شریف میں انکی شان میں یوں وارد ہے۔“ انہی اولیاء کے طفیل بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلے سے مخلوق کو رزق ملتا ہے“ انکا کلام دوا اور انکی نظر امراض باطنہ کیلئے شفاء ہے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں۔“ ۸۵

اولیاء اللہ کی بزرگی، عظمت، رفعت شان اور فضائل کے متعلق مکتوبات شریف

۸۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۷۳۔ ۸۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۹۲

کی یہ عبارتیں آپ کے سامنے ہیں ان عبارات میں جس انداز اور جس صراحت و وضاحت سے بزرگان دین کی عظمت اور جلالت شان کا اظہار کیا گیا ہے وہ کسی تشریح و توضیح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔

۳۶۔ محبت اولیاء کرام

اولیاء اللہ کی محبت اہل سنت و جماعت کا طرہ امتیاز ہے اسی محبت کی بنا پر علماء اہل سنت اولیاء کرام کی مدح و ثنا میں رطب لسان رہتے ہیں انکے آستانوں پر حاضر ہوتے اور انکی رضا جوئی اور خدمت گزاری کو سعادت جانتے ہیں۔ قاعدہ اور دستور ہے جس سے محبت اور انسیت ہوتی ہے انسان اسکا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اپنے محبوب کے خلاف ادنیٰ بات بھی سننا گوارا نہیں کرتا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ صرف چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ محبت و وابستگی کتنی بڑی دولت و سعادت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اہل سنت و جماعت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اس دولت عظیمی سے محروم ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”یہ کس قدر سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول

فرمائیں چہ جائے کہ اس سے محبت کریں اور اپنے قرب سے

سرفراز فرمائیں۔“ ۸۶

”اس طائفے (اولیاء اللہ) کی محبت جو معرفت پر مبنی ہے خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے اور اس گروہ سے بغض رکھنا زہر قاتل ہے اور انکی عیب جوئی محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلاء سے بچائے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اے مولا کریم تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے ٹکرا دیتا ہے۔“ ۸۷

”فقراء کے آستانے کی جاروب کشی دولت مندوں کے ہاں صدر نشینی سے بھی بہتر ہے۔“ ۸۸

”اس گروہ کے بیان میں جو اولیاء اللہ کی عیب جوئی کرتے ہیں اس گروہ کی مذمت و ہجو شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے۔“ ۸۹

”اپنے مربی (پیر و مرشد) کی طرف پوری توجہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس دولت (معرفت) کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ یہی ہے۔ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کے وقت اور غیر حاضری

۸۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۰۶ ۸۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۳۲

۸۹۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۳۹

کے وقت ہر حال میں اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے آداب کی رعایت اچھی طرح کرنی چاہیے اور ان بزرگوں کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ تصور کریں۔ فلاح اور نجات کا راستہ یہی ہے۔“ ۹۰

”اس محبت کو دنیوی اور اخروی سعادتوں کا سرمایہ تصور کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے اس پر مضبوطی اور استقامت کی دعا کرتے رہیں۔ احکام شرعیہ کی بجا آوری کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطن کی جمعیت کا حصول اسی دوستی کا ثمرہ ہے۔ اگر سارے جہان کی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں ڈال دیں مگر اولیاء کرام کی محبت کا رشتہ قائم رہے تو کچھ غم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔“ ۹۱

”درویشوں سے محبت اور انکے ساتھ ربط و الفت اور انکے ارشادات سننے کا شوق اور ان کے طور طریقوں کی طرف میلان، خداوند تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اور عظیم ترین دولت ہے۔ مخبر صادق (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہے کہ

۹۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۱۸ ۹۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۳۵

انسان اسکے ساتھ ہوتا ہے جس سے اسکو پیار ہوتا ہے لہذا ان
اولیاء اللہ کا دوست انکے ساتھ ہے اور حریم قرب میں انکے طفیل
پہنچ کر رہے گا۔ ۹۲۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کاملین کی سچی محبت و عقیدت عطا فرمائے اور ان پاک
لوگوں کے ساتھ حشر فرمائے اور سعادت دارین سے مالا مال فرمائے (آمین)

۳۷۔ وسیلہ و استمداد

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ سے
اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا، اپنی حاجات چاہنا اور دینی و دنیوی مشکلات و مہمات
میں کاملین کو ذریعہ اور واسطہ جانتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز و درست
ہے۔ شرک و بدعت نہیں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کے مکتوبات سے عبارتیں پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال سے واقفیت اور آگاہی
حاصل ہو۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”اے برادر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ولایت محمدی علی
صاحبہا والصلوة والسلام و تحیہ کے حامل ہیں اسلئے زمانے کے
قطب، ابدال، اوتاد جو تارک دنیا اولیاء ہیں اور جن پر ولایت کا
رنگ غالب ہے ان سب کی تربیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی امداد اور اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب جس کو قطب مدار بھی کہتے ہیں اس کا سر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کے تیچے ہے اور قطب مدار آپ کی حمایت اور رعایت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ اور اس معاملہ میں حضرت فاطمہ الزہرا اور آپ کے دونوں صاحبزادے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں۔“ ۹۳

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب کے اس اقتباس سے واضح ہوا۔ قطب، ابدال، اوتاد وغیرہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ بزرگ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے میں مولا علی مشکل کشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے محتاج ہیں۔ اس تربیت اور مدد دینے میں سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے لخت جگر حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک ہیں۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام اور بہت سی مہمات اپنے کامل اولیاء کے سپرد کر رکھی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ دائماً اور ہمہ وقت اولیاء امت کے حالات و مدارج کی طرف رہتی ہے ورنہ تربیت کیسی۔ تمام دنیا کے اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کے نیچے ہیں اور آپ کے علم میں ہیں ورنہ جس کا علم نہ ہو اس کی مدد و اعانت کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں:

”اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد و اعانت ہے

جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا

اور دوستوں کی مدد کرنا مختلف وجوہ اور مختلف طریقوں سے۔“ ۹۴

اکابر اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ بلاشبہ مدد فرماتی ہیں۔ دشمنوں کو اپنے تصرف

اور روحانی قوت سے ہلاک کرتی ہیں اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی مدد و نصرت

فرماتی ہیں۔ انکی یہ مدد و نصرت اس طرح اثر دکھاتی ہے کہ گویا وہ اپنے اجسام طاہرہ کے

ساتھ مدد و اعانت فرما رہے ہیں

اولیاء کرام کی محبت، عظمت اور عقیدت سے اپنے دل کو منور رکھنا چاہیے۔ اولیا

کرام کے حضور میں التجاء و تضرع کو اپنی عادت اور دستور بنایا جائے۔ اولیا کرام رحمۃ اللہ

علیہم کی محبت و عقیدت اور عظمت کو اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت کے حاصل ہونے کا ذریعہ

اور واسطہ جانے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں:-

”بہر صورت گروہ اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم رکھے

اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجاء و تضرع کو عادت اور اپنا طریقہ بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا فرمائے اور پورے طور پر اپنی ذات کی طرف کھینچ لے۔“ ۹۵

حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خور خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ظاہری پیر و مرشد رکھنے کے باوجود وصال یافتہ بزرگوں سے مدد حاصل کرتے رہے اسی بنا پر اویسی النسبت کہلائے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود ظاہری پیر (یعقوب چرخي رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے چونکہ خواجہ نقشبند قدس سرہ کی روحانیت سے مدد حاصل کی ہے اسلئے انکو بھی اویسی کہا جاتا ہے اور اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے ظاہری پیر (سید امیر کلان رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے باوجود چونکہ کئی طرح کی امداد خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روحانیت سے حاصل کی ہے اسلئے یہ بھی اویسی کہلائے۔“ ۹۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پیر کی خصوصیت بیان کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

۹۵۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۷۳ ۹۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۱۴۱

”تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر کی وہ ذات ہے جس سے تجھ

کو ذات حق تعالیٰ تک وصول کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی

مدد و اعانت اس راہ میں اس سے تجھ کو ملتی ہے۔“ ۹۷

حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

قضاء مبرم کو تبدیل کرنے کی طاقت اور ہمت رکھتا ہوں اس ضمن میں حضرت امام ربانی

رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

”میرے قبلہ گاہ (خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ) فرماتے

تھے کہ حضور غوث پاک قدس سرہ نے اپنی بعض تصنیفات میں

فرمایا ہے کہ تقدیر مبرم تبدیل کرنے کی طاقت و مجال کسی کو نہیں مگر

میں اس کو بھی تبدیل کر سکتا ہوں۔“ ۹۸

حضرت امام ربانی مجدد کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیوض امتیوں

کو پہنچتے ہیں اس کے ذریعہ اور واسطہ سے پہنچتے ہیں اگرچہ وہ فیض

لینے والے قطب و اوتاد ہوں یا ابدال و نجباء ہوں۔“ ۹۹

۹۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۹۰ ۹۷۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۲۱۷

۹۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۴

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ میں ایک معاملہ، میں مدت تک رکا رہا آخر ایک بزرگ کے مزار شریف پر حاضری کا موقع نصیب ہوا اس مدفون بزرگ نے تو اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی حقیقت پورے طور پر ظاہر فرمادی اسی دوران نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح بھی مجھ کو تسلی دینے کے لئے تشریف لائی۔

اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملاحظہ ہو:-

”یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار

مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں

اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی چنانچہ اس

دوران اللہ جل شانہ کی عنایت شامل حال ہو گئی اور معاملہ کی

حقیقت پورے طور پر منکشف ہو گئی اور عین اس وقت حضور خاتم

المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کی روح مبارک بھی تشریف لائی

اور میرے دل غمگین کو تسلی دی۔“ ۱۰۰

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان خطوط جو آپ نے اپنے پیر و مرشد شیخ

الشیوخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو لکھے ہیں جا بجا آپ کو پیر و دستگیر سے یاد فرمایا ہے

نیز آپ نے فرمایا ہے:

”راہ بین اور راہ نما پیر کی تلاش جو وسیلہ بن سکے، کا بھی شرعاً حکم

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے لوگو! اللہ کی طرف وسیلہ تلاش

کرو۔“ ۱۰۱

مسئلہ وسیلہ و استمداد کی تائید و حمایت میں مکتوبات امام ربانی سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن مقصود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے اسلئے صرف مندرجہ بالا عبارات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۳۸۔ ایصالِ ثواب

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب ارواح کو بخشا جائز اور درست ہے اور ان کو یہ ثواب پہنچتا بھی ہے اور یہ مسئلہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کرام سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک و مذہب ظاہر کر دینا مناسب و موزوں ہے لہذا اس مسئلہ پر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:-

”اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی

دعا و صدقہ کے ذریعہ انکی مدد کرتے رہو کیونکہ میت قبر میں

ڈوبنے والے کی طرح ہے اور مردہ ہر وقت اپنے باپ، ماں،

بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے۔“ ۱۰۲

۱۰۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۵۹ ۱۰۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۸۹

”دعا واستغفار اور صدقہ خیرات کے ذریعہ مرنے والے کی امداد کر دی ہے بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہو تو مردہ بھی اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے۔ اور جب اسے قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کو پہاڑوں جتنی رحمت کی شکل دیکر اہل قبور کی قبروں میں داخل کرتا رہتا ہے اور زندوں کی طرف سے مرنے ہوئے لوگوں کیلئے اصل تحفہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔“ ۱۰۳

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عقیدت مند کو لکھتے ہیں:
 ”آپ نے جو نیاز درویشوں کیلئے روانہ کی تھی وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کیلئے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی۔“ ۱۰۴

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰات والسلام کی زوجہ پاک ہیں اور

۱۰۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۴۲

۱۰۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۰۴

حضور نبی کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی منظور نظر محبوبہ ہیں۔ آج سے چند سال قبل (فاتحہ دلانے میں) فقیر کا طریقہ یہ تھا (کہ ایصالِ ثواب کیلئے) اگر کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف آلِ عبا کی روحوں کو بخشا تھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کرتے وقت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ الزہراء، اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی شامل کرتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام عرض کیا مگر حضور انور نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کیا ہوا ہے۔ اس دوران میں آپ نے ارشاد فرمایا ”میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں مجھے جو بھی کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے“ فقیر اس وقت جان گیا کہ مجھ سے چہرہ مبارک پھیرے رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ فقیر اس ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواجِ مطہرات کو کہ یہ بھی حضور کے اہل بیت میں داخل ہیں، شامل کرتا ہے اور ان تمام اہل بیت سے وسیلہ پکڑتا ہے۔“ ۱۰۵

۳۹۔ عرس کا ثبوت

کسی ولی اللہ کے وصال کے دن یا کسی دوسرے روز اس کی قبر پر یا کسی اور جگہ مسلمانوں کا جمع ہو کر اس بزرگ کے مناقب و کمالات اور سیرت و اخلاق کا تذکرہ کرنے، لوگوں کو اس کے اخلاق اور اس کی سیرت کی پیروی کی ترغیب دینے اور کوئی چیز پکا کر ایصالِ ثواب کرنے کا نام عرس ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک قسم کا تبلیغی اجتماع ہے اور لوگ ایک ولی اللہ کی عقیدت کی بناء پر بغیر کسی دقت و اشتہار کے جمع ہو جاتے ہیں اور دین کی باتیں سن لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں تازگی ایمان کا سامان میسر آ جاتا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب بزرگانِ دین وصال فرما جائیں اور مرشدِ کامل میسر نہ آئے تو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔ تاکہ دین و ایمان سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا ”گذشتہ بزرگوں کے حالات و ارشادات پڑھا اور سنا کرو“۔

عرس ایسی ہی مجلس کا نام ہے جس میں کالمین کے حالات، ان کی سیرتِ پاک، ان کے ارشاداتِ عالیہ اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا بیان اور تذکرہ ہوتا ہے۔ لہذا کوئی بھی ایماندار ایسی مبارک روح پرور، پند و نصیحت سے لبریز محفل کو حرام اور بدعت کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اہلسنت و جماعت جس عرس کو جائز کہتے ہیں وہ یہی ہے۔

خواہشات و منکرات، فسق و فجور، لہو و لعب اور ناچ گانے کی مجالس تہ عرس ہیں نہ ان کو عرس کا نام دینا روا اور درست ہے اور نہ ایسی مجالس شنیع کو اہلسنت و جماعت جائز

اور مستند کہتے ہیں۔ جو شخص ان مجالس قبیحہ کو سامنے رکھ کر اصل عرس کی مذمت و تضحیک کرتا ہے اور حرام و بدعت قرار دیتا ہے وہ سراسر زیادتی کرتا ہے اور ذکر خیر کو روکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں تبلیغ دین سے لوگوں کو منحرف کرتا ہے۔ اب ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کے اپنے ارشادات عالیہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔ آپ حضرت شیخ فرید قدس سرہ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت خواجہ جیو قدس سرہ کے عرس مبارک کے ایام میں فقیر دہلی آیا۔ ارادہ تھا حضرت (شیخ فرید) کی خدمت عالی میں بھی حاضر ہو۔ آنے کی تیاری میں ہی تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کی خبر مشہور ہو گئی تو ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔“ ۱۰۶

یہ عبارت بصراحت بتا رہی ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی بزرگ کے عرس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ عرس میں شرکت یا عرس کے لئے سفر اگر بدعت ہوتا تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے منع فرماتے کہ آپ بھی عرس میں شرکت نہ کیا کریں۔ مگر سارے مکتوبات کو چھان دیکھئے کسی بھی جگہ ممانعت عرس نہیں ملے گی۔ حالانکہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں عرسوں کا رواج تھا جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

۴۰۔ تصور شیخ

اپنے مُرشد کی صورت کا نقشہ دل میں حاضر کرنا اور اس کے واسطے سے فیض ربانی کا منتظر ہونا ایک جائز اور درست فعل ہے اور صوفیاء و مشائخ کے طریقت کا معمول بہ عمل ہے۔ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تصور شیخ کے جواز و صحت کی مکتوبات شریف میں تصریح اور اس کی برکات اور فوائد بیان فرمائیں ہیں۔ لہذا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں اہلسنت و جماعت کے مسلک و مشرب کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

”خواجہ محمد اشرف صاحب نے نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی ورزش کے متعلق لکھا تھا کہ ”نسبت رابطہ (تصور شیخ) کا اس حد تک غلبہ ہو چکا ہے۔ کہ نماز کے اندر بھی اپنے شیخ مقتدا کو مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) جانتا اور دیکھتا ہے۔ بالفرض تصور شیخ کو ہٹانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو نہیں ہٹتا۔“ اے محبت والے یہ دولت (تصور شیخ کی یہ کیفیت) وہ شے ہے جس کی طالبانِ صادق آرزو رکھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ (تصور شیخ کی اس کیفیت) کا حامل فیض معرفت کیلئے مستعد اور اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا

ہے۔ ایسے شخص کے متعلق یہ احتمال ہے کہ صرف چند روزہ صحبت سے اپنے شیخ مقتدا کے کمالات اپنے اندر جذب کر لے، نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی نفی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ تو مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہے نہ کہ مسجود لہ (جس کو سجدہ کیا جائے) مسجودوں و محرابوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ ان کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے) ایسی دولت کا ظہور سعادت مند لوگوں کو میسر آتا ہے۔ تاکہ تمام حالات میں صاحب رابطہ (شیخ مقتدا کو فیض کا واسطہ جانتے رہیں اور تمام اوقات اسی شیخ مقتدا کی جانب متوجہ رہیں) ان بے نصیبوں کی طرح نہیں جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتے ہیں۔ اور اپنی توجہ کا قبلہ اپنے شیخ سے پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے معاملہ طریقت کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔“ ۱۰۷

نسبت رابطہ (تصور شیخ) وہ عظیم دولت ہے جس کی طالبان صادق تمنا کرتے ہیں ہزاروں میں سے کسی ایک کو یہ دولت و سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ایسی نسبت کا حامل ذی استعداد ہوتا ہے۔ ایسے شخص میں اخذ فیض کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ ایسا شخص چند روزہ صحبت سے درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ لہذا تصور شیخ کی نفی کرنا اور اسے اپنے

دل سے ہٹانا اچھا نہیں۔ کیونکہ نماز میں بھی اگر بے اختیار اس تصور کا غلبہ رہتا ہے تو اس تصور کو محض مسجود الیہ کی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح مساجد اور مساجد کے محراب۔ اس تصور کی حیثیت مسجود ولہ کی نہیں کہ شرک لازم آئے اور اس کی نفی کی ضرورت پڑے۔ مکتوبات امام ربانی میں اس عبارت کے علاوہ بھی تصور شیخ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی ہے اور اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے۔

۲۱۔ محفلِ میلاد شریف

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے ذکر و ولادت، آپ کے معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ کے بیان کی مجلس کو مجلسِ میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و محامد جس مبارک محفل میں بیان ہوں اسے محفل

میلاد کہتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی و مسرت کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا ذکر و ولادت سنے، حضور ﷺ کے معجزات اور سیرت طیبہ کے حالات سن کر اپنے قلب کو منور اور حلاوت ایمانی میں اضافہ کرے۔ کیونکہ مسلمان کے نزدیک جان، مال، اولاد اور ماں باپ غرض ہر شے سے زیادہ حضور ﷺ کی ذات محبوب ہے۔ پھر شرع شریف میں نیک مجالس کے قیام کی ترغیب موجود ہے لہذا حضور نبی کریم ﷺ سے رشتہ محبت کی بناء پر اہل اسلام وقتاً فوقتاً حسب حالات اس طرح کی محافل و مجالس کا انعقاد کر کے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس مسئلہ میں بھی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک کون لوگ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

”آپ کے خط میں مولود خوانی کے متعلق درج تھا (سو اس کا جواب یہ ہے) کہ مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اور حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ نا جائز تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔“ ۱۰۸

مولود خوانی یا مجلس میلاد (مخفل میلاد) کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارت آپ کے سامنے ہے۔ جس میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولود خوانی یا مجلس

میلاد کا انعقاد درست اور جائز قرار دیا ہے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں اور نہ اس کے انعقاد میں کوئی حرج یا مضائقہ ہے۔ آپ نے ناروا چیزوں کی وضاحت کی ہے کہ نعت خوانی کو موسیقی یا گانے کا رنگ دیا جائے۔ تالیاں بجائی جائیں اور اس طرح کی بے ہودہ حرکات کا مظاہر کیا جائے یا قرآن حکیم گانے کی طرز پر پڑھا جائے جس سے اُس کے الفاظ ہی تبدیل ہو جائیں اور ان میں تحریف واقع ہو جائے۔ اس طرح کی صورت حال بلاشبہ غلط اور ناجائز ہے۔ محفل میلاد کی وہ مجلس جو ان قباحتوں سے پاک ہو وہ ٹھیک ہے اس کی ممانعت نہیں۔

۴۲۔ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوافل کی نسبت

فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے۔

”ادائے فرائض میں خصوصاً کوشش کرنی چاہئے اور حلت و حرمت میں بڑی احتیاط برتنی چاہیے اور عباداتِ نوافل کو عباداتِ فرائض کے مقابلہ میں خس و خاشاک کی طرح بے اعتبار جاننا چاہئے۔ اس زمانہ میں لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو بے اعتبار جانتے ہیں۔“ ۱۰۹

۴۳۔ نماز تہجد کو باجماعت ادا کرنا خلاف سنت ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”طریقہ علیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں بھی نئی نئی باتیں نکالی ہیں اور ان بزرگوں کے اصل راستہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ ان کے بعض مریدوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ان نئی نئی باتوں نے اس طریقہ کو کامل کر دیا ہے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔
 کُبْرَتْ کَلِمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ مِنْهُ چھوٹا اور بات بڑی۔ بلکہ انھوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے میں ویش کی ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام و نشان تک نہیں پایا جاتا وہ اس طریقہ علیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ تہجد کے واسطے جمع ہو جاتے ہیں اور جمعیت سے ادا کرتے ہیں اور یہ عمل مکروہ ہے۔ بکراہت تحریم۔ بعض فقہاء نے جن کے نزدیک مداعی (یعنی ایک دوسرے کو بلانا) کراہت کی شرط ہے اور نفل کی جماعت کو مسجد کے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے۔ تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا اور نماز تہجد کو اس وجہ سے تیرہ رکعت

جانتے ہیں جن میں سے بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت کو بیٹھ کر۔ تاکہ ایک رکعت کا حکم پیدا کریں اور اس سے مل کر تیرہ ہو جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے جو کبھی تیرہ رکعت ادا کی ہیں اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی نو اور کبھی سات تو اس میں نماز تہجد کے ساتھ وتر نے مل کر فرویت کا حکم پیدا کیا ہے۔ نہ یہ کہ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرنے کو کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس قسم کے علم و عمل کا باعث سنتِ سنّیہ مصطفویٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عدم اتباع ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ علماء ہی کے شہروں میں جو مجتہدین علیہم الرضوان کا وطن ہے اس قسم کے محدثات اور بدعات رواج پا گئے ہیں، حالانکہ ہم فقیر اسلامی علوم انہی کی برکت سے حاصل کرتے ہیں۔
واللہ سبحانہ الملہم للصواب۔ اللہ تعالیٰ بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے، غم دل کو ظاہر اس لئے نہیں کرتا کہ ڈرتا ہوں کہ میرا دل ہی سن سن کر آزرودہ نہ ہو جائے۔“۔ ۱۱۰

۴۴۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب

کے مقلد تھے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مکتوب گرامی میں

فرماتے ہیں:-

”حاسدوں کے بے جا تعصب اور فاسد نظر پر افسوس! ہزار افسوس!! امام ابوحنیفہ فقہ کے بانی ہیں۔ تین چوتھائی فقہ ان کے لئے مسلم ہے جبکہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ امام ابوحنیفہ ہیں اور باقی سب ان کے بال بچے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی محبت ہے اور انھیں بزرگ جانتا ہوں۔ اس لئے بعض نقلی کاموں میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں۔ لیکن کیا کروں کہ دوسرے آئمہ مجتہدین کو دافر علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابوحنیفہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں۔“ ۱۱۱

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی مذہب کی حقانیت و

۱۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر، دوم، مکتوب نمبر ۵۵

قبولیت اور انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو یہ بھی بتایا تھا آپ لکھتے ہیں:

”بغیر تکلف کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کشف کی نظر سے اس مذہب حنفی کی نورانیت بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور ظاہر کی نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم متبعینِ امام ابوحنیفہ پر مشتمل ہے۔ علیہم الرضوان اور پیروکاروں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب حنفی اصول و فروع میں باقی تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ کار ہی نرالا ہے اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔“ ۱۱۲

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بھی تصریح فرمائی ہے:

”حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے واپس تشریف لانے کے بعد شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع بھی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے۔ قریب ہے کہ ظاہر بین

۱۱۲۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۵)

علماء حضرات عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات کا کمالِ دقت اور غموضِ ماخذ کے سبب انکار کریں گے اور کتاب و سنت کے خلاف جانیں گے۔ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ کی مثال امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع و تقویٰ کی برکت سے اور متابعتِ سنت کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسروں کا فہم اُس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور اُن کی مجتہدات کو دقتِ معانی کے سبب کتاب و سنت کے خلاف جانتے ہیں اور انہیں اور اُن کے ساتھیوں کو اصحابِ رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُن کے علم و درایت کی حقیقت تک نہ پہنچنے اور اُن کے فہم پر مطلع نہ ہونے کے باعث ہے۔ امام اعظم کی فراست دیکھیے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دقتِ فقاہت سے جب کچھ حصہ ملا تو بیساختہ کہہ اُٹھے کہ تمام فقہاء ابو حنیفہ کے بال بچے ہیں۔ ب بَانَ النَّاسَ فِی فِقْهَ عِيَالِ عَلِيٍّ فِقْهَ لِلْاِمَامِ اَبِي حَنِيفَةَ افسوس اُن قاصر نظر لوگوں کی جرأت پر ہے جو اپنے نقص کو دوسرے کے سر منڈھتے ہیں۔۔۔ اور اسی مناسبت کے باعث، جو امام اعظم سے حضرت رُوح اللہ رکھتے ہیں، یہ ہوگا۔ جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصولِ ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد مذہب

حنفی کے مطابق عمل کریں گے یعنی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافقت رکھے
گا، یہ نہیں کہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حنفی مذہب کی تقلید
کریں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی
شانِ پیغمبری اس سے کہیں بلند تر ہے کہ وہ علمائے امت میں
سے کسی کی تقلید کریں۔“ ۱۱۳

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ عنہ کی فقہی تقلید کرنے
والے حنفی، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے مالکی، حضرت امام
شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے شوافع اور حضرت امام احمد بن حنبل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے حنابلہ اور سلاسل ہائے روحانی، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
مجددیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور دیگر سلاسل کے
متوسلین، مریدین و معتقدین یعنی نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی یہ فرقے نہیں بلکہ
یہ سب اہل سنت و جماعت ہیں۔ گمراہی سے بچنے کے لئے آئمہ مجتہدین میں سے کسی نہ
کسی امام کی تقلید بالخصوص فقہ حنفی کی تقلید اور کسی نہ کسی روحانی سلسلہ میں منسلک ہونا لازمی
ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات مبارکہ میں

بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے سلسلوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے میں ہوگی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان بڑی عقیدت و محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن انکا عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات کے مطابق ہونا ضروری اور لازمی ہے ورنہ انکی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور عقیدت زبانی جمع خرچ اور عامۃ الناس کو دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔

مآخذ:

- ۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی: مترجم مکتوبات امام ربانی
- ۲۔ محمد عبدالحکیم خان اختر مجددی مظہری شاہ جہان پوری: تجلیات امام ربانی
- ۳۔ مولانا سعید احمد نقشبندی: مسلک امام ربانی
- ۴۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری: ارشادات مجدد

جب حضرت مجددِ دالف ثانی اس دنیا میں
 جلوہ افروز ہوئے تو حضرت شیخ عبدالقدوس
 گنگوہی خلیفہ شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے
 آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف
 میں مشاہدہ کیا کہ ملائک کا ہجوم ہے جو خوشی
 اور انبساط کا اظہار کر رہے ہیں اور آپ
 کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔

مولانا خواجہ احمد حسین خان، جواہر مجددیہ، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء، ص ۳۰

حضرت مجدد ^{علیہ الرحمہ} کے اہداف

نظریات یا شخصیات

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف۔ نظریات یا شخصیات

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی

عنوان فی نفسہ ایک عمدہ سوال ہے تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد کے اہداف نظریات بھی ہیں اور شخصیات بھی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد کے اہداف بنیادی اور اصولی طور پر صرف نظریات ہی ہیں اور آپ کا مطلوب و مقصود شخصیات کو ان نظریات کے رنگ میں رنگنا اور اس حوالے سے ان کی فکری، علمی اور عملی کوتاہیوں کا ازالہ کرنا اور بھرپور اصلاح ہے اور یہی وہ نصب العین یا ہدف ہے جو مجددین دین و ملت کا خاصہ ہے کہ وہ شخصیات کو ہدف بنائے بغیر کچھ اس انداز سے کام کرتے ہیں کہ نظریات کی بالادستی اور سچائی خود بخود صیاد کو صید بنا دیتی ہے اور اسے اس حلقہ خیر میں مقید کر لیتی ہے کہ اُسے پھڑ پھڑانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔

جواب اوّل کے حوالے سے حضرت مجدد کے اہداف نظریات ہیں اور نظریہ صرف دین اسلام کی بالادستی کتاب و سنت کا علمی و عملی احیاء، گمراہوں کو صراط مستقیم کی جانب راہ نمائی، باطل و جابر قوتوں کا پُر حکمت مقابلہ، باطل قوتوں کی پید کردہ خلفشار و فساد کا مؤثر قلع قمع، کمزور اور مصلحت کیشوں میں جرأت و بیباکی کی نمو اور راہ حق کے طلبگاروں کی تشنہ لہی کا زمزم ہدایت سے سیرابی ہے۔

اس جواب کا دوسرا حصہ کہ اہداف شخصیات بھی ہیں اور یہ شخصیات ہیں جنہوں

نے صاحب اہداف کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور انکو ہدف بنا کر ہی نظریات کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہو گا تاہم ہدف نظریہ ہی ہے لیکن شخصیات اس دائرے سے مکمل طور پر معدوم نہیں ہوتیں اور تکمیل اہداف کیلئے ان کا تذکرہ اوجھل نہیں ہو پاتا ان شخصیات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شاہان وقت ہیں ان کے حاشیہ بردار ارکان سلطنت علماء سوء دنیا دار ہیں یا پھر وہ لوگ جو مصلحت کیشی کی آڑ میں احقاق حق اور امداد و اعانتہ حق سے کامل طور پر یا کسی صورت گریزاں ہیں۔

جواب ثانی کے حوالے سے ہم جواب اول کے پہلے حصہ میں کہہ آئے ہیں وہ اہداف نظریات اسلام کی نمو اور اسی گلستان کی آبیاری ہے ہماری یہ بحث جوں جوں بڑھے گی باہم مخلوط ہو جائیگی اس بات کو واضح کرنے کیلئے ہمارا ماخذ بنیادی طور پر مکتوبات امام ربانی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف ہیں چنانچہ اس تناظر میں آپ کے وہ ارشادات جو مکتوبات میں موجود ہیں اور ان اہداف کے پس منظر پر دلالت کرتے ہیں، جن کا تذکرہ ضروری ہے کہ وہ اہداف کے سبب اور محرک ہیں اس کے علاوہ بھی اسباب محرکہ دیگر کتب میں مذکور ہیں ہم اختصار و اجمال کے ساتھ اس کا ذکر کریں گے اور اسی کے ساتھ نظریات کا پہلو بھی اجاگر ہوتا رہے گا۔

خان اعظم کی طرف رقم طراز ہیں:

”غربت اسلام اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار علانیہ اسلام

پر اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور بے

تحاشا کفر کے احکام کا اجراء اور گلیوں بازاروں میں کفار کی

مدح و ثنا کرتے پھر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں انکی مذمت اور طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔

پری نہفتہ رُخ و دیودر کرشمہ و ناز بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجی ست پری تو اپنا منہ چھپا رکھے اور شیطان کرشمہ و ناز دکھائے حیرت سے عقل جل جاتی ہے کہ کیسا عجیب معاملہ ہے۔

سبحان اللہ و بجمہ مقولہ ہے کہ ”الشَّرْعُ تَحْتَ السَّيْفِ“ شرع تلوار کے نیچے ہے اور شرع شریف کی رونق بادشاہان اسلام سے وابستہ ہے یہ جملہ الٹ ہو چکا ہے اور معاملے میں انقلاب آچکا ہے ہائے حسرت ندامت ہائے افسوس! لالہ بیگ کی طرف تحریر فرمایا:-

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہماری غیرت اسلامی میں اضافہ کرے قریباً ایک صدی سے اسلام کی غربت اور پستی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ بلاد اسلام میں کفار صرف احکام کفر کے اجراء پر راضی نہیں ہوتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل

مٹ جائیں اور مسلمانوں اور مسلمانی کا کوئی اثر
 (نشان) باقی نہ رہے اور ان کی جرأت و بے باکی یہاں تک
 پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کے اظہار کی
 دلیری کرتا تو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ذبیحہ گاؤ جو ہندوستان میں
 اسلام کے اعظم شعائر (۱) ہیں سے ہے اب صورتحال یہ ہے
 کہ کفار شائد جز یہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں مگر ذبح گائے
 پر کبھی راضی ہونے کو تیار نہیں، ابتدائے
 بادشاہت (ب) میں اگر مسلمانی رواج پذیر ہوگئی اور
 مسلمانوں نے کچھ حیثیت پیدا کر لی تو قبہا اور اگر عیازاً باللہ
 سجانہ معاملہ سستی اور توقف میں پڑ گیا تو مسلمانوں پر سخت
 برے دن آجائیں گے الغیث الغیث ثم الغیث الغیث
 اللہ کی بارگاہ میں فریاد فریاد پھر فریاد دیکھئے کون صاحب قسمت
 اس دولت (ترویج اسلام) سے سرفراز ہوتا ہے۔ اور کس
 شہباز کا ہاتھ اس دولت تک پہنچتا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے
 پہنچتا ہے عطا کرتا ہے اور واللہ ذو الفضل العظیم ۲

(۱) آیت قرآنی والبدون جعلنھا من شعائر اللہ کی طرف اشارہ ہے (ب)۔ مراد جہانگیر بادشاہ ہے

۲۔ مکتوب نمبر ۸۱ دفتر اول حصہ دوم

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف رقمطراز ہیں:-

بادشاہ جہان کیلئے اس طرح ہے جس طرح دل بدن کیلئے اگر
دل ٹھیک ہے تو بدن ٹھیک ہے اور اگر دل خراب ہے تو سارا
بدن خرابی کا شکار ہوگا بادشاہ کی درستی جہان کی درستی ہے اور
بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی میں ڈال دیتا ہے آپ
جانتے ہوں گے کہ گذشتہ زمانے میں اہل اسلام کے سروں
پر کیا کچھ گزر چکا ابتدائے اسلام کے وقت جبکہ مسلمان
اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریقہ پر آیت کریمہ
لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ه تمہارے لئے تمہارا دین اور
میرے لئے میرا دین اسی معنی کو بیان کرتی ہے اس سے قبل
کفار علانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دارالسلام میں کفر کے
احکام جاری کرتے رہے ہیں اور مسلمان اسلامی احکام
کے اظہار سے عاجز اور بے بس تھے اگر مسلمان ایسا کرنے
کی جرأت کرتے تو قتل کر دیئے جاتے ہائے ہلاکت! ہائے
مصیبت! ہائے افسوس اور غم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو
ذلیل و خوار ہونگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں

کی عزت اور ان کا لحاظ ہو مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کے ماتم میں تھے اور معاند اور مخالف لوگ تمسخر اور استہزا کے ذریعہ ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے تھے ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں چھپ چکا تھا اور نور حق باطل کے جوابات میں ایک طرف الگ ہو کر رہ گیا تھا۔

آج جب کہ دولت و نعمت اسلام کے آگے رکاوٹوں کے زوال کی خوشخبری اور اسلامی بادشاہ کے بیٹھنے کی خوشخبری خواص و عوام کے کانوں تک پہنچ چکی ہے اہل اسلام پر لازم ہو گیا ہے کہ بادشاہ کے معاون و مددگار بن کر ترویج شریعت اور تقویت دولت اسلام کی طرف راہ نمائی بجلائیں یہ امداد و تقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ ہاتھ سے نعمت اسلام کی سب سے بڑی اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائد کلامی کا اظہار کیا جائے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی و فساد میں نہ ڈال دے اس قسم کی امداد علماء حق کے ساتھ مخصوص ہے جن کا رجحان آخرت کی طرف ہے دنیا پرست

علماء دین کا مقصود کمینہ و حقیر دنیا ہے انکی صحبت زہر قاتل ہے انکی بدی کا فساد دوسروں کو بھی لپیٹ میں لئے ہوا ہے۔ عالم کہ کامرانی و تن وری می کند او خود گم است کرا راہبری کند جو عالم اپنے مقصود کی پوجا اور تن پروری (بدن پالنے) میں مصروف ہو وہ خود راستہ کھوئے ہوئے ہے وہ دوسروں کی راہنمائی کیا کرے گا۔

زمانہ ماضی میں جو بلا و آفت بھی اسلام کے سر پر ٹوٹی وہ انہیں علماء سوء کی وجہ سے س جو راہ راست سے بھٹکاتے ہیں بہتر فرقتے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتدا و پیشوا یہی علماء سو ہیں علماء کے ماسوا گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کم ہی تجاوز کرتی ہے ظاہری لحاظ سے ہر قسم کی مدد کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو شخص خدمت اسلام میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی کے سبب کارخانہ اسلام میں فتور اور خلل واقع تو ایسا شخص لائق عتاب ہے اس بنا پر یہ حقیر کم مایہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کی معاونت و مدد کرنے والی جماعت میں ڈال دے اور حسب استطاعت کوئی خدمت بجالائے اور اس قول کے مطابق

مَنْ كَثَرَ سِوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جَوْشَخْصٍ كَسَى جَمَاعَتِ كَعِ
 زِيَادَه هُونِ كَا بَاعَث بِنْتَا هِي تَوَا نَهِيَس مِيَس شَمَار هَوَتَا هِي
 اَحْتَمَال هِي كَه اَس بِي اسْتِطَاعَت كُو بَهِي اَس مَعَزَز جَمَاعَت
 مِيَس شَامِل كَر لِيَس اِپِنِي اَپ كُو اَس بَرُ هِيَا كِي طَرَح تَصْوَر
 كَر تَا هِي جَو سَوَت كِي اِنِي لِيَكِر آئِي اَو رِخُو د كُو حَضْرَت يُو سَف عَلِيْهِ

كَعِ خَرِيْدَارُو مِيَس شَامِل كَر لِيَا تَهَا اَمِيْد هِي كَه اَس نَزْدِي كِي
 مِيَس اِنْشَاء اللّٰهُ الْعَزِيْز شَرَف حَضْرَت سِي مَشْرَف هُونْگَا اَپ كِي
 بَزْرَگ جَنَاب سِي تَوَقَّع نِهِي كَه جَب اَپ كُو بِالْكَلِيَه بَادِشَاه كَا
 قَرَب اَو رَا سَكِي اسْتِطَاعَت عَمِيْسَر هِي تَو خَلُو ت وَجَلُو ت مِيَس
 شَرِيْعَت مَحْمُودِيَه عَلِيَه وَعَلِي اِه مَن الصَّلُو ت اِفْضَلَهَا وَمَن
 اَلتَّسْلِيْمَات اَكْمَلَهَا كِي پُوْرِي كُو شَش كَرِيَس گِي اَو رِ مَسْلِمَانُو كُو
 ذَلْت وَخُوَارِي سِي بَاهِر نَكَالِيَس گِي“

سِيَادَت پِنَاه شِيْخ فَرِيْد كِي طَرَف رَقْم طَرَا ز هِيَس :-

”آج اسلام بہت غریب ہو رہا ہے آج اسکی تقویت میں
 ایک چیلل (پیسہ) کا صرف کرنا کروڑوں روپوں کے
 بدلے قبول کرتے ہیں دیکھیں کون سے بہادر کو اس دولت

عظمتی سے مشرف فرماتے ہیں دین کی ترقی اور مذہب کی تقویت ہر وقت خواہ کسی سے وقوع میں آئے بہتر اور زیبا ہے لیکن اس وقت میں کہ اسلام غریب ہو جاتا ہے اہل بیت کے آپ جیسے جوانمردوں سے نہایت زیبا اور خوب ہے کیونکہ یہ دولت آپ جیسے بزرگوں کی خانہ زاد ہے اس کا تعلق آپ سے ذاتی ہے اور دوسروں سے عارضی حقیقت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اسی عظیم القدر امر کے حاصل کرنے میں ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ایسے زمانہ میں موجود ہوئے کہ اگر اوامر و نواہی سے دسویں حصہ ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو بجالائیں گے اب یہ وہی وقت ہے اور یہ وہی لوگ ہیں۔

کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور ان پر سختی کرنا ضروریات دین سے ہے کفر کی باقی رسمیں جو پہلے زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں اس وقت بادشاہ اسلام کو اہل کفر کے ساتھ وہ توجہ نہیں رہی مسلمانوں کے دل اس سے بہت پشیمان ہیں مسلمانوں پر لازم ہے جو بادشاہ اسلام کو ان بد مذہبوں کی رسموں کی برائی

سے مطلع کریں اگر وقت کے لحاظ سے مناسب سمجھیں تو

بعض علماء اسلام کو اطلاع دیں تاکہ وہ آکر اہل کفر کی برائی

ظاہر کریں“ ۴

صدر جہاں کی طرف لکھتے ہیں:

”حق تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے بادشاہوں کا احسان چونکہ

تمام خلقت پر ہے اس لئے مخلوقات کے دل اس مضمون

کے موافق جُیلت الخلائق علی حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ

الِیْهِمْ مخلوقات اپنے محسن کی محبت پر پیدا کی گئی ہے اپنے

محسنوں کی طرف مائل ہے پس بادشاہوں کا جس قدر

احسان عام لوگوں پر ہوتا ہے اس ارتباط اور تعلق کے باعث

اتنا ہی بادشاہوں کے نیک اور بُرے اخلاق اور برے اور

بھلے عادات لوگوں میں اثر کرتے جاتے ہیں اسی بنا پر کہا

جاتا ہے کہ النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ لوگ اپنے

بادشاہوں کے دین پر ہیں گذشتہ زمانہ کے حالات اس

بات کے مصداق ہیں۔

اب جبکہ سلطنتوں میں انقلاب آ گیا ہے اور دشمنی اور فساد

۴۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۳ دفتر اول حصہ سوم

نے اہل مذہب کو بگاڑ دیا ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترقی میں لگائیں اور سب سے اول اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں کیونکہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں کے دل اس تاخیر سے نہایت بیقرار ہیں گذشتہ زمانہ کی سختیاں ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا تدارک نہ ہو سکے اور اسلام کی غربت اس سے بھی زیادہ ہو جائے جب بادشاہ سنت سنیہ ^{مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ} والسلام کی ترقی میں سرگرم نہ ہوں اور بادشاہ کے مقرب بھی اس بارہ میں اپنے آپ کو الگ رکھیں اور چند روزہ زندگانی کو عزیز سمجھیں تو پھر اہل اسلام بے چاروں پر زمانہ بہت ہی تنگ ہو جائیگا

انا لله وانا اليه راجعون ایک بزرگ فرماتے ہیں
 آنچہ از من گم شدہ گراز سلیمان گم شدہ
 ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستے
 مجھ سے گم ہوئی ہے وہ اگر سلیمان سے بھی گم ہو جاتی تو
 سلیمان اور پریاں اور جن بھی روتے۔

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا
 صُبَّتْ عَلَيَّ الْآيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا
 مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے ہیں کہ اگر وہ مصائب دنوں پر
 ٹوٹتے تو وہ دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے“ ۵

اہداف کی کامیابی اور نظریات کی بالادستی کی روشنی کی کرن پھوٹی تو صدر جہاں
 کی طرف مکتبہ تحریر فرمایا:

”حق تعالیٰ آپ کو سلامت و عافیت سے رکھے احکام شرعیہ
 کے جاری ہونے اور مذہب مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ
 والسلام کے دشمنوں کی خواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ
 مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوئی اس
 پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے اور اللہ مالک و قدیر
 سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر و نذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 طفیل اس بڑے کام میں ترقی بخشے مجھے یقین ہے کہ اسلام
 کے مقتدا یعنی سادات عظام اور علماء کرام خلوت و جلوت
 میں اس دین متین کی ترقی اور اس صراط مستقیم کی تکمیل کے در
 پے ہوں گے بھلا کوئی بے سرو سامان اس بارہ میں کیا دم مارے

آپ نے سنا ہوگا کہ بادشاہ اسلام اسلامی استعداد کی خوبی سے علماء کا خواہاں ہے الحمد للہ علی ذلک آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ علماء کی ہی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا اس بارہ میں امید ہے کہ پورا پورا تیج مد نظر رکھ کر علماء دیندار کے انتخاب کرنے میں پیش دستی کریں گے۔ علماء بد دین کے چور ہیں ان کا مقصود ہر تن یہ ہے کہ خلق کے نزدیک مرتبہ ریاست و بزرگی حاصل ہو جائے العیاذ باللہ من فتنہم اللہ تعالیٰ ان کے فتنہ سے بچائے ہاں ان میں سے جو بہتر ہیں وہ سب خلقت سے اچھے ہیں کل قیامت کے دن انکی سیاہی (تحریر و کتابت کے وقت لکھنے والی سیاہی) کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تویں گے اور انکی سیاہی کا پتہ بھاری ہو جائیگا شَرُّ النَّاسِ شَرُّ الْعُلَمَاءِ وَ خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُ الْعُلَمَاءِ سب لوگوں میں سے بُرے بُرے علماء ہیں اور سب خلقت سے اچھے اچھے عالم ہیں“

شیخ بدیع الدین کی طرف صادر فرمایا:

اکثر خام صوفی اور بے سرو سامان ملحد اس بات پر ٹکے ہوئے ہیں کہ اپنی گردنوں کو شریعت مطہرہ کی اطاعت سے باہر

نکالیں اور شرعی احکام کو عوام الناس ہی کے ساتھ مخصوص رکھیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ خواص صرف معرفت ہی کے مکلف ہیں جیسا کہ وہ اپنی جہالت کے باعث امیروں اور بادشاہوں کو عدل و انصاف کے سوا اور کسی چیز کا مکلف قرار نہیں دیتے اور وہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ بجالانے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ معرفت حاصل ہو جائے اور جو معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو شرعی تکلیفات ساقط ہو جاتی ہیں“ ۶

درج بالا مکتوبات سے بخوبی عیاں ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا بنیادی ہدف اکبری دور کی خرافات کا مکمل قلع قمع تھا ان خرافات کا اجمالی تذکرہ محقق شہیر ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے اپنی کتاب ”مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید“ میں کچھ اس طرح سے کہا ہے:

”مغل بادشاہ اکبری کی حکمت عملی جس پر وہ اپنے دور حکومت میں ہمیشہ عامل رہا دراصل مسلمانوں کے مذہبی شعور کو ضعف اور صدمہ پہنچانے والے کیلئے وضع کی گئی تھی اس کے بعض پہلوؤں سے ان کے جذبات سخت مشتعل ہو گئے

۶۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۶۷۲ دفتر اول حصہ پنجم

اور انہوں نے محسوس کیا کہ ہندوستان میں اسلام ختم ہو گیا۔ آپ نے جب محسوس کیا کہ بادشاہت تبدیل ہو کر جہانگیر کی حکمرانی کا سلسلہ شروع ہوا ہے آپ نے مغلیہ سلطنت کے خلاف تحریک چلانے کی بجائے بادشاہ کی اصلاح کی حکمت عملی کو اپنا ہدف قرار دیا اور نظریات اسلام کے حوالے سے امراء دربار علماء اور متعلقہ بااثر شخصیات کو خطوط لکھے جو اپنی تفسیر آپ ہیں آپ اپنے اہداف میں نہ صرف کامیاب و کامران رہے بلکہ قید و بند کی صعوبتوں کے باوصف اس وقت رہائی قبول کی جب آپ کے مطالبات (جو نظریات کی بنیاد تھے) مکمل طور سے پورے ہو گئے، بادشاہ اکبر نے دو قومی نظریہ کو پامال کرنے کی سعی بلیغ کی تھی مگر حضرت مخدوم نے اس کا ایسا تدارک کیا جس نے آئندہ مغل حکمرانوں کو راہ راست پر ڈال دیا۔ آپ کا حلقہء اثر بہت وسیع تھا آپ تحریک بغاوت بھی برپا کر سکتے تھے لیکن آپ بخوبی جانتے تھے کہ اگر ایسا ہوا تو ہندوؤں کو سلطنت پر قبضہ کا کھلا موقع مل جائیگا۔

اکبر کے نظریاتی خلفشار کے ابطال کیلئے گراں قدر تحریری سرمایہ مہیا کیا جسکی ایک تابندہ مثال رسالہ اثبات النبوة ہے۔

علماء سو کی خرابیوں کو نہ صرف واشگاف کیا بلکہ اس کا موثر تدارک کرتے ہوئے انہیں بھی اصلاح کے دائرے میں لے آئے آپ نے تحریر و تقریر، اصلاح دلپذیر کیلئے ایسا عظیم خاموش انقلاب برپا کیا نہ صرف دین حق کا غلبہ ہوا بلکہ مسلمانوں کیلئے ایک نشاۃ ثانیہ کا سورج طلوع ہوا اور فکری عملی لحاظ سے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی جو انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری ساری رہے گی آپ بلاشبہ ایک عظیم مجدد تھے جنکے اہداف نظریات سے عبارت اور اسکی تکمیل تھی جب نظریات کی مطلوبہ تکمیل ہوئی تو شخصیات کا وجود خود اسی انقلاب کے سانچے میں ڈھل گیا پھر وہ کامرانی میں ڈھل گیا“ جسکا علامہ اقبال مرحوم نے یوں اقرار کیا ہے

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجددیؑ کی اصلاحی تحریک

نے ملت اسلامیہ کو

تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا

حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا

شیخ الحدیث، علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی

تاریخ انسانیت بے شمار تحریکوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے ان تحریکوں میں مذہبی تحریکیں بھی ہیں اور سیاسی بھی معاشرتی تحریکیں بھی ہیں اور سماجی بھی۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کئی تحریکوں نے خون ریزی اور امت میں تفرقہ کو جنم دیا اور کئی تحریکیں امن و آشتی، تزکیہء قلوب، تطہیر نفوس اور خدا خونی ایسے اخلاق حمیدہ کی حسین عمارت کی بنیادیں قرار پائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ کی تحریک تجدید دین نے جس طرح دو قومی نظریہ کے خلاف سازش کا توڑ کیا اور ملت اسلامیہ کو اسلامی تہذیب و تمدن کی شاہراہ پر گامزن کیا جس کے نتیجے میں پاکستان معرض وجود میں آیا، وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔

اس سے پہلے کہ اس تحریک کا اجمالی خاکہ پیش کیا جائے اور اس حقیقت کو آشکار کیا جائے کہ آپ کی تحریک نے امت کو متحد و متفق رکھا، تفرقہ بازی کا بازار گرم نہیں کیا بطور تمہید اسلام اور توحید کے بلند بانگ دعووں اور اقامت دین کے عنوان سے معرض وجود میں آنے والی تحریک جس کا آغاز نجد سے ہوا اور اس کی نشاۃ ثانیہ برصغیر پاک و ہند میں ہوئی کا تاریخی جائزہ لیا جائے اور اس بات کی تحقیق کی

جائے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک اور نجدی تحریک میں بنیادی فرق کیا تھا کہ ایک تحریک نے امت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور دوسری تحریک (نجدی تحریک) نے امت کو فرقوں میں تقسیم کیا بلکہ گمراہی کی فضا پیدا کی اور بے گناہ مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی گئی۔

سیاسی، مذہبی دینی بلکہ سماجی اور معاشرتی حوالے سے سب سے پہلی تحریک، سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوی تحریک ہے اس تحریک نے کائنات انسانیت میں ایسا انقلاب پیا کیا کہ کفر کی جگہ اسلام، گمراہی کی جگہ ہدایت، بے حیائی کی جگہ حیا، ظلم کی جگہ عدل، جہالت کی جگہ علم، عداوت و نفرت کی جگہ دوستی اور محبت کی روشنی نے کائنات کو روشن اور منور کر دیا اور ”خود نہ تھے جو راہ پر لوروں کے ہادی بن گئے“ کا سماں بندھ ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی اسلامی اصلاحی تحریک اس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی ہے جب تک اس کی اٹھان منہاج نبوت سے نہ ہو اور اس کے خدو خال میں نبوی فکر اور طور طریقہ کار فرمانہ ہو۔

نبوی تحریک میں تین باتیں بنیادی ہیں

☆ اس تحریک کا مقصد اصلاح اور خیر خواہی تھا

☆ اس مقصد کے حصول کے لئے حکمت و موعظت کی راہ اختیار کی گئی

☆ دین اسلام کو کسی پرٹھونسا نہیں گیا بلکہ اس کی حقانیت کو واضح کر کے

انسان کو اختیار دیا گیا

پہلی بات کے حوالے سے قرآن مجید سے یوں راہنمائی ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ان ارید الا اصلاح ما استطعت۔^۱
 حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا میں تو جہاں تک بنے
 سنوارنا ہی چاہتا ہوں

ابلغکم رسالات ربی والضح لکم۔^۲
 حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں اپنے رب کی
 رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظہ
 الحسنۃ و جادلہم بالتی ہی احسن۔^۳
 اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے
 ساتھ بلائیے اور ان لوگوں کے ساتھ نہایت اچھے طریقے
 سے مجادلہ کیجئے۔

تیسری بات کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:
 لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشید من الغی۔^۴
 دین کے معاملے میں زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی
 سے خوب جدا ہو گئی ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور بات تحریک نبوی یا دعوت نبوی

۱۔ سورہ ہود آیت ۸۸ ۲۔ سورہ اعراف آیت ۶۲ ۳۔ سورہ النحل آیت ۱۲۵ ۴۔ سورہ البقرہ آیت ۲۰۶

میں شامل ہے اور وہ بات یہ ارشاد خداوندی ہے یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ ۵
اے رسول آپ وہ بات پہنچا دیجئے جو آپ کی طرف نازل
کی گئی ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ذاتی سوچ اور فکر کی دعوت و
تبلیغ نہیں فرمائی اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف نہیں بلکہ اس ذات کی طرف بلایا جو سب
کا خالق ہے اور اسی کے احکام اور دین کی دعوت دی ”الی سبیل ربک“ کے الفاظ بھی اسی
بات کی تائید کرتے ہیں

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو تحریک ”منہاج النبوت“ کی روشنی سے محروم ہو وہ
اصلاح کی بجائے انتشار، اتحاد کی بجائے تفرقہ اور امن و آشتی کی بجائے دہشت گردی
اور خون ریزی کے کلچر کو جنم دے گی۔

منہاج تحریک نبوی جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کر دیا گیا ہے چار چیزیں ہیں
۱۔ اصلاح اور خیر خواہی مقصود ہو

۲۔ حکمت و دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دی جائے اور باوقار مکالمہ

ہو۔

۳۔ اپنی ذات کی بجائے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف اور اپنے خود ساختہ

نظریات کی بجائے اسلام کی سنہری تعلیمات کی طرف دعوت دی جائے۔

۴۔ اپنا موقف کسی پر مسلط نہ کیا جائے بلکہ دلائل کی روشنی میں اپنا موقف واضح

کر کے فیصلہ اس پر چھوڑ دیا جائے۔

مندرجہ بالا گفتگو کی روشنی میں نجدی تحریک اور مجددی تحریک کے نتائج کا جائزہ

لینا ضروری ہے۔

تاریخ کے صفحات اس حقیقت کی نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ

گواہی دیتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک جس کا مقصد عقیدہ توحید کی

اصلاح بتایا گیا اور سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی تحریک جس کا مقصد اقامت دین

بتایا گیا تھا۔ بظاہر دونوں تحریکوں جو حقیقت میں ایک ہی تحریک تھی کے عنوانات دل موہ

لینے والے تھے کیونکہ توحید مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اقامت دین ملت اسلامیہ

کی خیر خواہی اور صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے از بس ضروری ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ

جس توحید کا اعلان کیا گیا وہ خود ساختہ توحید تھی جس کی آڑ میں انبیاء کرام اور صلحاء امت

کی توہین و تنقیص مقصود تھی اور چونکہ یہ من گھڑت عقیدہ توحید امت کے لئے قابل

قبول نہ تھا اس لئے اس کو زبردستی منوانے کی راہ اختیار کی گئی جس کے نتیجے میں ایک

طرف خون مسلم کی ہولی کھیلی گئی اور دوسری جانب ملت اسلامیہ کو فرقوں میں تقسیم کر کے

رہتی دنیا تک کے لئے ایک کلمہ پڑھنے والوں کے درمیان جنگ و جدل اور مناظرہ بازی

کا بازار گرم کر دیا گیا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک اہل شرک کے خلاف نہ تھی

بلکہ مسلمانوں کے خلاف تھی چنانچہ مسلمانوں کے جائز معمولات کو پہلے شرک کا نام دیا گیا

پھر اس کے خلاف (خود ساختہ) جہاد کو عمل میں لایا گیا اور اس سلسلے میں محمد بن سعود کی مدد حاصل کی گئی گویا فکر ابن عبدالوہاب کی اور اس کے نفاذ کیلئے ساری قوت محمد بن سعود کی تھی جس کے نتیجے میں وہابیت کو پروان چڑھایا گیا چونکہ یہ تحریک اخلاص، روحانیت، خیر خواہی، حکمت و دانائی سے خالی تھی اس لئے اس نے امت میں انتشار کی فضا پیدا کر دی لیکن نجدی کے مقاصد کی تکمیل نہ ہو سکی اور آج تک امت نے اس من گھڑت عقیدہ توحید کو قبول نہ کیا۔ رسالہ الشیخ محمد بن عبدالوہاب میں لکھا ہے

ليس بين هؤلاء الدعاة و خصومهم شي الا ان هوء لاء دعوا الى توحيد الله و اخلاص العباداة لله عزوجل و الاستقامة على ذلك و هدم المساجد و القباب التي على القبور. ۶

ان دعوت دینے والوں (وہابیہ) اور ان کے دشمنوں (اہل سنت و جماعت) کے درمیان سوائے اس کے کوئی اور وجہ خصومت نہیں تھی کہ یہ دعا (توحید کی دعوت دینے والے) ان (اہل سنت و جماعت) کو توحید الہی اور خالص عبادت پر استقامت کی دعوت دیتے تھے اور قبروں (مزارات) پر بنے ہوئے قبوں اور مساجد کو ڈھانا دشمنی کی بنیاد تھی۔

یاد رہے کہ یہ رسالہ مدینہ منورہ میں الجامعۃ الاسلامیہ کے نائب رئیس عبدالعزیز بن باز کی تالیف ہے عبدالعزیز بن باز نے یہ بھی لکھا ہے

۶۔ رسالہ الشیخ محمد بن عبدالوہاب ص ۳۲ بحوالہ مکمل تاریخ وہابیہ ص ۵۸ مولفہ مولانا ابوالحسن محمد رمضان مطبوعہ شرکت قادریہ بھور سندھ

شیخ (ابن عبدالوہاب) نے دعوت اور جہاد کا سلسلہ پوری قوت سے جاری رکھا اور اس دعوت و جہاد میں امیر و رعیت (ایک مقام) محمد بن سعود نے اس کی پوری پوری مدد کی اور خاندان سعودیہ نے اس سلسلہء دعوت و جہاد میں پورا پورا زور لگا دیا۔ ۱۱۵۸ھ میں علم جہاد بلند کر کے جہاد کا آغاز کیا گیا ابتداء یہ جہاد تلوار اور کلام، بیان، حجت اور برہان سے شروع کیا گیا پھر آگے چل کر یہ دعوت صرف جہاد بالسیف تلوار کے ساتھ جہاد کی طرف منتقل ہو گئی۔

ابن عبدالوہاب کے معتقد عبدالعزیز بن باز کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نجدی کی تحریک اخلاص توحید شرک اور مشرکین کے خلاف نہ تھی بلکہ مسلمانوں اور ان کے عقیدہ کے خلاف تھی جو اسلامی احکام کے منافی نہیں مثلاً مزارات اولیاء کرام پر گنبد بنانا یا وہاں مساجد تعمیر کرنا کہ زائرین نماز پڑھ سکیں کونسا شرک ہے اور مزارات مقدسہ پر حاضری دینے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کس کی پوجا کرتے ہیں۔

پھر دوسری بات یہ کہ اگر خدا نخواستہ مسلمانوں کا یہ معمول شرعی اعتبار سے درست نہ بھی ہو تو اس کے خلاف تلوار نکالنا اور اسے جہاد کا نام دینا کس شریعت کی تعلیم ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ چونکہ یہ تحریک امت مسلمہ کے خلاف تھی اس لئے اس کو تلوار کے زور پر پھیلانے کی کوشش کی گئی اور بے شمار مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور صحابہ

اور اہل بیت اطہار کے مزارات کو منہدم کیا گیا لیکن الحمد للہ آج بھی مسلمان اپنے موقف پر قائم ہیں بلکہ نجدی کی کم عقلی کی وجہ سے جب ایک جائز امر کو ناجائز کیا گیا تو اس کے رد عمل میں آج اولیاء کرام کے مزارات کے گنبدوں پر زر کثیر خرچ کیا جا رہا ہے اگر یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں ایک جائز کام کو شرک کا نام دیتے تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی۔

اسی طرح محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کا دوسرا دور یا نشاۃ ثانیہ سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل کی شکل میں ہندوستان میں نمودار ہوا اور سکھوں کے خلاف جہاد کی آڑ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا چنانچہ سید احمد نے رئیس قلات کو خط لکھا:

”مناسب اور مصلحت یہ ہے کہ ایسا کیا جائے کہ سب سے

پہلے منافقوں کے استیصال کے متعلق انتہائی کوشش کی

جائے اور جب جناب والا کے قرب و جوار کے علاقہ میں

ان بدکردار منافقین کا قصہ پاک ہو جائے تو پھر اطمینان

خاطر اور دلجمعی کے ساتھ اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو سکتے

ہیں اس لئے مصلحت وقت یہی ہے کہ پہلے منافقین کے

فتنہ و فساد کے دفعیہ کے لئے سخت کوششیں فرمائیں۔ ۸

اس کا مطلب یہ تھا کہ سکھوں سے زیادہ خطرناک دشمن سنی حنفی مسلمان ہیں۔

پہلے پہل انہیں ٹھکانے لگایا جائے اور بعد میں سکھوں کی فکر کی جائے۔

اختصار کے پیش نظر اس پر اکتفاء کیا جاتا ہے اب اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی، سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے مسلمانوں کے خلاف جنگ کو جہاد کا نام دینے اور جواز پیدا کرنے کے لئے ان کو مشرک بدعتی اور منافق قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ جمہور مسلمان ان کے ارادے کو بھانپ گئے اور ان کی مخالفت کی جس کے نتیجے میں ان حضرات کے معتقدین نے فرقوں کی شکل اختیار کی اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی نے جنم لیا اور آج کی دہشت گردی اور اپنے فکری مخالفین کو دلائل کی بجائے بندوق کی نالی سے خاموش کرانے کے کلچر نے جنم لیا

یاد رہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیدائش ۱۱۱۴ھ میں اور سید احمد بریلوی کی پیدائش ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی ولادت ۹۷۱ھ میں سرہند شریف میں ہوئی لیکن تاریخ سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی حیات طیبہ جو ۱۰۳۴ھ میں آپ کے وصال پر مکمل ہوتی ہے اس دوران یا اس کے بعد مسلمانوں میں صرف اہل سنت تھے کسی فرقے نے جنم نہیں لیا تھا اور فرقہ بندی کا آغاز محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک سے ہوا۔ یوں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ملت اسلامیہ کی اعتقادی اور عملی، معاشرتی اور سماجی ہر اعتبار سے اصلاح فرمائی لیکن خاص طور پر آپ کی اصلاح کا بنیادی نکتہ دو قومی نظریہ کا احیاء تھا جسے مغلیہ فرمانروا اکبر کے دور میں ختم کر دیا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اکبر کی جدوجہد کے تین مقاصد تھے۔

۱۔ قومی حکومت کا قیام

۲۔ ہندوؤں سے مفاہمت

۳۔ متحدہ ہندوستان

جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان تین مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد فرمائی۔

۱۔ اسلامی حکومت کا قیام

۲۔ ہندوؤں سے عدم مفاہمت

۳۔ اسلامی ہند کی تعمیر ۹۔

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان مقاصد کے حصول کیلئے دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا راستہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ اپنی تحریک کو نبوی منہاج پر استوار کیا اور قلوب و اذہان کی تطہیر کو بنیادی حیثیت دی، ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں عوام و خواص کو جو شریعت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے آپ نے اپنے عملی مقالات اور مکتوبات کے ذریعے آشنائے شریعت کیا۔

بیشتر صوفیاء طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر گمراہ ہو رہے تھے ان کو طریقت کا واقف کار بنایا سیاست و حکومت میں حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جو اہم کارنامہ سرانجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ کا تھا۔ اپنے سیاسی

۹۔ تجلیات امام ربانی مقدمہ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۱۸

مقاصد کچھول کے لئے اکبر نے دین الہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی اس دین کا مقصد وحید یہی تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے۔ آپ نے اس کے خلاف موثر آواز بلند کی جس کے نتیجے میں یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا آپ نے علماء و مشائخ اور ارکان سلطنت کے ذریعے اپنی تحریک کو موثر کیا اس سلسلے میں آپ نے سلطنت کے اہم رکن خان جہاں کو لکھا۔

”ملک میں بادشاہ روح اور پبلک بمنزلہ جسم کے ہے۔ روح درست ہو تو جسم درست اور روح خراب ہو تو جسم بھی خراب ہو جاتا ہے بادشاہ کی اصلاح کے لئے کوشش کرنا پبلک کے تمام افراد کی اصلاح کرنا ہے یہ اصلاح اسی طرح ہو سکتی ہے

اصلاح اسلامی باتیں اور تعلیمات سے روشناس کرانے میں ہے جب موقع اور گنجائش نظر آئے تو اسلامی باتیں یعنی اہل سنت و جماعت کے عقائد اس کے گوش گزار کئے جائیں اور حسب موقع مخالفین اہل سنت کا رد و ابطال کیا جائے اگر یہ مذکورہ دولت آپ نے حاصل کر لی تو انبیائے کرام علیہم السلام کی وراثت سے بہت بڑا حصہ پالیا آپ کو یہ دولت مفت مل سکتی ہے اس کی قدر کرنی چاہیے“

یعنی مصلحت اور حکمت و دانائی کے ساتھ اپنے دور کے فتنوں بالخصوص بہت بڑے فتنہ ”دین الہی“ کا خاتمہ کیا اور امت مسلمہ کو کسی قسم کی تفرقہ بازی میں مبتلا نہیں کیا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے دور سے ہوا

اور جہانگیر بادشاہ کے دور حکومت میں یہ کوششیں بار آور ہوئیں۔ اکبر کے دور میں ایسے کام شروع ہوئے جو سراسر اسلام کے منافی تھے۔ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اکبر خلیفۃ اللہ، گائے کی قربانی پر پابندی، خنزیر اور کتوں کا احترام، شراب اور جوئے کا پھیل جانا، علماء کو بالجبر شراب پلانا، عورتوں کی بے حجابی، پردہ پر پابندی، زمین بوس ہونے سے سجدہ کا آغاز یعنی عالم و عامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے۔ بعض مساجد گرا دی گئیں، مدارس عربیہ مسمار کر دیے گئے، واڑھیاں منڈوا دی گئیں، اور سر عام شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جانے لگا۔“ ۱۲

حضرت امام ربانی نے اس نہایت مشکل دور میں مصائب برداشت کئے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن کوئی فریقہ نہیں بنایا، قتل و غارت گری کا بازار گرم نہیں کیا بلکہ نہایت اخلاص سے اپنے مشن کو جاری رکھا حتیٰ کہ تمام غیر اسلامی رسومات کا خاتمہ ہو گیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یوں کامیابی عطا فرمائی کہ آپ کا یہ مشن آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ بن گیا۔

آج حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک کو فروغ دینے کے لئے کئی تنظیمیں اور ادارے معرض وجود میں آچکے ہیں اور نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن کوئی ایسا فرقہ ظہور پذیر نہیں ہوا جو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا نام لیوا ہو اور ملت اسلامیہ میں تفریق، اختلاف اور انتشار کا باعث ہو۔

۱۲۔ تجلیات امام ربانی ص ۳۱۵ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۶۷

حضرت مجدد الف ثانی

علیہ
رحمۃ
اللہ

کا

نظریہ جہاد

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

صدر مرکز تحقیق فیصل آباد

اسلامی تصور حیات کے مطابق ایک صاحب ایمان و تسلیم کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، یہ الگ بات کہ اس تگ و دو میں جسمانی، روحانی اور علمی صلاحیتوں کو ہی معیار بنایا گیا ہے، یہ اس لئے ہے کہ دین اپنے تقاضوں کی بجا آوری ہر اصرار کے باوجود استطاعت فرد و قوم کا مکمل لحاظ رکھتا ہے، اس لئے ارشاد ہوا کہ بدی کو قوت ہو تو ہاتھ سے روک دیا جائے، ایسی قوت حاصل نہ ہو تو زبان سے دلائل کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کی جائے اور اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کے خلاف نفرت ضرور رکھی جائے اگرچہ یہ رو یہ کمزور تر ایمان کی علامت ہے، دیکھئے انسان اپنی تین کیفیات سے گزر سکتا ہے اور اسلامی تعلیمات نے اُسے ہر صورت میں بدی کے خلاف رد عمل کی ترغیب دی ہے، جہاد ان تمام صورتوں میں جاری رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مؤمن کی زندگی کا کوئی پہلو یا کوئی کیفیت ترویج خیر اور دفع شر کے ایمانی تقاضوں سے خالی نہ ہو، اگر یہ جذبہ خواہ کس قدر مدہم بھی ہو موجود رہے تو حسنات کی امید قائم رہتی ہے، امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

الْجِهَادُ وَالْمُجَاهِدَةُ اسْتِفْرَاحُ الْوُسْعِ فِي مَدَافِعِ الْعَدُوِّ۔

۱۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن مادہ جہد

موجود استطاعت کو فریضہء حق کی خاطر خوش دلی سے صرف کر دینا جہاد ہے کیونکہ یہ زندگی بھر کا عمل ہے اس لئے اس کی صورتیں حالات و وقائع کے مطابق بدلتی رہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جہاد کی متعدد اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً

قتال جو جہاد کی انتہائی عملی صورت ہے اور یہ دشمن کے خلاف ایسی نبرد آزمائی ہے کہ جس کا نتیجہ یا تو شہید ہوتا ہے یا غازی بن کر میدانِ جہاد سے لوٹتا ہے۔

جہاد بالمال: اشاعت دین کیلئے مال و دولت کا خرچ کرنا تاکہ بالفعل نبرد آزما افراد کو سہولت بھی ہو اور استطاعت میں کمی بھی نہ آئے۔

جہاد بالقلم: ایمانیات کی ترویج اور اعمالِ حسنہ کی ترغیب کے لئے دلائل و براہین کا اس طرح اظہار کی صفحہ قرطاس پر روشنیاں ہو پیدا ہونے لگیں۔

جہاد باللسان: قوت گوئی کو اشاعتِ خیر کے لئے یوں خرچ کرنا کہ سامع کا دل صد اقتوں کو تسلیم کرنے پر مائل ہو جائے۔

مسلمان امت ہر دور میں اور ہمہ وقت جہاد کے مشن پر کار بند رہی ہے، اسی سے تعلیمات کو وقار اور ثبات حاصل رہا ہے اگر بدر و احد اور خندق و فارع ملت کے ابدی نشان ہیں تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں تبلیغی کاوش جہاد باللسان کے عمدہ تر مثال ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ جس دور میں نشر دین اور صیانتِ عقیدہ کا جہاد کر رہے تھے وہ دور کئی حیثیتوں اور متعدد جہتوں سے

منفرد تھا، ایک یہ واضح حیثیت کہ قتال کی بظاہر صورت موجود نہ تھی، یہ دورانہ فوج کشی سے عبارت نہ تھا بلکہ یہ عملی سطوت اور کرداری عظمت کا تقاضا کرتا تھا، حالات جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کی تحریک دے رہے تھے۔ مگر بد قسمتی سے قلم پر فیضی و ابوالفضل جیسے اصحاب قلم کا قبضہ تھا۔ ان برادران کی وجاہت علمی مسلمہ تھی، ان کو اس دور کی علمی و دینی زبان عربی پر اور معاشرتی و ثقافتی زبان فارسی پر بدطولی حاصل تھا۔ سواطح الالہام فیضی کی پرکاری اور حرف شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے، دفتر ابوالفضل کا حرف حرف پکار رہا ہے کہ ابوالفضل جیسا قلم کار بہت کمیاب ہوتا ہے، شاعر ہو یا ادیب رطب اللسانی کے جوہر دکھا رہا تھا اور شیخ الاسلام کی مسند کے حریص تاویلات کے نت نئے فتنے اٹھا رہے تھے، اس ماحول میں تقویم عقیدہ اور صلاحیت عمل کی نئی راہ کھولنا جو موجود ماحول سے یکسر مختلف ہو ایک مرد جری صاحب لسان و قلم کا ہی کارنامہ ہے۔ جہاد کا یہ اساسی فرق بہر حال ذہن نشین رہنا چاہیے کہ اس دور میں دشمن کسی میدان قتال میں صف آراء نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنوں سے خراج محبت وصول کر رہا ہے، دشمن سامنے ہو تو شناخت دشوار نہیں ہوتی اور تیغ زنی کسی دوسو سے کا شکار بھی نہیں ہوتی بھائی ہو یا بیٹا گر بنے دوسری صف کا، اس لئے قتال میں کسی تردد کی گنجائش نہیں ہوتی، تاریخ شاہد ہے کہ سر پر تلوار آنے پر بھی کسی نے توحید کی شہادت دے دی تو تلوار رُک گئی، یہ صورت حال اس قدر واضح تھی کہ بعد میں بھی ملت اسلامیہ کو اس پر کبھی ابہام کی گنجائش نہ رہی مگر جب مد مقابل بظاہر کلمہ گو ہو، اعمال کی صورت گری بھی چونکا دینے والی نہ ہو مگر رویے کفر کی تائید کر رہے ہوں تو کیا کیا جائے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی حالات سے گزرنا پڑا تھا، دشمن سر پر تلوار لئے

کھڑا تھا اور اس قدر بھیانک جرم کا ارتکاب کرنے والا تھا مگر نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے عجلت بھی دکھا رہا تھا، یہ ملفوف کفر پر کسی کو دکھائی نہیں دیتا، ایسا جہاد دفاعی ضرور ہوتا ہے مگر یہ بڑی تیز نگاہی کا متقاضی ہوتا ہے، یہی تیز نگاہی، فراست ایمانی کا وہ جوہر ہے جس سے اسلام کو زندگی اور اہل ایمان کو اعتماد نصیب ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو ایسا ہی جہاد درپیش تھا، ایک مضبوط حکومت جس کو مسلمان ہونے کا دعویٰ تھا جو لا الہ الا اللہ کو تسلیم بھی کرتی تھی مگر ”اکبر خلیفۃ اللہ“ کا لاحقہ بھی چاہتی تھی، ایوان اقتدار بھی ’جلال الدین‘ کا قبضہ تھا مگر دین کا جلال کہیں نظر آتا تھا، کفر اس قدر طاقت در ہو گیا تھا کہ حرم سراؤں پر قابض ہو چکا تھا، ہندوانہ رسوم اسلامی تہواروں پر ترجیح پارہے تھے تو درباری شوکت کا ہر آہنگ شرک آشنا ہو گیا تھا، ماتھوں پر تلک تو دمک رہا تھا کہ سجدوں کے نشان ناپید ہو گئے تھے، علم کی بساط پر کفر کے مہرے ناچ رہے تھے تو حرف و صوت میں حد درجہ کی بے ترتیبی آگئی تھی، حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے سامنے ایک ایسا طوفان اٹھ رہا تھا جس کے اندر سے کفر کی غلیظ بدبو ہر جانب پھیل رہی تھی، آپ کو کن کن مشکلات کا سامنا تھا اور آپ نے ان کو کیسے عبور کیا یہ سب برصغیر کی داستانِ عزیمت ہے، آئیے ایک مختصر سا جائزہ لیں۔

برصغیر پر مغلیہ حکمران تھے، مغلیہ حکمران کو داخلی خلفشار سے نجات حاصل ہو چکی تھی اکبر کا دور استحکام سلطنت کا دور عروج تھا، ہمایوں کی نیک نفسی کے باوجود ایران سے ممنونیت اپنا اثر دکھانے لگی تھی۔ ہندو تہذیب گھروں میں داخل ہو چکی تھی اور مفتوحانہ رد عمل دے رہی تھی، تہذیبی شرک معمولات زندگی پر حاوی ہو چکا تھا، اس دو آتشہ پیش

قدمی کا اثر یہ ہوا کہ

- ا۔ کفر سے ایمان کی ستیزہ کاری مدہم پڑ گئی۔
- ب۔ اسلامی تہذیب اپنا اصل تشخص گم کرنے لگی اعمال، کردار معاشرت بلکہ شناختوں میں جھول آنے لگا
- ج۔ ایرانی اثرات نے اہل سنت کے مستند اور واضح معتقدات کو بھی متزلزل کر دیا۔

د۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضیلت سے انکار ہونے لگا۔

ان کے علاوہ علماء کرام کی جاہ پرستی نے دور از کار مباحث کو درباری رویہ بنا دیا، نت نئے مسائل جنم لینے لگے، بنیادی عقائد کو خلط مبحث نے اس قدر کمزور کر دیا کہ نظیاتی بغاوت ہونے لگی، صوفیاء ہندو ماواریت سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ تعلیمات کی اساس پر جدلیت کے سیاہ بادل چھا گئے اور تصوف کی چشمہ صافی میں ویدانت کی گدلاہٹ نمایاں ہونے لگی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ان حالات میں حکیمانہ طریق اختیار کیا، آپ جانتے تھے کہ اکبر ابتدائی دور میں ان مغالطوں کا شکار نہ تھا بلکہ اُس کے رویوں میں دین سے محبت کا فرما تھی، عبادات کا ذوق اُس کے درباری معمولات سے نمایاں تھا یہاں تک کہ ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ اکبر بادشاہ:

”پانچ وقت کی ہر جماعت کیلئے دربار میں ادائیگی کا حکم دیتا

رہا“

۲۔ ملا عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ۔ ص: ۳۱۵

علماء سے مصاحبت کا شوق اور صوفیاء کے ہاں حاضری کا جذبہ اس کے ہاں موجود تھا، سوال یہ ہے کہ ان عقیدت مند یوں کے باوصف وہ بتدریج گمراہی کا شکار کیوں ہو گیا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اس انحطاط کے حوالے سے تشخیص یہ تھی کہ سب علماء کی جاہ پرستی اور صوفیاء کی بے خبری کی وجہ سے ہوا، اس لئے آپ نے ان دونوں گروہوں کی اصلاح کو مرکز توجہ بنایا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے جہادی مشن کے خدوخال کا جائزہ ثابت کرتا ہے کہ آپ نے زبان و قلم کو دفاع اسلام اور صیانت عقیدہ کے لئے بڑے مربوط اور منضبط انداز میں استعمال کیا، آپ کی دفاعی حکمت عملی کے چند نمایاں پہلوؤں کا تذکرہ اس پورے مشن کی حدود و ضوابط کی نشاندہی کرے گا۔ مثلاً

۱۔ آپ نے دین کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ آپ نے قرآنی حکم یعنی مومن کفار پر شدید ہوتے ہیں کی بار بار تاکید فرمائی۔

مرتضیٰ خان کو تحریر فرماتے ہیں:

”ہر شخص کے دل میں کسی نہ کسی امر کی تمنا ضرور ہوا کرتی ہے لیکن اس فقیر کی تمنا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے دشمنوں کے ساتھ سختی کی جائے اور ان بد بختوں کی اہانت کی جائے اور ان کے جھوٹے خداؤں کو ذلیل و خوار کیا جائے“ ۳

۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۲۶۹

کفر سے نفرت اُن اعمال سے اجتناب کی محرک بنتی ہے جو کفر کی ہمسائیگی یا برسر اقتدار قوتوں کی مرعوبیت سے پیدا ہو جاتے ہیں، یہ وہ اعمال تھے جو ملت اسلامیہ میں کبھی عقلی مغالطوں کے راستوں سے در آئے تھے تو کبھی ترک دنیا اور سادھو نشی کے ذریعے حملہ آور ہوئے تھے اور بد قسمتی یہ ہوئی تھی کہ مسلمان حکمرانوں کے درباروں میں راہ پا گئے تھے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ایک مضبوط حکومت کو کمزور کرنے کا روڈ یہ اختیار نہ کیا کہ اس سے مسلمان حکومت کا زوال اور کفر کی حکمرانی کی راہ کھل سکتی تھی، یہ بڑا دانشمندانہ فیصلہ تھا جس کے اثرات بڑے دور رس رہے۔ آپ نے اگرچہ دشمنان دین سے مکمل بیزاری کا اظہار فرمایا اور دلی عداوت کا بھی ذکر کیا مگر براہ راست تصادم سے بچے رہے، حکمران چونکہ نمار حکومت میں ہوتے ہیں اس لئے آپ نے اُن کو بھی زیادہ مخاطب نہ بنایا بلکہ قوت و طاقت کے پھیلے ہوئے سرچشموں کو اپنی نگاہ ہدایت کا ہدف بنایا، خان اعظم، خان جہاں، شیخ فرید، مرتضیٰ خان اور دیگر بلند قامت افراد آپ کی توجہ کا مرکز رہے اور آپ نے ان سے مراسلت کا ایک وسیع سلسلہ جاری رکھا، اُن کو ذہنی طور پر قائل کر لیا اور پھر اُن کے اثر و نفوذ کو اشاعت خیر کے لئے استعمال کیا۔

۲۔ خوانین اور سپہ سالاروں کو اپنے مکتوبات کے ذریعے اثبات خیر کے لئے ترغیب دی اور آپ اس مشن میں اس حد تک کامیاب ہوئے کہ بادشاہوں کا رُخ بھی بدل گیا۔ آپ نے خان اعظم کو لکھا:

”جب حق تعالیٰ نے بزرگوں کی محبت کی برکت سے آپ

کی بات میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی مسلمانی کی عزت

ہمسروں کی نظروں میں ظاہر ہے تو کوشش فرمائیں اور زیادہ نہ سہی تو اس قدر تو ہو کہ اہل کفر کے وہ احکام جو اہل اسلام میں شائع ہیں معدوم ہو جائیں اور اہل اسلام ان کے بے ہودہ عملوں سے محفوظ رہیں“ ۴

شیخ فرید کو لکھا:

”آپ کی ذات سے امید ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے رواج دینے میں ظاہر و باطن کوشش کریں اور مسلمانوں کو اس کسمپرسی سے نکالیں“ ۵

میر محمد نعمان کو تحریر فرماتے ہیں:

”(شاہوں میں شریعت کی پیروی کے ذوق کے صفت پر لکھتے ہیں) جب سے یہ امر ضعیف ہو گیا ہے اس دن سے اسلام بھی ضعیف ہو گیا ہے، کفار ہند بے تحاشا مسجدوں کو گرا کر وہاں اپنے معبود و مندر تعمیر کر رہے ہیں چنانچہ تھانیر میں حوض کرگھت کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا اس کو گرا کر اس کی جگہ بڑا بھاری

۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۴۷

۵۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۶۵

مندرجہ بنایا ہے، نیز کفار کھلم کھلا اپنی رسمیں بجالا رہے ہیں اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کے جاری کرنے میں عاجز ہیں (اور مثالیں دے کر) ہائے افسوس، بادشاہ وقت ہم میں سے ہو اور پھر ہم فقیروں کا اسی طرح خستہ اور خراب حال ہو۔^۶ خان جہاں کے قرب شاہی سے اشاعت خیر کے لئے بروئے کار لانے کے متعلق ارشاد فرمایا، نیز بعض کوتاہ اندیش طلبہ و مدعیان علم کے خوشامدی رویوں کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”جب ایسا بڑا بادشاہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سن سکتا اور قبول کر سکتا ہے تو یہ کس قدر بھاری دولت ہے کہ آپ تصریح یا اشارہ کے طور پر کلمہ حق یعنی کلمہ اسلام کو جو اہلسنت و جماعت کے معتقدات کے موافق ہو اس کے گوش گزار کر دیں اور جہاں تک گنجائش ہو سکے اہل حق کی باتوں کو پیش کریں بلکہ ہمیشہ امیدوار اور منتظر رہیں کہ کوئی ایسا موقع مل جائے جس میں مذہب و ملت کی نسبت گفتگو شروع ہو جائے تاکہ اسلام کی حقیقت ظاہر کی جائے اور کفر و کافر کا بطلان کیا جائے“^۷

۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم مکتوب: ۹۲ ۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم مکتوب: ۶۷

یہ نصیحت اس دور کے اکابر کو اس درد مندی سے ارشاد ہوئی کہ اس کے اثرات بسرعت ہو پیدا ہونے لگے، اکبر تو اپنی انانیت کا شکار ہو کر راہ راست سے بھٹک چکا تھا، جہانگیر نے بھی اپنے باپ کی روش کو کئی سال اپنائے رکھا۔ وہ نہ صرف یہ کہ بدظن رہا بلکہ بعض اوقات تو ہین کا مرتکب بھی ہوا۔ تزک جہانگیری کی بے ادب عبارت آج تک اس دورِ سیاہ کی یادگار ہے مگر استقامت کی جلوہ گری اور یقین کی اثر آفرینی دیکھئے وہی جہانگیر جو آداب گفتگو کو بھی نظر انداز کر رہا تھا جب اپنے ہی سپہ سالاروں کی نفرت کا شکار ہوا اور مہابت خان کے آگے سرنگوں ہوا تو مجدد اعظم علیہ الرحمۃ کی دریا دلی اور ذاتی مخلصیت سے بیزاری کا عالم دیکھئے اپنے جان نثار کو اس شورش سے نہ صرف منع کر دیا بلکہ فرماں برداری کی تلقین بھی کی، ان حالات نے جہانگیر کو نخوت کے گرداب سے نکالا اور وہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تمام شرائط پر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گیا، اس طرح وہ انقلاب فکر برپا ہوا جس کے اثرات شاہجہان کے کردار اور اورنگزیب کی سیرت میں دیکھے جاسکتے ہیں یوں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے عملی جہاد میں نہ صرف کامیاب ہوئے بلکہ آنے والی نسلوں کو ایسے حالات کے جبر میں جینے کا سلیقہ تلقین کر گئے جس کے اثرات برصغیر کی مسلم تاریخ میں ہر کہیں دیکھے جاسکتے ہیں، پاکستان کا قیام ایسی ہی دانشمندانہ مساعی کا نتیجہ ہے۔

۳۔ اسلام دین علم و عمل ہے، از دیا د علم کی دُعا تو وحی الہی کے ارشادات میں سے ہے مگر اس کے ساتھ علم غیر نافع سے اجتناب کی بھی تلقین ہوئی ہے، ضمنائے علم اور خواہش اجتناب کی حدود کا احساس ہی اسلامی تعلیمات کا حُسن ہے، قرنِ اول میں

توازن برقرار رہا مگر بعد میں یونانی افکار نے علمی مراکز میں ایک ہیجان برپا کیا، برصغیر کے ماورائی علوم نے بھی بعض اوقات اعتماد و یقین کو متزلزل کیا، اس بے چینی میں جب نفسانی خواہشات اور مادی ترجیحات بھی شامل ہو گئیں تو عجب خلفشار پیدا ہوا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا دور اپنی علمی موشگافیوں کا نچھیر تھا، جدلیت کی ہماہمی نے اذہان میں بے یقینی کو جنم دیا جس سے ماند قوتوں نے خوب فائدہ اٹھایا، فیضی اور ابو الفضل اور ان جیسے دوسرے مفاد پرست مصاحب نیم خواندہ بادشاہ کو اس قدر بے ثبات کر گئے کہ اُس کا ایمان متزلزل ہو گیا، علم اس حد تک آ گیا جس حد سے پناہ مانگی گئی تھی، منطقی مغالطے اور نظریاتی فساد برصغیر کی مسلم آبادی میں ہیجان پیدا کر گئے۔ یہاں تک کہ نیا سرکاری دین تیار ہو گیا، دربار ہر وقت مناظروں اور مجادلوں کو نقشہ پیش کرتا، فساد تھلی کو سرکاری پناہ نصیب ہو گئی جس سے علماء کی صفوں میں اضطراب بڑھ گیا، یہ ماحول کسی مجدد کا منتظر تھا جو خوش قسمتی سے مسلمانانِ برصغیر کو میسر آ گیا، علمی برتری کے دعویداروں کے سامنے ایک ایسا صاحب علم تھا جو قرآن و حدیث کے چشم فیض سے بھی سیراب تھا اور منطق و استخراج کی برتر صلاحیت کا بھی حامل تھا، حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ہر موضوع پر بے تکان لکھا اور اس وثوق سے لکھا کہ خمار علم میں مبتلاء دنیا داروں کی پرلرزش آشکار ہو گئی، حقیقت میں یہی وہ تجدیدی کارنامہ تھا جس کی بنا پر آپ مجدد اعظم اور مجدد الف ثانی کہلائے۔ یہ مشکل جہاد تھا مگر آپ نے کمال مہارت سے اس کا حق ادا کیا کہ نہ سطوتِ علم پر زو پڑی اور نہ بے راہ روی کو استقلال حاصل ہوا، علم نافع کے حامل علماء کے بارے میں ارشاد ہوا کہ وہ

”انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سے سب سے بہتر یہی علماء ہیں کہ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی فی سبیل اللہ شہیدوں کے ساتھ تولی جائیگی اور ان کی سیاسی کاپلہ بھاری ہو جائے گا اور ”نوم العلماء عبادة“ انہی کے حق میں ثابت ہے“^۸

مگر جب علماء کو علم فروشی کرتے دیکھا تو حیرت سے یہاں تک لکھ گئے: ”سمجھ نہیں آتی کیا لکھوں، جس طرح مخلوقات کی خلاصی علماء کے وجود سے وابستہ ہے جہاں کافساد بھی انہی پر منحصر ہے، علماء میں سے بہتر تمام جہان کے انسانوں میں سے بہتر ہے اور علماء میں سے بدتر عالم جہان کے انسانوں میں سے بدتر ہے کیونکہ تمام جہان کی ہدایت و گمراہی انہی پر موقوف ہے“^۹

اس کی مزید وضاحت دو ٹوک فیصلے سے فرمائی
 ”آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ
 علماء ہی کی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا“^{۱۰}

۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۳۳ ۹۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۵۳

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۱۹۳

اسی خط میں مزید ارشاد فرمایا

”علماء بدوین کے چور ہیں ان کا مقصود ہمہ تن یہ ہے کہ خلق

کے نزدیک مرتبہ و ریاست و بزرگی حاصل ہو جائے“ ۱۱

تہدید کے حوالے سے یہاں تک فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِعِلْمِهِ

یعنی بے شک قیامت کے روز وہ عالم سب لوگوں سے

شدید تر عذاب کا مستحق ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم

میں کوئی نفع نہیں دیا“ ۱۲

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو اس روش پر بھی بڑا دکھ تھا کہ بعض علم کے دعویدار

بادشاہ اور حکام کا قرب تلاش کر لیتے ہیں اور خوشامدی رویوں سے دین کے حوالے سے

شکوہ و شبہات پیدا کرتے ہیں، اس طرح وہ اُس بادشاہ کو جو سات پشت سے مسلمان،

اہل سنت حنفی تھا اور غلام رہے ہیں۔ ۱۳

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے نزدیک علم کی استقامت و راستی، شریعت مطہرہ کی

مطابقت سے ہی ممکن ہے۔ اس لئے آپ نے ارشادات نبوی کی پناہ میں رہنے کی بار بار

تاکید کی ہے، برصغیر کی تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان قوم کے حالات اس قدر دیگر گوں ہو گئے

۱۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۳۳

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۱۹۴

۱۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب: ۶۷

تھے کہ عقائد کی ساری عمارت زمین بوس ہونے کو تھی مگر ایسے میں مجددانہ کاوش اس قدر علمی وقار اور دینی شعور کے ساتھ کارفرما ہوئی کہ نہ دین الہی کا فتنہ رہا اور اس کے پیروکار، دین متین کا احیاء ہوا، تعلیمات کی تجدید ہوئی، سچی بات یہ ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کا سا شہکار انہی مجددی کارناموں کا نتیجہ ہے، یہ علمی جہاد کس عمدگی سے کامیابیوں سے ہمکنار ہوا تاریخ برصغیر اس پر گواہ ہے

۴۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے جہاد کا چوتھا محاذ تصوف اور اہل تصوف کی اصلاح تھا، بد قسمتی یہ ہوئی تھی کہ تصوف کا چشمہ صافی، مفادات، مفسدات اور غیر محمود رجحانات سے گدلا ہو چکا تھا، عوام کی عقیدت کا استیصال ہو رہا تھا اور ہوا و ہوس کی اس قدر کارفرمائی تھی کہ حق کا چہرہ داغدار ہوتا جا رہا تھا، یہ فساد متعدد جہتیں اختیار کر رہا تھا مثلاً

(۱)۔ ہندو تہذیب و ثقافت کے زیر اثر اعمال تصوف میں

مشرکانہ رویے راہ پارہے تھے

(ب)۔ احکام شریعت پامال ہونے لگے تھے

(ج)۔ اپنی برتری کا خبط بلند بانگ دعاوی کا محرک بن رہا

تھا حتیٰ کہ ولایت کا دعویٰ کرنے والے صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کی عظمتوں سے انکار کرنے لگے تھے۔

(د)۔ فسادِ نظری کی حد یہ تھی کہ مقام نبوت سے صرف نظر

ہونے لگا تھا اور اپنے کشف پر بھروسہ اس قدر بڑھ گیا کہ

وحی والہام کی حیثیت سے انکار ہونے لگا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے مسلم ثقافت کے احیاء کے لئے اس جواں ہمتی سے کوشش کی کہ شرکِ خفی کے ہر انداز کو پسا کیا، کفری تخلص کا مومنانہ محاسبہ کیا کہ یہ راستہ محبتِ کفر کی طرف لے جاتا تھا، ہرام و رحیم کی ہم منصبی پر ضرب لگائی تاکہ شرک کا ہر دروازہ بند ہو جائے۔

شریعت کے احکام کو ذریعہء فلاح و نجات قرار دے کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بد عملی کی ہر صورت کو مسترد کر دیا، نصیحت آمیز ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے مشرف فرمائے کیونکہ صدیقین کی اصلی غرض اور مقصود یہی ہے اور اس کے سوا سب کچھ جھوٹے، وہم اور بے ہودہ خیالات ہیں“ ۱۳

آپ نے نہایت وضاحت سے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ جاہل و عویداران تصوف و طریقت نے پیدا کر رکھی تھی کہ مطلوب طریقت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حقیقت ہے، شریعت تو صرف مبتدائیوں کے لئے ہے اور سفر طریقت کی ابتدائی منزل ہے، آپ نے فرمایا:

”شریعت کے تین جزو ہیں، علم و عمل و اخلاص، جب تک یہ تینوں جزو محقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب

شریعت حاصل ہوگی تو گویا حق تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوگی۔۔ پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا اور کسی چیز کی طرف حاجت پڑے، طریقت اور حقیقت جن سے صوفیاء ممتاز ہیں تیسرے جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں“ ۱۵

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور ساری امت سے برتری کا بار بار اعلان کیا حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا کہ ولی خواہ کتنا برگزیدہ ہو حتیٰ کہ ولی حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا وجود بھی ہو مگر وہ بھی کسی صحابی کے مقابل نہیں آسکتے۔ نظریہ۔۔۔۔ جو ملت اسلامیہ کو انتشار کا شکار کر رہی تھیں، میں نمایاں تر یہ تصور بھی تھا کہ مقام ولایت، مقام نبوت پر بھی بعض حوالوں سے بلند تر ہے اور یہ کہ کشف کی حیثیت نبوی احکام کی طرح ہے۔ اس پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مضبوط گرفت ملاحظہ کریں

”احکام شرعی میں سے ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشوں کے دور کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو

اپنے پاس سے کئے جائیں، کئی درجہ بہتر ہے۔ بلکہ ایسی
ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت شریفہ کے موافق نہ ہو، نہ
کئے جائیں“ ۱۶

صوفیا تو ہوتے ہی اس لئے ہیں کہ متوسلین کو احکام شریعت کا پابند بنائیں، یہ
بزرگ داعیان خیر ہوتے ہیں، بے عملی بلکہ بد عملی کے متحرک نہیں ہوتے، حضرت مجدد علیہ
الرحمۃ کا فتویٰ سنئے

”نجات کا طریق اور خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی
طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے،
پیر و استاد اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ شریعت کی طرف
ہدایت و راہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے
اعتقاد اور عمل میں آسانی و سہولت حاصل ہو، نہ یہ کہ مرید جو
کچھ چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں اور پیران کے
لئے ڈھال بن جائیں اور عذاب سے بچالیں۔ یہ ایک
غلطی اور بے ہودہ آرزو ہے“ ۱۷

الغرض حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے عقیدہ سے عمل تک، علماء سے صوفیا
تک اور مادیت سے روحانیت تک ایسا نادر جہاد کیا اور وہ بھی قتال کے بغیر اور کسی کی جان

۱۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب: ۵۲ ۱۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب: ۴۱

لئے بغیر، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر الحادو بے دینی کے طوفان سے محفوظ رہا اور مسلمان اپنے عقائد و نظریات کو بچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ جہاد مشکل تر تھا کہ جن کے خلاف یہ جہاد جاری تھا وہ مسلمان ہونے کے دعوے دار تھے، حکومت ہو یا جاہل صوفیاء، اعیان حکومت ہوں یا صاحبان علم، حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر چوپائی حملہ تھا مگر برصغیر کی خوش بختی کہ دفاع میں ایک ایسا وجود موجود تھا جو نہ طاقت کے جبر سے خائف تھا اور نہ کسی دانشور کی چرب زبانی سے مرعوب تھا، مختصر یہ کہ برصغیر کا کوئی صاحب ایمان خواہ وہ کسی دور اور علاقے کا رہنے والا ہو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی ان کرم فرمائیوں کا احسان نہیں اتار سکتا، اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد مبارک پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے کہ

وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

مجاہدین اسلام کو

حضرت مجدد

کے نصائح

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصاب

پروفیسر راغب الیاس شاہ

گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

اے میرے بیٹے! نماز قائم کر اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر، اور جو مصیبت تجھ پر آن پڑے تو اس پر صبر کر پیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ مندرجہ بالا خوبصورت الفاظ حضرت لقمان کی زبان سے اپنے بیٹے کیلئے ادا ہوئے ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید فرقان حمید میں پارہ ۲۱، آیت ۱۲، ۱۵، ۱۶ سورہ لقمان میں کیا گیا ہے۔

ایسی ہی بے شمار نصیحتیں قرآن مجید میں بیان کی گئیں ہیں جو کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کیلئے مشعل راہ ہیں۔ اسلام نے اسی ضابطہء اخلاق کو لوگوں کیلئے متعین کیا ہے۔ ایسے ہی ضابطے کی یہ حدیث مبارکہ عکاسی کرتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ

فان لم یستطع فبقلبہ ذلک اضعف الایمان. ۲

۱۔ سورہ لقمان، پارہ ۲۱: آیت نمبر ۱۲، ۱۵، ۱۶ ۲۔ صحیح مسلم شریف

مجاہدین اسلام کے جہاد کے مختلف انداز میں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ اکبر اور بادشاہ جہانگیر کے ادوار میں جہاد باللسان پر توجہ مرکوز فرمائی، اور ایسے جہاد کے ثمرات کو اجاگر بھی فرمایا۔ یہاں ایسے ہی جہاد کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کو پیش کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ:

”ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا کہ کیا میدان جنگ (جس میں تلوار کی لڑائی ہوتی ہے اُس) کی بجائے کوئی اور جہاد اکبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اپنے نفس کے خلاف لڑنا یہ جہاد اکبر ہے“

ظالم کا ہاتھ روکنا، مظلوم کی مدد کرنا، جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا، شریعت مطہرہ کی حفاظت کیلئے آواز بلند کرنا، عظمت مصطفوی اور مقام نبوت کی حفاظت کیلئے اپنے قلم اور زبان کے ذریعے طاقتور، جابر و قاہر بادشاہ کے سامنے آواز اٹھانا یہ جہاد اکبر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دور اکبری اور دور جہانگیری میں اصلاح امت کیلئے مختلف ذرائع استعمال کیے ان میں سب سے مؤثر ذریعہ امراء سلطنت، دیندار علماء کو خطوط ارسال فرمائے یہی وہ عظیم مجاہدین ہیں جن کے

بارے میں حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا: ”جرگہ ہمدان دولت اسلام“

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۷۹۵ھ بمطابق

۱۵۶۳ء، وصال ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۲ھ / ۱۶۲۲ء - ۳

آپ کا زمانہ ایک پر آشوب دور تھا جس میں تین امور خصوصیت سے قابل ذکر

ہیں۔ ہندوستان کے مسلم معاشرے میں نبی، نبوت اور منصب نبوت کی حیثیت اور مقام

نبوت۔ دوسرے شریعت اسلامیہ کی عملی حیثیت اور تیسرے ان دونوں امور کے ذمہ دار

افراد یعنی علماء اور مشائخ کا کردار

بد قسمتی سے ان تینوں امور کا معاملہ روبہ زوال رہا اکبر بادشاہ جس کے زمانے

میں آپ شعوری طور پر بالغ ہوئے، فکری اعتبار سے نہایت بے اعتدالیوں کا شکار رہا۔

بے شک اکبر ابتداء میں مذہب کا پابند رہا لیکن ہندوؤں کے تفوق سے اس کے ذہن نے

کئی فلازیاں کھائیں اور اس کے فکری معاملات تبدیل ہوتے رہے اس کے عہد میں

سب سے اہم کردار علماء سوء نے ادا کیا۔ بد قسمتی سے یہ علماء منصب، جاہ اور دولت کے

چکر میں پڑ گئے بادشاہ جس کی تعلیم بھی معمولی سی تھی، علماء نے اسلام سے متنفر کر دیا اور پھر

جب اکبر بادشاہ نے مذہب سے دلچسپی لی اور اس مقصد کیلئے عبادت خانہ تعمیر کروایا اور

اس میں جن مذہبی مباحث کا اہتمام کروایا اور علماء نے اس میں جو کردار ادا کیا وہ افسوس

ناک حد تک مذہب کے خلاف تھا۔

۳۔ زبدۃ المقامات مولفہ خواجہ ہاشم کشمی ص ۱۷۳

اب ایسے ایسے علماء سامنے آئے جنہوں نے اکبر کو آہستہ آہستہ مذہب سے متنفر کرنا شروع کر دیا۔ ان میں ملا مبارک ناگوری اور اس کے دو نہایت ذہین بیٹوں (ابوالفضل اور فیضی) نے خاص کردار ادا کیا جنہوں نے اکبر کے ذہن میں یہ بات بٹھادی کہ اسلام محض اختلافات کا نام ہے اور اس میں رواداری کا کوئی نشان نہیں پھر جب اس قسم کے حالات ہوئے تو عالم اسلام سے الحاد اور آزاد خیال تحریکوں نے ہندوستان کا رخ کیا جن میں فرقہ نقویہ کے عالموں نے ہندوستان پہنچ کر اکبر کے ہاں اعزاز حاصل کیا اور اسے یہ باور کروایا کہ اسلام کی عمر اب ختم ہو چکی ہے اب اسے ان کے عقائد کو سامنے لانا چاہیے جو آزاد خیالی کی تعلیم دیتے ہیں مثلاً اس فرقے کے مشہور شاعر تشبیہی کاشی نے اکبر کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جس میں صاف لفظوں میں کہا کہ اکبر کو تقلید پرستوں (راسخ العقیدہ اہل سنت) کو ختم کر دینا چاہیے تاکہ حق اپنے مرکز پر استوار ہو سکے اس فرقے کے ماننے والوں کو جب اکبر کا قرب حاصل ہوا تو انہوں نے اکبر کو یہ باور کروایا کہ تاسخ ایک مقدس حقیقت ہے۔ سورج ایک مقدس ہے، اسلامی شعائر اور ارکان اسلام بے محض ہیں اور اب نبوت کی کوئی حقیقت نہیں رہی ان مسائل کی بنیاد پر اکبر کے ذہن سے انبیاء خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت خاصی کمزور پڑ گئی۔ اب یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ عام مناظرے کرتے تھے انہی حالات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دواہم اقدام اٹھائے: ایک رسالہ اثبات النبوت لکھا جس میں آپ نے یہ ثابت کیا کہ نبوت اور اسکی مرکزی حیثیت کے بغیر اسلامی معاشرے کا تصور بے کار ہے۔ آپ کے پُر زور دلائل یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ تمام مصاحب بادشاہ

سے لیکر اس منصب کے تمام ذمہ دار افراد کیلئے تھے۔ اس وقت باقاعدہ نیا حکم نامہ جاری ہو چکا تھا اور اکبر نے اسلام کے مقابلے میں اپنا نیا دین جسے ”دین الہی“ کا نام دیا گیا تھا جاری کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ کلمہ طیبہ کے اثبات کیلئے رسالہ تہلیلہ لکھا جس میں یہ ثابت کیا کہ اس مبارک کلمے کے بغیر اسلام کا تصور بے معنی ہے

اب یہ حالات آہستہ آہستہ اسلام اور مسلمانان ہند کے اتنے خلاف ہوئے کہ جن لوگوں نے بھی اکبر کے خلاف آواز اٹھائی ان کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا ان حالات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت بالغ نظری سے چند اقدامات کیے۔

☆ راسخ العقیدہ امراء کے ساتھ مراسلت کے ذریعے رابطہ قائم کیا اور انہیں یہ سمجھایا کہ اسلام کیا ہے؟ شریعت کی عملی حیثیت کیسے ہونی چاہیے۔

☆ دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ علمائے حق کے ساتھ بھی رابطے قائم کئے اور انہیں اس وقت تک حکومت کی طرف سے اسلام کے خلاف جو جو اقدامات کئے جا چکے تھے آگاہ فرمایا:

☆ تیسرا قدم یہ اٹھایا کہ آپ کی کوششوں سے اکبر کی موت کے وقت اس کا ایسا جانشین مقرر کروایا جو تعلیم یافتہ تھا اور راسخ العقیدہ تھا اور اس گروہ کے زیادہ قریب تھا یعنی شہزادہ سلیم جو نور الدین جہانگیر کے نام سے جانشین بنا تو آپ نے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور راسخ العقیدہ امراء کو خطوط لکھے کہ آج جہانگیر تخت نشین نہیں ہوا بلکہ اسلام کی فتح ہوئی

ہے۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اقدام اٹھائے ان کی حیثیت پہلے اقدامات کی طرح خاص اہمیت رکھتی ہے۔

ہم اس وقت آپ کے مکتوبات میں چند راسخ العقیدہ علماء اور مشائخ کے نام خطوط کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جو آپ کے نصاب پر مبنی ہیں جن پر عمل کرنا کسی طرح جہاد سے کم نہیں تھا اور جن افراد نے ان نصاب پر عمل کیا ان کی کوششوں کو آپ نے جہاد قرار دیا اور بعض کو نہایت پر زور الفاظ میں اس امر کی نصیحت فرمائی کہ اس وقت تم بادشاہ کے سامنے جو کلمہ حق کہنے جا رہے ہو وہ کسی طرح بھی جہاد اکبر سے کم نہیں۔ آئیے ان کے چند دعوتی، اصلاحی، تبلیغی، خطوط ملاحظہ فرمائیے۔

مکتوب بنام شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ فرید بخاری کا اصل نام نواب مرتضیٰ ابن احمد بخاری ہے جو سید فرید کے نام سے مشہور ہیں ان کی شخصیت جامع کمالات کا منبع تھی، سیاست، سخاوت و کرم، تواضع و اخلاق، دین و اہل دین سے محبت اور عالی ہمتی اور بلند ہمتی کا عجب نمونہ تھی عہد اکبری ہی میں میر بخش گری کے عہدہ تک پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی عقیدت و تعلق رکھتے تھے۔ ۴

ان کی دینی حمیت اور سیادت سے فائدہ اٹھا کر اور اس کا واسطہ دے کر ان کو اپنا فرض دینی اور خاندانی ادا کرنے پر آمادہ کیا اور یہ کہ وہ جہانگیر کو نیک مشورہ دے کر سلطنت کا رخ

۴۔ تاریخ دعوت و عزیمت ابوالحسن علی ندوی، ناظم آباد مجلس نشریات کراچی ص ۴۷

اکبر کے ڈالے ہوئے راستے پر چلتے رہنے کی بجائے شعائر و احکام اسلام کے احترام کی طرف موڑنے کی کوشش کریں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”بادشاہ کی نسبت جہان کے ساتھ ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ اگر دل تندرست ہے تو بدن بھی تندرست اور اگر دل بگڑ جاتا ہے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے۔ ایسے ہی جہان کی بہتری بادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے اور اس کے بگڑنے پر جہاں کا بگاڑ وابستہ ہے۔“

اس میں کوئی شک نہیں کہ ”لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہیں“ بادشاہ کا بگاڑ عوام کا بگاڑ ہوتا ہے اور بادشاہ کی اصلاح عوام کی اصلاح ہے بادشاہ کے کردار کا رعایا پر اثر ہوتا ہے۔ لہذا دین متین کی حفاظت بادشاہ سے بڑھ کر کسی اور کے بس کی بات نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی توقعات کا اظہار فرمایا اور شیخ فرید کے وجود کو امت کیلئے باعث برکت قرار دیا۔ لکھتے ہیں:

”آج کل مسلمان اس طرح گمراہی کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ان کی نجات کی امید بھی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کی کشتی سے ہے“

۵۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مترجم قاضی عالم الدین مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور۔ مکتوب نمبر ۷۷، دفتر اول

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح
 ہے جو اس پر سوار ہو گیا بچ گیا اور جو اس کے پیچھے رہا ہلاک
 ہو گیا۔“

اپنی تمام تر ہمت، طاقت شریعت کی ترویج پر لگائیں اور اس
 کار خیر میں سبقت لے جائیں، عزت، شرافت، جاہ، جلال
 ، عظمت و شوکت سب کچھ آپ کو حاصل ہے اور آپ یہ
 سعادت بھی حاصل کر لیں تو بڑی بات ہوگی۔“ ۶

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سادات کے اعلیٰ فرد کو شریعت کے اعلیٰ مقاصد
 کے اظہار کیلئے آمادہ کیا اور کلمہ حق کی حفاظت پر مامور فرمایا۔
 ایک اور مکتوب میں آپ نے فرمایا:

”احکام شرعی میں سے ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشوں
 کے دور کرنے میں اُن ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے
 جو اپنے پاس سے کئے جائیں کئی درجہ بہتر ہیں بلکہ ایسی
 ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت روشن کے موافق نہ کئے
 جائیں نفسانی خواہشوں کو مدد اور قوت دینے والے ہیں“ ۷

۶۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۵۱، دفتر اول ۷۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۵۲، دفتر اول

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ذریعے سے علم ہوا کہ بادشاہ جہانگیر نے شریعت کے احکام و مسائل سے آگاہی کیلئے علماء کی دربار میں ہر وقت حاضری کی طلب کا اظہار کیا ہے چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پیش آمدہ خطرات کو بھانپتے ہوئے شیخ فرید بخاری کی طرف لکھتے ہیں:

”صاحب الغرض مجنون، معروض کرتا ہے کہ ایسے علماء دیندار بہت تھوڑے جو جب جاہ ریاست سے خالی ہوں اور شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید کے سوا اور کچھ مطلب نہ رکھتے ہوں۔ ایسی صورت میں ہر ایک عالم اپنی بزرگی جتا کر بادشاہ وقت کے درمیان اختلافی باتیں لا کر اپنے اپنے قرب کا وسیلہ ڈھونڈے گا اور معاملہ بگڑ جائے گا۔

گذشتہ زمانہ میں بھی ایسے ہی علماء سوء نے جہان کو مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا۔ اب اگر بادشاہ وقت کو پھر صحبت علماء درکار ہے تو علمائے آخرت میں سے کسی ایک عالم کا چناؤ کریں یہی سعادت ہے اور یہی اکیر ہے جس طرح مخلوق کی خلاصی علماء کے وجود پر وابستہ ہے جہان کا خسارہ بھی انہیں پر منحصر ہے۔ علماء میں سے بہتر عالم تمام جہانوں کے انسانوں میں سے بہتر ہے اور علماء میں بدتر عالم تمام جہان کے انسانوں میں بدتر ہے کیونکہ تمام جہان کی ہدایت و

گمراہی انہی پر موقوف ہے۔

کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو خواب میں دیکھا کہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء میرا کام کر رہے ہیں بہکانے اور گمراہ کرنے میں وہی کافی ہیں۔

امید ہے کہ علماء کے انتخاب میں صحیح غور و فکر سے کام لینگے کیونکہ جب کام ہاتھ سے نکل جائے تو کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ پس ایک ہی عالم آخرت کا چناؤ کریں۔^۸

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ دور اکبری میں علماء سوء کے کردار کا مشاہدہ کر چکے تھے اس لئے اب کسی بھی طرح سے دوبارہ اُس دور کو نہیں لوٹانا چاہتے تھے اس لئے اب آپ نے صرف اور صرف ایک ہی عالم دیندار کی بادشاہ وقت میں تعیناتی پر زور دیا ہے کیونکہ ہر دو علماء کے درمیان جاہ و منصب کا دوبارہ جھگڑا نہ ہو جائے۔

اسی طرح کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفتی صدر جہاں کی طرف بھی لکھا جس میں چار علماء کی بجائے صرف ایک ہی عالم دیندار کی ضرورت پر زور دیا کیونکہ

”علماء سوء دین کے چور ہیں ان کو صرف اور صرف رپاست

۸۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۵۳، دفتر اول

میں بزرگی اور منصب چاہئے اللہ تعالیٰ ان کے فتنے سے بچائے ہاں ان میں سے جو بہتر ہیں وہ سب خلقت سے بہتر ہیں کل قیامت کے دن ان کے قلم کی سیاہی کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون سے تولینگے اور ان عالموں کے قلم کی سیاہی کا پلہ بھاری ہو جائیگا“ ۹

اسلام اور اہل اسلام کی عزت کو اجاگر کرنے اور اوامر و نواہی کے ثواب کو یوں ایک حدیث مبارکہ کے ذریعے واضح فرمایا یہ مکتوب بھی شیخ فرید بخاری کو لکھا ہے:

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

تم ایسے زمانے میں موجود ہوئے ہو کہ اگر اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو بجالائینگے تو خلاصی پائیں گے۔“

آپ نے شیخ فرید بخاری سے فرمایا کہ یہ وقت بھی وہی ہے اور یہ لوگ بھی وہی ہیں۔

مزید فرمایا کہ:

”اسلام اور اہل اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی خواری میں ہے۔ جزیہ سے مقصد کفار کی خواری اور اہانت ہے۔ کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور ان پر سختی کرنا دین کی ضروریات میں سے ہے کفر کی باقی رسمیں جو پہلے زمانہ میں پیدا ہوئیں تھیں اس وقت بادشاہ اسلام کو ان سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ بادشاہ اسلام کو ان بری رسموں کے بارے میں مطلع کرتے رہیں اور ان کے دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں

بہر حال مسائل شریعت بیان کرنا ضروری ہیں اور اس بات کی ذمہ داری علماء اور بادشاہ کے مقربوں پر ہے“ ۱۰

ایک اور مکتوب جو صدر جہاں کی طرف روانہ فرمایا اس میں رعایا کے مزاج کو روشناس کرواتے ہوئے بادشاہ کے احسانات کی تاثیر بیان کی ہے۔

”یہ کہ عام لوگ بادشاہ کے نیک اخلاق کا اثر لیتے ہیں اور

اسی طرح برے اخلاق سے بھی متاثر ہوتے۔ لہذا راسخ

العقیدہ لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی تمام تر ہمت شریعت

کے احیاء پر صرف کر دیں اور اسلام کے ارکان کو قائم کریں۔

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۳، دفتر اول

گذشتہ زمانہ کی سختیاں ان کے دلوں پر برقرار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا تدارک نہ ہو سکے۔ جب بادشاہ سنت مصطفویہ کے احیاء اور ترقی میں سرگرم نہ ہو اور مقربان بادشاہ بھی اپنے آپ کو الگ رکھیں تو اہل اسلام پر زمانہ تنگ ہو جائیگا عدلیہ میں قاضی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے قاضی کی تعیناتی بھی یقینی بنائیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ”لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں“ لہذا بادشاہوں کی اصلاح ضروری ہے“

مکتوب بنام مرزا عزیز الدین کو کا المعروف خان اعظم

سید فرید بخاری کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی نظر انتخاب سلطنت مغلیہ کے دوسرے رکن خان اعظم پر پڑی، خان اعظم لقب ہے اور مرزا عزیز الدین نام تھا جہانگیر ان کی قدر کرتا تھا۔ مشائخ نقشبندیہ سے بھی ان کو عقیدت و محبت تھی جہانگیر کی تخت نشینی کے فوراً بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف یہ مکتوب ارسال فرمایا:

اس سے پہلے کہ مکتوب کی عبارت لکھوں چند باتیں اس دور کی نمایاں کرنا چاہتا ہوں جہانگیر کی تخت نشینی کے ابتدائی ایام میں زمانہء سابق کی طرح اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا تھا اور کھلم کھلا اسلامی تعلیمات پر طعن کیا جا رہا تھا اور بے باک اور نڈر ہو کر کفر کی

تعریف کی جا رہی تھی اور اسلام اور اہل اسلام چھپے پھرتے تھے ایسے ایام کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دردمند انسان کیسے دیکھ کر برداشت کر سکتے تھے لکھتے ہیں:

”ہم ایسے نازک وقت میں آپ کے وجود مبارک کو غنیمت جانتے ہیں اور اس معرکہء ضعیف اور شکست خوردہ میں آپ کے سوا کسی کو بہادر اور لڑاکا نہیں جانتے۔ حق تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کا مددگار اور ناصر ہو۔“

حدیث مبارکہ بطور تبرکاً ان کو نصیحت فرماتے ہیں:

لَنْ يُؤْمِنُ أَحَدٌ كُمْ حَتَّىٰ يُقَالَ إِنَّهُ مُجْنُونٌ

تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا جب تک کہ اس کو دیوانہ نہ کہا جائیگا۔

فرمایا: اس وقت وہ دیوانہ جو جنون کی حد تک اسلام کی غیرت رکھتا ہے وہ صرف تم ہی ہو اسلام پر اس غربت کے دور میں اسلام کی حفاظت کیلئے تھوڑا سا عمل بڑے اجر کا سبب ہے۔ یہ قولی جہاد جو آپ کو میسر ہے یہی جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانیئے اور اس کو جہاد قتال سے بہتر سمجھیں ہم جیسے بے دست و پا فقر اس دولت سے محروم ہیں۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے

شریعت کے احیاء اور مذہب کو اجاگر کرنے کیلئے بادشاہوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور ان کو اپنے تصرف سے مطیع شریعت بناتے ہیں۔

آپ نے اس بات پر زیادہ زور دیتے ہوئے فرمایا: اہل کفر کے وہ احکام جو اہل اسلام میں رواج پا چکے ہیں ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں تاکہ مسلمان ان بیہودہ افعال سے محفوظ رہیں۔ جہانگیر کے اس دور میں جو بھی غلط رسوم داخل ہوئیں وہ صرف بے علمی کی وجہ سے تھیں“ ۱۲

بادشاہوں کی بے راہ روی اور بے اعتدالی انکے محکوموں اور رعایا پر اثر انداز ہوتی ہے بادشاہ کے فرامین، طور اطوار کو دیکھ کر ہوتی ہے اور حاکم نمونہء تقلید ہوتا ہے۔ دربار جہانگیری کے ایک اور اعلیٰ عہدہ دار خان جہان کو بادشاہ کی اہمیت کے حوالے سے نصیحت فرمائی ایسی ہی نصیحت شیخ فرید بخاری کو کی تھی۔ خان جہاں جو کہ دولت خان لودھی کا بیٹا تھا اس پر بڑا اعتماد کرتا تھا اور ان سے جہانگیر کو بڑی محبت تھی اور خان جہاں علم دوست اور علماء پرور تھا۔ لکھتے ہیں:

”بادشاہ روح کی مانند ہے اور تمام انسان جسم کی مانند ہیں اگر روح بگڑ جائے تو جسم بھی بگڑ جاتا ہے پس بادشاہ کی بہتری

کیلئے کوشش کرنا گویا تمام بنی آدم کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے۔ بادشاہ کی اصلاح کا طریقہء کار یہ ہے کہ اس کے کانوں تک اسلام کے شعائر کی عظمت کو پہنچایا جائے اور عقائد اہلسنت و جماعت جو کہ مسلک حق ہے کی عظمت کو اجاگر کیا جائے اور بادشاہ کے سامنے مخالف مذہب کی تردید کرنی چاہیے۔ وراثت انبیاء علیہم السلام کے حصول کا یہی ذریعہ ہے اور آپ کو یہ دولت عظمیٰ مفت میسر ہے لہذا اس کی قدر کرنی چاہیے“ ۱۳۔

خان اعظم کی طرف بھی یہی مضمون لکھا گیا تھا اور اس میں ایک بات کی وضاحت کی گئی تھی وہ یہ کہ اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شریعت مصطفویٰ پر عمل کرنے کے ساتھ جمع کر لیں تو انبیاء علیہم السلام کی سنت پر مکمل عمل ثابت ہوگا۔ مندرجہ بالا مکتوب میں خان جہاں کو دو باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان میں سے ایک بات کو زیادہ اجاگر کیا اور وہ یہ کہ عقیدہ اہلسنت و جماعت ہی پر جہانگیر کو لایا جائے کیونکہ سابقہ حالات میں جہانگیر کے دربار میں مختلف مسالک کا پرچار بھی تھا اور غیر مذاہب کے عقائد کا بھی رواج تھا۔ اب ضرورت تھی کہ اہل جنت گروہ کے مسلک کا پرچار کیا جاوے۔

۱۳۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۶۷، دفتر دوم

مکتوب بنام لالہ بیگ

لالہ بیگ جو کہ اکبر بادشاہ کے پسر مراد کے بخشی بھی تھے اور بہار کے گورنر بھی رہے تھے، کی طرف اسلام کی زبوں حالی کا گلہ فرماتے ہوئے دکھ کا اظہار فرمایا:

”تقریباً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی

ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں نہ صرف کفر کے

احکامات کو جاری کرنے پر راضی ہوتے ہیں بلکہ اسلامی

احکام کو ملیا میٹ کرنے پر آمادہ ہیں اور کوشاں ہیں

۔ اگر کوئی مسلمان اسلامی شعائر کو ظاہر کرتا ہے تو اس کو قتل

کر دیا جاتا ہے۔ مسلمان گائے کو ذبح کرنا اسلامی شعائر

میں شمار کرتے ہیں جبکہ کفار جزیہ پر تو راضی ہو سکتے ہیں مگر

گائے ذبح کرنے پر راضی نہیں ہونگے۔ سلطنت کے

ابتداء میں اگر اسلامی احکام نے رواج پالیا تو بہتر ورنہ

نعوذ باللہ تھوڑی سی دیر ہوگئی تو بڑی آفت کا سامنا کرنا پڑے

گا دیکھتے ہیں کون صاحب اس دولت عظیمی کو حاصل کرتا

ہے“ ۱۴

اس مکتوب میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اکبر بادشاہ کے دور میں

۱۴۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۸۱، دفتر اول

علماءِ سوء کی غلط کارستانیوں کی وجہ سے اسلامی شعائر کا نہ صرف مذاق اڑایا جانے لگا تھا۔ بلکہ گائے کے ذبیحہ پر مسلمانوں کو قتل بھی کر دیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیہم جدوجہد سے جہانگیر کی صورت میں ایک بادشاہ مسند سلطنت پر متمکن ہوا جس کے قرب میں اس کے وہ مقربین تھے جن کی عقیدت حضرت مجدد الف ثانی سے تھی اور اسلام سے والہانہ محبت رکھتے تھے وہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ارشادات پر عمل کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اب پچھلے تجربات کو دہرانے کی بجائے شروع ہی سے بادشاہ وقت کے مزاج کو اسلام سے آشنا کرنا ضروری ہے اور اس سے پہلے کہ کوئی شریک پسند انسانوں کا گروہ اس کا قرب حاصل کر کے اس کو صراطِ مستقیم سے بھٹکا دے ابھی سے اسلامی شعائر کی عظمت اس کے دل میں جاگزیں کر دی جائے جو اسلام کی ترویج اور اشاعت میں معاون ثابت ہو سکے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اس مکتوب کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے مے خانے بند

اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی !

مکتوب بنام مرزا فتح اللہ حکیم

”بہادری وہی ہے جو خطرے کے وقت دکھائی جائے۔

سپاہی دشمن کے غلبے کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تر ڈ کرے تو

بہت اعتبار حاصل کر لیتا ہے اور جوانوں کی نیکی جو غلبہء شہوت

کے وقت اپنے نفس کو بچائے رکھتے ہیں وہ بھی اسی واسطے بڑا اجر پاتے ہیں۔ اسی طرح اصحاب کہف نے بھی دین کے مخالفین کے سامنے ترڈ کا مظاہرہ کر کے ہجرت کی اور تھوڑے سے عمل کے بدلے بڑے اجر کے مستحق ٹھہرے۔ وقت مصیبت صبر اور ہمت سے کام لیکر دشمن کا مقابلہ کرنا اور دین کی اشاعت میں حائل رکاوٹوں کو احسن طریقے سے دور کرنا ہی دانائی ہے اور بادشاہ جہانگیر کے دربار میں علماء سوء کے نظریات کا رد کرنا اور بادشاہ کو اسلام کی طرف رغبت دلانا ان حالات میں بڑے اجر کا باعث تھا“ ۱۵

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مرزا عبدالرحیم خان خانان کی طرف لکھتے ہیں ”ہمیشہ کی سعادت اور دائمی نجات انبیاء علیہم السلام کی صحیح متابعت پر وابستہ ہے اگر بالفرض ہزار سال تک عبادت کی جائے یا مجاہدہ کیا جائے جو کہ ان پاکیزہ ہستیوں کے نور سے بے نور ہوں تو بدلے میں جو کا ایک دانہ نہیں خرید سکتے اور اسی طرح دوپہر کا قیلولہ جو کہ بظاہر غفلت پر مبنی ہے مگر وہی قیلولہ پاکیزہ ہستیوں کی تابعداری میں کیا جائے تو کہیں زیادہ افضل ہے“ ۱۶

۱۵۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۷۵، دفتر اول
۱۶۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۱، دفتر اول

ایسے ہی امراء جن کے دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں تھی انہوں نے بادشاہ کے دل میں عظمتِ سنتِ مصطفویہ کو پروان چڑھا کر بڑے اجر و ثواب کو پایا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکالا اور دین کی محبت کو بڑھایا۔ اور بے نور سینوں کو ایمان کی محبت و عقیدتِ مصطفیٰ ﷺ سے مزین فرمایا اور سنتِ مصطفویہ کی متابعت پر زور دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ا طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ طاقتور انسان سے نیک مقاصد کا حصول مطلوب ہو تو چند باتوں کا خیال ضروری ہے۔

☆ اس کے سامنے بات کرنا مقصود ہو تو ”احسن زبان“ استعمال کی جاوے

☆ جو بات اس تک پہنچانا مقصود ہو اس کیلئے لگن اور ولولہ، شوق ضروری ہے

☆ اسکی نیت میں اخلاص ہو اور عمل سے محبت جھلکتی ہو

مندرجہ بالا اصول دور جہانگیری میں بادشاہ جہانگیر کے دربار میں مجاہدین اسلام کیلئے اپنانا ضروری تھے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اس طریقے کی راہنمائی بھی فرمائی۔ آپ ملا محمد قلیج کی طرف لکھتے ہیں:

اس میں عمدہ چیز محبت و اخلاص ہے اگر اس وقت ترقی اقتدار

حاصل نہیں ہوتا تو کچھ غم نہیں لیکن اخلاص پر استقامت حاصل

ہے تو امید ہے کہ سالوں کا کام گھڑیوں میں میسر ہو جائیگا۔

مگر ایسے کاموں میں تیزی پیدا کرنے کیلئے رابطہء شیخ بھی ضروری ہے اور شیخ کو قلبی احوال سے آگاہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول میں استقامت اور ثابت قدمی ضروری ہے کیونکہ میدان عمل میں ثابت قدمی ہی جنت کا باعث بنتی ہے اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے حضرت مجدد نے فرمایا:

”کام کا وقت جوانی کا زمانہ ہے جو ان مرد وہ ہے جو جوانی کے ایام کو ضائع نہ کرے اور فرصت کو غنیمت جانے ممکن ہے اس کو بڑھاپے تک تقدیر پہنچنے کا موقع نہ دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے بڑھاپے کے ضعف اور سستی کے وقت وہ کچھ نہیں کر سکے گا لہذا اس وقت یہ تمام اسباب مہیا ہیں یعنی بادشاہ کا قرب بھی میسر ہے اور جوانی کا جو بن بھی ہے لہذا ایسے نیک کاموں میں سبقت حاصل کرنا چاہیے اور آج کے کام کو کل پر مت چھوڑیے“ ۱۸

احکام شرعی علمائے آخرت سے پوچھنا چاہیے۔ کیونکہ ان کی بات کی بڑی تاثیر ہے۔ شاید ان کی وجہ سے عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو اور علمائے سوء سے دور رہنا چاہیے کیونکہ وہ جاہ و منصب کے طلبگار رہتے ہیں

عہد جہانگیر کے وسط حصہ میں جبکہ جہانگیر نے شریعت کے احیاء اور ترقی میں

بھر پور حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ یہ دور مسرت کا دور تھا اور اس دور کو اسلام کی فتح کا دور کہنے لگے۔ اس عہد میں اسلامی شعائر کی بحالی ہوئی وہ احکام شریعت جو معدوم ہو چکے تھے ان کو دوبارہ زندہ و جاوید بنایا جانے لگا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اب قلیج اللہ کی تعریف بھی فرمائی اور شکر یہ ادا

کیا فرمایا:

”شہر لاہور میں آپ کے وجود سے بہت سے احکام شرعی

اس زمانہ میں جاری ہو گئے ہیں۔ فقیر کے نزدیک

ہندوستان کے تمام شہروں کی نسبت قطب ارشاد کی طرح

ہے اس شہر کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں

پھیلی ہوئی ہے اگر وہاں ترقی ہے تو سب جگہ ترقی ہے“ ۱۹

اس مکتوب گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ جس ناؤ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے

اعیان سلطنت / مجاہدین اسلام کے حوالے کیا تھا وہ ناؤ ساحل پر بحفاظت لنگر انداز ہو گئی

اور آپ کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں۔ اسلام کا بول بالا ہوا، شریعت کی ترویج ہوئی،

مذہب حق کا احیاء ہوا اسلامی شعائر کی عظمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوئیں اور

سلطنت مصطفویہ ﷺ اور مقام مصطفیٰ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح طور پر

بادشاہ پر واضح فرمایا اور ہندوستان کے مسلمان اور تمام لوگ شعائر اسلامی سے آشنا

۱۹۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۶۷، دفتر اول

ہوئے۔ قیامت تک آنے والے مسلمان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ آپ کا ہر مکتوب تاریخ عزیمت کا سنہرا باب ہے۔ عزیمت کی ایسی مثال صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ ہی میں نظر آتی ہے۔

بقول شاعر:

عمر گزری پر نہ قصہء عشق پورا ہوا
رات آخر ہوگئی اب تھوڑتا ہوں ماجرا

پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔

مکتوبات امام ربانی دفتر دوم، مکتوب ۳۶

حضرت مجددی
علیہ الرحمہ کی
مجاہدانہ تبلیغ سے
جہانگیر کے
روپے میں تبدیلی

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی

ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی

جہانگیر کی ابتدائی حالت:

اکبر کا بیٹا جہانگیر جب تخت پر بیٹھا تو ابتداء میں اسکے عادات و خصائل بھی اپنے باپ سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھے اس کا ابتدائی دور تقریباً اسی نہج پر جاری تھا تمام مذاہب سے صلح کلی کا قائل تھا۔ آگ کو خدا کا نور کہتا تھا ہندو تہواروں میں شریک ہوتا تھا ہفتہ میں دو روز حلال جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی تھی شراب کا عادی تھا سورج کی تعظیم کرتا تھا حتیٰ کہ اس کی بیگم نور جہاں عالی شیعہ تھی اس کا حکومت میں اتنا اثر تھا کہ خلفائے ثلاثہ کے بارے سب و شتم کا رواج پڑنے لگا خود جہانگیر راجہ بہاری مل کی لڑکی کے لطن سے پیدا ہوا تھا اور راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ ہندو عورتیں اسکی بیویوں میں شامل تھیں۔ بعض نصرانی اور عیسائی بھی اسکے قریب تھے۔ عیسائیوں کے علامتی نقوش اس نے اپنی مہر میں کندہ کئے ہوئے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ایک مکتوب سے اسکی تصدیق ہوتی

ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

پہلی سلطنت (دور اکبری) میں دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد معلوم ہوتا تھا اور اس عہد جہانگیری میں ظاہری طور پر وہ عناد نہیں ہے اگر ہے تو بے عملی کے باعث ہے یہ ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ عناد اور دشمنی تک پہنچ جائے اور مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے۔ ۲

امام ربانی علیہ الرحمہ نے ایسے حالات میں فوری طور پر شاہی مقررین سے رابطہ قائم رکھا اور جہانگیری اصلاح کے لیے اپنی تمام تر توجہات مرکوز کر دیں۔ یہ آپ کی حکمت عملی اور شان تجدید کا اعجاز تھا کہ حالات دن بدن بدلتے چلے گئے اور آپ کی محنتیں اور مشقتیں رنگ لائیں اور جہانگیری کے رویے اور طرز عمل میں واضح تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں۔

اس دور کا نقشہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے کچھ یوں کھینچا ہے
اسلام اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ ہندوستان کے کفار بے تحاشا
مسجدوں کو گرا رہے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر بنا رہے

ہیں۔ ۳

یہ صورت حال جہانگیری کے ابتدائی دور کی عکاسی کرتی ہے اس کے ابتدائی دور میں کئی مندر تعمیر ہوئے، بیر سنگھ بندیلا نے ”منٹھرا“ میں ایک خوبصورت مندر تعمیر

۲۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۶۵ ۳۔ مکتوبات امام ربانی، ج ۱۱/۱۶۳

کرایا جو اپنے دور میں فن تعمیر کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا علاوہ ازیں اس کے دور میں صرف بنارس میں ستر سے زائد مندر تعمیر ہوئے۔ متھرا کا مندر اورنگ زیب نے تباہ کرایا تھا جبکہ بہت سے مندر شاہجہاں نے بھی تباہ کرائے۔ ۴

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے جس قسم کے حالات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بہت سے تاریخی حقائق و واقعات کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ نے خود اپنے مکتوبات میں مختلف مثالوں سے ہندوؤں کی ان زیادتیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

نگرکوٹ کے قریب ہندوؤں نے مسلمانوں پر سخت مظالم

ڈھائے۔ ۵

اور تھانیر میں ایک مسجد اور مقبرہ کو منہدم کر کے ایک مندر

بنایا گیا۔ ۶

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ جہانگیر کے ابتدائی دور میں وہی ڈھانچہ قائم تھا جو عہد اکبری میں تھا اور اس میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں آئی تھی۔ انتظامیہ پر ہندوؤں کے اسی اثر و رسوخ بلکہ چھا جانے کے نتائج کیا نکلے، حضرت مجدد علیہ الرحمہ اس کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

اسلام کی کسمپرسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار بر ملا اسلام پر

۴۔ سررام شرما: دی ریجنیٹس پالیسی آف دی مغل، دی ایمپیررز ص ۷۳ (مغل حکمرانوں کی مذہبی پالیسی)

۵۔ مکتوبات امام ربانی، ج ۲، مکتوب ۶۸، ۹۲، ۶۔ مکتوبات امام ربانی، ج ۲، مکتوب نمبر ۶۵

اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور بے
دھڑک کوچہ و بازار میں مراسم کفر ادا کرتے ہیں اور اہل کفر
کی تعریفیں کرتے ہیں اور اس کے برعکس مسلمانوں کو احکام
اسلام کی ادائیگی سے منع کیا جاتا ہے اور انہیں رسوا کیا جاتا
ہے اور انہیں طعنے دیئے جاتے ہیں۔ گویا پری منہ چھپائے
ہوئے ہے اور دیو دندنا پھرتا ہے عقل حیران ہے کہ یہ کیا
ہو رہا ہے؟ خدا کی شان! مشہور تو یہ ہے کہ شریعت تلوار کے
سایہ میں ہے اور دین کی رونق بادشاہوں کے دم سے
وابستہ ہے لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹا ہو گیا ہے کتنی حسرت
وندامت اور کتنے افسوس کا مقام ہے“ کے

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ:

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اصلاح کے لیے زعماء و امراء کے نام مکتوبات میں
”احیائے اسلام“ کی ترغیب دلائی اور یہی وہ عظیم کام ہے جس کی طرف انہوں نے
اپنے صاحبزادے کے نام مکتوب میں اشارہ کیا ہے۔ مجددی مکتوبات نے ہی مسلم
ہندوستان کی سیاسی تاریخ کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور مسلمانوں نے بازی ہارتے ہارتے
جیت لی وگرنہ مسلم ہندوستان جس عالم میں پہنچ چکا تھا وہ مسلمانوں کے لیے نزع کا عالم تھا

۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۶۵

اس 'عالم نزع' میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ جہانگیر کے ایک مشیر خان اعظم کے نام مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔

”اس نازک دور میں جبکہ ہمارا پلہ کمزور ہے اور ہم بازی ہار چکے ہیں۔ آپ کے وجود کو غنیمت سمجھتے ہیں اور سوائے تمہارے کوئی مرد میدان اس میدان میں ہمیں نظر نہیں آتا حق تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت کے طفیل آپ کا ناصر و مددگار ہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ ”تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکو دیوانہ نہ کہا جائے“ اس وقت وہ دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت و حمیت پر ہوتی ہے۔ آپ کی ہی فطرت میں نظر آتی ہے میں اس وجہ سے شکر ادا کرتا ہوں کہ آج وہ وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل کو بڑے ثواب کے بدلے میں بڑی مہربانی سے قبول فرماتا ہے۔ یہ زبانی جہاد جس کا موقع تمہیں آج میسر ہے بہت بڑا جہاد ہے اس کو غنیمت جانو اور زیادہ سے زیادہ جہاد کے طلب گار رہو۔ یہ زبانی جہاد تلوار کے جہاد سے افضل ہے ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس نعمت سے محروم ہیں ہم نے تم کو خزانے کا پتہ بتا دیا ہے اگر ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکا تو

شاید تم ہی اسکو پالو، ۵

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اصلاح حکومت کے لیے منصوبہ بندی:

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا ^{مطرح} نظریہ تھا کہ دور جہانگیری میں وہ برائیاں نہ پنپ سکیں جو عہد اکبری میں تھیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے جہانگیری کی تخت نشینی کے بعد بہت سی توقعات وابستہ کر لی تھیں انہیں یقین تھا کہ عہد اکبری اپنی تمام تر برائیوں کے ساتھ ختم ہو گیا تھا۔ اکبری وفات پر خود ہندوؤں کو ایک دھچکا لگا تھا۔ لہذا حضرت مجدد علیہ الرحمہ یہ چاہتے تھے کہ فوراً تبدیلیاں لائی جائیں اور ہندو جو کہ اکبر کے بعد سہمے ہوئے تھے مملکت پر ان کے اثر و رسوخ کو فوراً ختم کر دیا جائے اس قسم کے خیالات کا اظہار انہوں نے جہانگیر کے معتمد خاص اس کے بچپن کے اتالیق اور منصب چار ہزاری پر فائز شخصیت ”صدر جہاں“ کے نام ایک مکتوب میں یوں فرمایا:

”اب جبکہ سلطنت میں انقلاب رونما ہو گیا ہے اور اہل مذاہب کے عناد کی تیزی ختم ہو چکی ہے آئمہ اسلام، وزراء اور علماء کرام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری توجہ احکام شرعیہ کی ترویج پر لگا دیں اور اولین فرصت میں اسلام کے ان ارکان کو قائم کریں جو عہد ماضی میں منہدم کر دیے گئے تھے ہم بے کس اس معاملہ میں تاخیر توقف سے سخت بے

چین ہیں جبکہ بادشاہاں اسلام ہی میں سنت نبویہ کی ترویج
کا جذبہ نہ ہو اور ان کے مقربین بھی اس بارے میں کچھ نہ
کریں تو اسلام کے نام لیاؤں کے لئے کام کرنا بہت
دشوار ہو جائیگا“ ۹

جہانگیر کے ایک مقرب ”خان جہاں“ بھی تھے حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے
”خان جہاں“ کے نام مکتوب میں بھی اس موضوع پر بارہا اظہار خیال فرمایا ہے۔ حق گوئی
کے فریضہ کا احساس دلاتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

”حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو جس دولت عظمیٰ سے نوازا رکھا
ہے عام آدمی اس سے غافل ہیں بلکہ ممکن ہے کہ آپ کو خود
بھی اس کا احساس نہ ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت
جس کی سات پشتیں مسلمان چلی آرہی ہیں اہل سنت میں
سے ہے اور حنفی عقیدہ رکھتا ہے اگرچہ چند سال ہوئے کہ
قرب قیامت کے آثار کے پیش نظر بعض عالم لوگوں نے
خُبث باطن کی وجہ سے امراء سلاطین سے تعلقات بڑھائے
اور ان کی خوشامد کی اور دین متین میں شکوک و شبہات پیدا
کر دیئے اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اس لیے اب

جبکہ بادشاہ آپ کی بات سنتا اور مانتا ہے تو کتنا اچھا موقع اور کیسی نعمت ہے کہ صراحتاً یا اشارتاً موقع کی مناسبت سے کلمہ حق یعنی حضرات اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق اسلامی تعلیمات اس کے کان میں ڈالی جائیں اور اہل حق کی باتیں وہاں تک پہنچائی جائیں بلکہ ہمہ وقت اس کے متلاشی اور منتظر رہیں کہ مذہبی و دینی گفتگو کا کوئی موقع میسر آئے تاکہ اسلام کی حقانیت اور کفر اور کافروں کی خرابیاں دور کی جاسکیں اور ان کو جھوٹا ثابت کیا جاسکے“ ۱۰

لشکر شاہی میں تبلیغ کا ایک منظر

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تین سال تک لشکر شاہی میں رہے اور آپ کی مجاہدانہ تبلیغ وہاں بھی عروج پر رہی۔ رہائی کے بعد آپ جہانگیر کے دربار میں بعد عزت و احترام حق تعالیٰ کی طرف سے شریک کیے جاتے ہیں اور روزانہ بعد نماز مغرب بادشاہ سے خاص صحبت رہتی ہے۔ صاحبزادگان کے نام ایک مکتوب میں بادشاہ کے ساتھ ایک صحبت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

”یہاں کے حالات بہت اچھے اور شکر کے قابل ہیں عجیب و غریب صحبتیں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶

ساری گفتگوؤں میں دینی امور اور اسلامی اصول کے متعلق بال برابر کسی قسم کی نرمی یا سستی کا اظہار نہیں ہوا، وہی باتیں جو خاص مجلسوں اور خلوتوں میں بیان کی جاتی ہیں ان معرکوں میں حق تعالیٰ کی توفیق سے بیان ہو رہی ہیں اگر میں ایک مجلس کا بھی حال لکھوں تو اس کے لیے ایک دفتر چاہیے خصوصاً آج کی رات جو رمضان کی ۷ امارتِ پنجشنبہ کی بعثت عقل کی بیچارگی، آخرت، عذاب و ثواب پر ایمان لانے، حق تعالیٰ کے دیدار، خاتم الرسل ﷺ کی ختم نبوت اور ہر صدی کے مجدد اور خلفاء راشدین کی پیروی اور تراویح کے مسنون ہونے، تناخ کے باطل ہونے، جنات کے ذکر، ان کے عذاب و ثواب کے مسئلے اور اس قسم کی بہت سی باتوں کا ذکر رہا (بادشاہ نے) پوری توجہ سے سنا اس سلسلے میں اقطاب و ابدال و اوتاد اور ان کی خصوصیتوں کا بھی ذکر آیا، خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ (بادشاہ) ایک حال پر قائم رہے ان میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا، شاید ان واقعات اور ملاقاتوں میں حق تعالیٰ کی مصلحتیں اور اسرار پوشیدہ ہوں شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اس بات کی ہدایت فرمائی ہم اس راہ کو نہیں پاسکتے اگر حق تعالیٰ

راہ نہ دکھاتے۔ بلاشبہ ہمارے رب کے پیغمبر حق کے ساتھ

آئے۔ اے

مسعود ملت جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ اس مکتوب پر تبصرہ کر

تے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس مکتوب گرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ قلعہ گوالیار

میں نظر بندی اور قید رفاقت نے حضرت مجدد کو مجلس شاہی

میں حق کہنے سے باز نہ رکھا بلکہ بے باک بنا دیا ایک ایسے

جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا جو ظلم کر چکا ہو بلکہ جس کی

ستم رانیوں کا سلسلہ جاری ہو واقعی افضل الجہاد ہے حضرت

مجدد نہ صرف الف ثانی کے مجدد ہیں بلکہ الف ثانی کے مجاہد

بھی ہیں آپ سرگروہ احرار ہیں۔

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے

جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

آپ نے بادشاہ کے سامنے جن جن مسائل کو دہشتیں انداز

سے بیان فرمایا وہ یہی مسائل تھے جو دور اکبری میں ایسے

الجھ گئے تھے کہ سلجھائے نہ سلجھ سکے اور اس الجھن نے پوری

تقصا اور نا حول کو الجھاد یا تھا مجلس شاہی میں ان مسائل کا ذکر

خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بنیادیں ہل چکی تھیں ورنہ

تحصیل حاصل سے کیا فائدہ؟“

اقبال نے خوب کہا

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

۱۲

جہانگیر کے طرز عمل میں تبدیلی:

۱۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس ولولہ انگیز تحریک کا نتیجہ تھا کہ پورے معاشرے میں ایک

بار پھر انقلاب برپا ہو گیا اور خود جہانگیر آپ کی تحریک کا زبردست مدد و معاون بن گیا۔

۲۔ ایک وقت وہ تھا کہ اس نے حضرت مجدد کو خود سرفرار دے کر پس دیوار زندان کر دیا تھا

ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اور اس کا بیٹا شہزادہ خرم جو بعد میں شاہ جہاں کے نام سے موسوم

ہوا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ارادتمندوں کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔

۳۔ بادشاہ جہانگیر حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مہمان میں سے تھا یہاں تک کہ ایک لمحہ بھی

حضرت سے جدا نہیں ہوتا تھا شہزادہ خرم کو اس نے حضرت کے حلقہ مریدان میں شامل کیا

چنانچہ شاہجہان اور عالمگیر کے عہد تک سربراہان سلسلہ مجددیہ کے بیعت تھے۔

۴۔ جہانگیر کے عقائد میں اتنی تبدیلی آگئی کہ وہ اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دینے گیا تو وہاں کے مندر کو فوری طور پر گرانے کا حکم دے دیا۔

۵۔ اس نے ہندو تہذیب کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی کہ عوام الناس کو قرآن مجید کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔

۶۔ جہانگیر نے مسلمانوں کی ازسرنو تنظیم پر خصوصی توجہ دی اور مملکت کے اہم عہدوں میں انہیں دوبارہ نمایاں مقام دیا ورنہ پہلے کلیدی اسامیوں پر ہندو چھا چکے تھے اور مملکت کی پالیسی پر ان کا پورا اثر و نفوذ تھا۔

۷۔ تزکِ جہانگیری میں خود اس نے تذکرہ کیا ہے کہ اس نے ازسرنو مسلمان مجسٹریٹ اور جج مقرر کیے اور صدر الصدور کے عہدے کو ازسرنو بحال کیا

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو جب قید سے رہائی ملی اور بادشاہ نے لشکر شاہی کا ساتھ رہنے کے لیے کہا تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو چونکہ اپنے مقاصد عالیہ کی تکمیل کرنا تھی اس لیے صرف ہمرکابی کو ترجیح نہیں دی بلکہ چند شرائط کی منظوری کے بعد ساتھ رہنا پسند کیا وہ شرائط درج ذیل ہیں۔

۱۔ بادشاہ کو سجدہ تعظیسی بند کیا جائے

۲۔ بادشاہ اور اسکے حواری نماز کی پابندی کیا کریں

۳۔ ذبیحہ گاؤ پر پابندی کو ختم کیا جائے

۴۔ خلاف شریعت رسومات کو ختم کیا جائے

۵۔ جو قوانین شریعت سے متصادم ہوتے ہیں انہیں منسوخ

کیا جائے

۶۔ قاضی اور محتسب مقرر کیے جائیں

۷۔ جو مسجدیں مرمت طلب ہیں انکی مرمت کی جائے اور

جو منہدم ہو چکی ہیں انہیں از سر نو تعمیر کیا جائے۔ ۱۳

مذکورہ شرائط کو بادشاہ نے منظور کر لیا

۸۔ تزک جہانگیری سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم بخاری کو ایک قرآن

مجید کا نادر نسخہ عطا فرمایا اور سید محمد کو قرآن کا فارسی زبان میں ترجمہ کا حکم دیا اور ساتھ کہا کہ اس

ترجمہ کے مکمل ہونے کے بعد یہ اپنے فرزند سید جلال کے ہاتھ میرے پاس بھجوائے (تزک

جہانگیری ۲/۱۴۲)

جہانگیر کے اپنے الفاظ یوں ہیں:

”میں نے میر کو حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ سادہ اور

سلیس عبارت میں ایسا کرے کہ وہ تصنع اور تکلف سے

پاک ہو اور تفسیر اور شان نزول لکھنے کی بجائے قرآن کریم

کے الفاظ کا فارسی الفاظ میں ترجمہ کرے جس میں ایک لفظ

۱۳۔ مسلمانوں کا عروج و زوال سعید احمد اکبر آبادی صفحہ نمبر ۳۰۹-۳۱۰ ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۲

بھی تشریحی طور پر تحت اللفظ ترجمے سے زائد نہ چاہیے اور
اس ترجمے کے مکمل ہونے کے بعد یہ اپنے فرزند سید جلال
کے ہاتھ میرے پاس بھجوادے“ ۱۴

۹۔ راجور کے مقام پر جہاں سستی، ہندوؤں سے شادی، غربت کی وجہ سے بچیوں کو زندہ
درگور کرنے کی رسمیں جاری تھیں جہانگیر نے ان کو ختم کرنے کا حکم جاری کیا
تزک جہانگیری ۲/۲۳۸۔ (۱۰۲۹ھ) میں خود جہانگیر بیان کرتا ہے:
”یہاں کے لوگ قدیم زمانے میں ہندو تھے اور یہاں کے
زمیندار کو راجا جاکتے تھے۔ سلطان فیروز نے یہاں کے
لوگوں کو مسلمان کیا لیکن اس کے باوجود یہاں کے زمیندار
اپنے آپ کو راجا کہلاتے ہیں اب بھی زمانہ جاہلیت کی
رسمیں ان میں جاری ہیں ان میں سے یہ ہے کہ جس طرح
ہندوؤں کی عورتیں اپنے شوہر کے ساتھ سستی ہوتی ہیں یہاں
کی عورتوں کو بھی زندہ شوہروں کی قبر میں دفن کر دیتے ہیں
۔ سننے میں آیا ہے کہ ان ہی دنوں ایک بارہ سالہ لڑکی کو اسکے
شوہر کے ساتھ جو اس کا ہم عہد تھا زندہ قبر میں دفن کر دیا گیا
اسکے علاوہ ان کے یہاں یہ بھی رسم ہے کہ بعض غریب لوگ

جب ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اسے گلا گھونٹ کر مار ڈالتے ہیں ہندوؤں سے رشتہ داریاں کرتے ہیں ان کو لڑکیاں دیتے اور ان کی لڑکیاں لیتے ہیں“

”میں نے فرمان جاری کیا کہ آئندہ ان رسوم و رواج پر عمل نہ کیا جائے اور جو کوئی بھی ان بدعتوں کا مرتکب ہو اسکو سزا دی جائے“

(جمعہ ۲۲ شعبان ۱۰۱۸ھ) جہانگیر تزک جہانگیری میں خود لکھتا ہے کہ:

”میں نے حکم دیا ہے کہ بھنگ اور شراب جو تمام مفسد کی جڑیں ہیں بازاروں میں فروخت نہ کی جائیں اور تمام جوئے خانے بند کر دیے جائیں میں نے اس پر عمل کرنے کی سخت تاکید کی“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات:

تزک جہانگیری میں ۲/۱۱۴۰ میں جہانگیر سے حضرت شیخ کی ملاقات، اخبار الاخیار کی تعریف اور حضرت شیخ سے جہانگیر متاثر نظر آتا ہے۔ وہ خود شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتا ہے:

”وہ اہل علم و فضل اور ارباب سعادت میں سے ہیں قابل قدر انسان ہیں ان کی ملاقات لطف سے خالی نہیں۔ میں“

نے ان کو گونا گوں الطاف و عنایات سے دل جوئی کر کے
رخصت کیا“

مشائخ کی قدردانی: جہانگیر تزک جہانگیری میں لکھتا ہے کہ

☆ ”باوجود اسکے کہ میں گجرات کے مشائخ کو کئی مرتبہ انعام و اکرام دے چکا تھا میں نے پھر ایک مرتبہ ہر ایک کو اسکی حیثیت کے مطابق نقد و جنس سے نواز کر رخصت کی اجازت دی۔

رہنمائی کے لئے عالم دین کا تقریر:-

☆ تزک ۱۲/۲۳ جہانگیر شرعی مسائل میں راہنمائی کے لئے ایک عالم دین کو مقرر کرنے کا حکم دیتا ہے جس کی تائید امام ربانی کے مکتوبات سے ہوتی ہے۔ مکتوب بنام شیخ فرید بخاری:

”ثبتکم اللہ سبحانہ علی آباکم سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام (جہانگیر) نے مسلمانی کی نیک فطرت پر ہونے کی وجہ سے جو کہ وہ اپنی ذات میں رکھتا ہے آپ سے فرمایا ہے کہ دیندار علماء میں سے چار شخص مہیا کریں جو کہ دربار شاہی میں حاضر رہ کر شرعی مسائل بیان کیا کریں تاکہ بادشاہ سے خلاف شرع امر واقع نہ ہو الحمد للہ سبحانہ علی ذالک مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کونسی خوشی ہوگی اور

ماتم زدوں کو اس سے بہتر اور کونسی خوشخبری ہوگی۔“ ۱۶۔
 جہانگیر قلعہ کانگرہ کے معائنے کے لیے گیا تو علماء و فضلاء ہم رکاب تھے۔
 حضرت مجدد علیہ الرحمہ بھی ساتھ تھے یہاں پہنچ کر جہانگیر نے ان تمام وعدوں کو پورا کر دیا
 جو بقول صاحب مجمع الاولیاء حضرت مجدد سے کیے تھے۔ ۱۷۔
 خود جہانگیر کی زبانی سنئے:

”۲۲ ماہ شعبان کو قلعہ کی سیر کی طرف متوجہ ہوتے وقت
 قاضی اور میر عدل کو جو میرے ہم رکاب تھے حکم دیا کہ قلعے
 میں داخل ہونے میں جس اسلامی اور شرعی امور کو بجالانا
 ضروری سمجھیں بجالائیں۔ قلعے تک پہنچنے کے لیے ایک کوس
 پہاڑ کی چڑھائی طے کرنے کے بعد جب اندر داخل ہوا تو
 بتوفیق ایزدی اذان دلوا کر نماز اور خطبہ پڑھوایا اور اپنے
 سامنے گائے ذبح کرائی“

ان امور میں سے ایک پر بھی آج تک اس قلعے میں عمل
 نہیں ہوا تھا میں اس توفیق ایزدی کے لیے جو کسی بھی بادشاہ
 کو اس سے قبل نصیب نہیں ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
 سجدہ شکرانہ بجالا کر اس قلعے کے اندر ایک عالی شان مسجد تعمیر

کیے جانے کا حکم دیا۔ ۱۸

پانچ سالہ زفاقت نے جہانگیر کے رویے اور مزاج کو بدل کر رکھ دیا۔ حضرت مجدد کے صاحبزادگان کے ایک مخلص ارادت مند علی اکبر حسینی نے اپنی تالیف ”مجمع الاولیاء میں“ ایک واقعہ ذکر کیا جو اس کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”قدوة السلاطین العظام ابوالمظفر محمد جہانگیر بادشاہ

انار اللہ برہانہ کشمیر سے لوٹتے وقت مرض میں مبتلا ہو گیا

(مقربین نے) کہا کہ اب اللہ والوں کو دکھانا چاہیے

بادشاہ نے محل کے اندر طلب فرمایا اور دعائے صحت کی التجاء

کی آپ نے فرمایا کہ دعا کے لیے حاضر ہوں لیکن آپ

وعدہ فرمائیں کہ اسلام اور شعائر اسلام کی آپ اشاعت

کریں گے بادشاہ نے فرمایا ”گفتن از شما است و کردن از ما

است“ فرمانا آپ کا کام ہے اور عمل کرنا ہمارا کام ہے۔

اسکے بعد آپ اٹھے اور اپنی مثال مبارک بچھا کر دوگانہ ادا

کیا دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور خضوع و خشوع کے ساتھ

دعا فرمائی آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور اسی رات بادشاہ کا

مرض رفع ہو گیا۔

جب سرہند قریب آیا تو فرمایا شیخ جیو چونکہ تمہاری دعا سے
صحت پائی ہے کل تمہارے لنگر خانے سے پرہیز توڑ دین
گے“ ۱۹

ترویج شریعت کے اعتبار سے جہانگیر کے دور کو عبوری دور کہہ سکتے ہیں جس کی
بنیاد اکبر بادشاہ نے رکھی تھی اور انقلاب نو کی تکمیل شاہجہان اور اورنگزیب کے دور میں
ہوئی

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی نے حضرت مجدد
قدس سرہ العزیز کی اصلاحی اور تبلیغی کاوشوں کے ثمرات کا یوں ذکر کیا ہے:
”جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ
مجدد الف ثانی رحمہ اللہ میدان میں آئے آپ کی مسلسل
کوششوں سے تحریک احیاء دین کا آغاز ہوا چنانچہ اس
انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی
گئیں وہ اکبر، جہانگیر، شاہجہان اور اورنگزیب عالمگیر کے
درباروں کی بدلتی ہوئی فضاؤں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔
اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں آزاد خیالی اور الحاد کا نقطہ

۱۹۔ اکبر کنی ۱۵۵۵ء۔ مجمع الاولیاء، مجمع فیض ۱۹۴۳ء، مکتوبہ (بیچ الاول) ۱۰۴۳ء، مخطوطہ انڈیا

آفس لائبریری القرآن نمبر ۴۵، ورق ۴۴۶) بحوالہ سیرت امام ربانی (ص ۲۳۹-۲۴۰)

عروج تھا، جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہجہاں اگرچہ ایک پارسا سنی تھا اور دربار میں کسی قسم کی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا اور انگریز عالمگیر سنیوں کا نشان فتح و ظفر تھا“ ۲۰

20-H.Qureshi: A History of Freedom Movement .

Karachi:1957-P-20

مآخذ و مراجع:

- ۱۔ مغل رول انڈیا۔ ایڈورڈز ص ۶۲
- ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۶۵، مطبوعہ کوئٹہ
- ۳۔ مکتوبات ج ۳، ص ۶۳
- ۴۔ سر رام شرما: دی ریجنس پولیس آف دی مغل ایمپائرز ص ۷۳
(مغل حکمرانوں کی مذہبی پالیسی)
- ۵۔ مکتوبات ج ۲، مکتوب نمبر ۶۸، ۹۲
- ۶۔ مکتوبات، دفتر اول مکتوب نمبر ۶۵
- ۷۔ ایضاً
- ۸۔ مکتوبات دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۹۵
- ۹۔ مکتوبات دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷
- ۱۰۔ مکتوبات ج ۳، مکتوب نمبر ۴۳
- ۱۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: سیرت امام ربانی ص ۲۴۱-۲۴۲
مطبوعہ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی
- ۱۲۔ سعید احمد اکبر آبادی
- مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۳۱۰، ۳۰۹ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۶۲
- ۱۳۔ جہانگیر: تو زک جہانگیری مترجم اعجاز الحق قدوسی
مطبوعہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲۔ کلب روڈ لاہور

۱۴۔ توزک جہانگیری ۳۴/۲

۱۵۔ توزک جہانگیری ۲۳۸/۲

۱۶۔ توزک جہانگیری ۱۴۰/۲

۱۷۔ توزک جہانگیری ۲۳/۲

۱۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب نمبر ۵۳

۱۹۔ سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۴۶

۲۰۔ توزک جہانگیری، ص ۶۹۶ مطبوعہ لکھنؤ

۲۱۔ علی اکبر حسینی: مجمع الاولیاء۔ ورق ۲۲۲

مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن نمبر ۱۴۵

22 -H.Qureshi: A History of Freedom Movement

. Karachi:1957-P-20

حضرت مجدد کے خسر

شیخ سلطان تھانیسری کی

جلا وطنی اور شہادت

حضرت مجدد کے خسر شیخ سلطان تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت

پروفیسر محمد اقبال مجددی

صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

حاجی سلطان تھانیسری کے حالات اور ان کی شہادت کے واقعات بیان کرنے سے قبل چند امور کا تذکرہ لازم ہے اول یہ کہ ان کا مستقر تھانیسر، دوم مہا بھارت، سوم ذبیحہ گاؤ کا مسئلہ۔

شہر تھانیسر کرنال ڈسٹرکٹ کا ایک معروف علاقہ ہے، جو ابتداء میں ہندوؤں کا صدر مقام تھا، سلطان محمود غزنوی نے اپنے ہندوستان پر حملوں کے دوران اس علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا، ابوریحان البیرونی نے اس شہر کا ذکر کیا ہے اور اس کا نام تانیشر لکھا ہے اور اسے قنوج اور متھرا کے درمیان اٹھائیس فرسخ کے فاصلہ پر بتایا ہے ۱۔

تھانیسر، ہندوؤں کی قدیم ترین زیارت گاہ ہے سارے ہندوستان سے ہندو اس مقام پر آتے اور یا ترا کرتے ہیں ۲، ہندو روایت کے مطابق ہستنا پور میں بھرت نام کا ایک راجہ تھا اس کی نسل سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو راجہ کور کے نام سے مشہور ہوا اس نے جو شہر بسایا وہ اس کے نام پر کورو کشیتر (Kurukshetrs) مشہور ہوا اور پھر

۱۔ البیرونی، ابوریحان: کتاب الہند ۱/۲۶۴، فہرست دیہات تحصیل کرنال ۲۳۲

Ency. of Sikhism 4/349-50-۲.

کثرت استعمال سے تھانیسر بن گیا، یہاں کے ہندو راجاؤں کی آپس کی جنگوں کے سمجھنے کے لئے راجہ ارجن کی تیسری نسل کے ایک راجہ نے ان جنگوں میں شریک ایک پنڈت بیاس سے ان واقعات کو لکھوایا جو ایک کتاب مہا بھارت کی شکل میں تیار ہو گئی، یہ کتاب تھانیسر کے قریب دریائے سرسوتی کے کنارے تکمیل کو پہنچی۔

گویا تھانیسر ہندومت کے احیاء کا بہت بڑا مرکز تھا، یہ دارالکفر تھا وہاں کے کرکھیت تالاب میں کوروں اور پانڈوں کی مشہور لڑائی ہوئی تھی جو کتاب مہا بھارت کا مرکز خیال ہے، یہ شہر ہندوؤں کا سب سے بڑا ہی مرکز ہے جس طرح مسلمان مکہ مکرمہ کو اپنا مذہبی مرکز تصور کرتے ہیں اس طرح ہندو اپنے زیارت گاہ کے طور پر چاہتے ہیں۔

ہندوؤں کی مشہور از میہ کتاب مہا بھارت یہیں پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔ یہ کتاب اٹھارہ حصوں میں ایک لاکھ اشلوک پر مشتمل ہے ہر حصہ کا نام پر ہے، پنڈت بیاس جو

اس میں مندرجہ واقعات کا راوی ہے اور برہما کا بیٹا بنا یک اس کا کاتب ہے ۳ بعض کی رائے ہے کہ یہ واقعات چار ہزار سال پہلے پیش آئے تھے اور بعض

اصحاب کا خیال ہے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کے وقائع اس میں درج ہیں، ہندو اس کتاب کا مطالعہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں اور اسے مسلمانوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں ۴

اکبر بادشاہ نے اپنی صلح کلی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ہندوؤں کی بہت سی رسمیں اپنائیں اور پھر ان کے ساتھ مزید ہم آہنگی کا اظہار کرنے کے لئے اس نے

۴۔ بدایونی، عبدالقادر: منتخب التواریخ ۲/۲۲۳

۳۔ کتاب الہند ۱/۱۷۷

ہندومت میں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا ان کی کئی مذہبی کتابوں کے فارسی میں تراجم کروائے جن میں سنگھاسن بتیس (۱۵۷۲/۹۸۲ء)، اتھربن (۱۵۷۵/۹۸۳ء)، راماین (۱۵۸۲/۹۹۲ء)، بحر الاسرار (۱۵۹۲/۱۰۰۳ء) اور کرشن کے حالات میں ایک رسالہ ہر ہنس کا بھی فارسی میں ترجمہ کروایا ۵

ان میں سب سے بڑی اور مفصل کتاب مہا بھارت ہے، جس کے ترجمہ کا آغاز ۹۹۰ھ کو ہوا اور پانچ سال کی محنت کے بعد ۹۹۵ھ کو مکمل ہو گیا۔ یہ ترجمہ جن علماء نے کیا ان کے نام یہ ہیں۔

نقیب خان، عبدالقادر بدایونی، ملا شیری لاہوری، ابوالفیض فیضی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خسر حاجی سلطان تھانیسری

مسلمانان ہند و مزاج نے اکبر بادشاہ کو یہ باور کروایا کہ ہندوؤں کی کتابیں جنہیں ان کے عبادت گزار دانشوروں نے لکھا وہ سب کی سب حقیقی اور نص قاطع ہیں، اسے یہ باور کروایا گیا کہ ان کتابوں کی اشاعت دین اور دنیاوی سعادت کا موجب اور شان و شوکت کے بقا اور اولاد و اموال کی کثرت کا باعث بھی ہوگی، چنانچہ اس نے ہندو اہل علم کو جمع کیا اور انہیں مسلمان علماء کے ساتھ شریک ”تعبیر“ کیا۔ بادشاہ خود چند راتوں تک نقیب خان کی مدد سے مہا بھارت کے مضامین سمجھتا رہا اور اس کے مطالب کو فارسی میں لکھواتا رہا۔ جب مہا بھارت کا ترجمہ مکمل ہو گیا تو خود اکبر نے اس ترجمہ کا نام

۵۔ صباح الدین عبدالرحمن: بزم تیموریہ ۱۰۷۱-۱۱۸ (آئین اکبری ۱۱۰۱-۱۱۳ مع تعلیقات بلوخیان)

”رزم نامہ“ رکھا۔ اسے درباری مصوروں سے مصور کروایا، پھر اکبر بادشاہ کی طرف سے امرائے دربار کو حکم ہوا کہ مہابھارت کے اس ترجمہ پر ہاتھ رکھ کر برکت حاصل کریں، وہ شیخ ابوالفضل جس نے اس سے پہلے آیت الکرسی کی تفسیر لکھی تھی اب اتنا گر گیا کہ اس نے اس ترجمہ مہابھارت پر دو جز کا مقدمہ لکھا جو معاصر مورخ اور خود اس ترجمہ میں شریک

مترجم عبدالقادر بدایونی کی نظر میں ”کفریات و حشویات“ کا مجموعہ ہے۔ ۷

اس مقدمہ میں ابوالفضل نے علمائے حق کے لئے تقلید پرست، منتسبان کیش

احمدی، پیروان کیش احمدی، گرفتار زندان تقلید اور سادہ لوحان تقلید پرست جیسے القاب

لکھے ہیں، اسی مقدمہ میں اکبر کو ابوالفضل نے ”خلیفۃ اللہ“ بھی لکھا ہے۔ ۸ جس

سے اس عہد کے مجاہد مورخ عبدالقادر بدایونی کے اس بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اکبر

بادشاہ کے مریدین یہ کلمہ پڑھتے تھے: لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ۹

اس کلمہ کا مطلب بہت واضح ہے کہ اکبر بادشاہ کا اعتقاد تھا کہ اس کا اللہ تعالیٰ

کے ساتھ براہ راست تعلق ہے اور خدا کے درمیان نبی آخر الزماں کا واسطہ ضروری نہیں۔

مہابھارت کے مقدمہ میں ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کو ”خلاصہ آفرینش“ بھی

لکھا ۱۰ تمام مکاتیب فکر اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سوا کوئی دوسرا انسان ”خلاصہ آفرینش“ نہیں کہلا سکتا، گویا ابوالفضل نے اکبر کو یہ

۶۔ منتخب التواریخ ۱۲/۲۲۳ ۷۔ ابوالفضل نے علمائے حق کے لئے یہ القاب مہابھارت کے مقدمہ اور

آئین اکبری میں جا بجا لکھے ہیں ۸۔ مہابھارت ۹۔ منتخب التواریخ ۱۰۔ مہابھارت، مقدمہ ۳۶

منصب دے کر اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلہ بنا دیا ہے۔ اسی ابوالفضل نے جو
علامی بھی تھا اکبر بادشاہ کو مندرجہ ذیل صفات سے اس مقدمہ میں متصف کیا ہے:

”آن سلطان عادل و برہان کامل دلیل قاطع خدادانی و

حجت ساطع رحمت روحانی قافلہ سالار حقیقی و مجازی“ ۱۱

اسکے علاوہ اس نے اکبر کو:

”پیشوائے خدا شناسان و مقتدای ہدیٰ اساسان“

”قبلہ خدا آگاہان“ پردہ بہ انداز اسرار غیبی“ ۱۲

”چہرہ کشای صورت لاریبی“، قاسم ارزاق بندگان الہی“

ہادی علی الطلاق و مہدی باستحقاق ۱۳ کے القاب سے بھی پکارتا ہے۔ جس سے

صاف ظاہر ہے کہ اس عہد کے درباری مورخ ابوالفضل نے اُسے باقاعدہ مہدی موعود
بنادیا تھا۔

بہر حال ہم کہاں تک اس مقدمہ کی کفریات و حشویات بیان کریں اس نے اپنی

مرتبہ فصیح و بلیغ درباری تاریخ اکبر نامہ میں جس طرح اکبر کو امی محض بنایا ہے وہ دراصل یہ
ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اکبر انبیائے کرام کی طرح ”امی“ تھا اور وہ ان تمام
صفات کا حامل ہے جو انبیا کی ہوتی ہیں۔

یہ تھا اکبر کے دربار کی رواداری اور صلح کلی کا ایک منظر جس میں اسلام اور

مسلمانوں کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا

حاجی سلطان تھانیسری کی زندگی اور شہادت کا پس منظر سمجھنے کیلئے ایک اور مسئلہ سے آگاہ ہونا بھی لازم ہے اور وہ ہے ذبح گائے کا مسئلہ۔

ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق گائے ایک مقدس جانور ہے ہندوؤں کے اوتار نے اس کا روپ دھارا تھا ہندوستانی معاشرت میں ”گائے درشن اور گاؤ ماتا“ مشہور ہے، اول تو ہندو گوشت کھاتے ہی نہیں ہیں دوسرے گائے کا گوشت تو ان کے مذہب میں حرام ہے جبکہ مسلمان گائے ذبح کرنا اور اس کی قربانی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ذبح گاو کا مسئلہ متنازعہ رہا ہے۔ اور اس مسئلہ پر ان دونوں قوموں کے مابین اختلاف اور فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

اکبر بادشاہ سے پہلے مسلمان سلاطین ہند باقاعدہ گائے ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت کھاتے تھے لیکن اکبر نے اپنی صلح گل کی روش پر عمل کرتے ہوئے اپنے اٹھائیسویں سال جلوس (۹۹۱ھ / ۱۵۸۳ء) کو باقاعدہ ایک حکم کے ذریعہ جانوروں کے ذبح کرنے پر پابندی عائد کر دی۔ یہ حکم بھی ہندوؤں کی خاطر نافذ کیا گیا اکبر خود ہندوؤں کے زیر اثر گوشت خوری سے بہت پرہیز کرنے لگا تھا۔ خاص دن مقرر کر دیئے گئے کہ جو مسلمان ان دنوں میں ذبح کرتا اُسے جرمانہ کیا جاتا اور اس کا گھرتاہ کر دیا جاتا تھا۔ ۱۴ اور پھر (۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء) کو یہ حکم جاری ہوا اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا منع

کر دیا گیا جس کا پیشہ ذبح کرنا ہوا اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے تھے ۱۵
 گویا اس طرح مسلمان اپنے مذہبی شعار یعنی ذبح گاؤ اور قربانی گاؤ سے محروم
 کر دیئے گئے۔ اب اس پس منظر میں اس عہد کے عالم باعمل حضرت حاجی سلطان
 تھائیری کے حالات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

حاجی سلطان تھائیری کا تعلق اُس تھائیر سے تھا جو ہندومت کے احیاء کا مرکز
 تھا ان کے سامنے ہندو سارے مذہبی رسم و رواج کرتے تھے اور ہندو احیاء کی تمام تحریکیں
 یہیں سے جنم لیتی اور پروان چڑھتی رہیں۔ موصوف اس وقت کے مروجہ اسلامی علوم پر
 عبور حاصل کرنے کے ساتھ سنسکرت و ہندی میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، انہوں نے
 حج بھی کیا تھا، چونکہ ہندی اور ہندوؤں کے علوم کے بھی عالم تھے اس لئے تلاش روزگار
 میں جب اکبر بادشاہ کا قرب حاصل ہوا تو انہیں اس وقت کے زیر نظر کام یعنی مہا بھارت
 کے ترجمہ فارسی پر مامور کیا گیا، ہم اس سے قبل ان علماء کے نام لکھ چکے ہیں جو اس ترجمہ
 میں مصروف کار رہے تھے ان حضرات نے اس مشکل اور دقیق کتاب کا ترجمہ نہیں ہو رہا
 تھا چنانچہ حاجی سلطان تھائیری کی طرف رجوع کیا گیا تو آپ نے ان علماء کے
 ادھورے کام کی تکمیل کی اور اسے چار سال کی محنت کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

معاصر مورخ بدایونی گواہ ہیں کہ جب اس ترجمہ کے دوران ان سے ان کی
 مصروفیت کے بارے میں کسی نے پوچھا تو آپ نے اس کام سے نفرت کا اظہار کرتے

ہوئے فرمایا:

”دس ہزار سال پرانی خرافات کو مروجہ زبان فارسی میں منتقل

کر رہا ہوں“ ۱۶

حاجی سلطان اپنے مستقر تھانیسری میں رہتے ہوئے باقاعدہ گائے ذبح کرتے تھے جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی اکبر ذبیحہ پر پابندی لگا چکا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ذبح کرتے تھے۔ تھانیسری کے ہندوؤں نے اکبر سے شکایت کی تو اس نے انہیں سندھ کے علاقہ بھکر کی طرف جلاوطن کر دیا (۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء) کو اکبر نے مرزا عبدالرحیم خان خاناں نے سندھ فتح کر لیا تھا اور وہاں خان خاناں کی عمل داری تھی جب یہ بد حالی میں بھکر پہنچے تو مرزا نے ان کا دکھ دور کرنے کے لئے ان کا استقبال کیا اور وعدہ کر لیا کہ میں آپ کو اکبر سے معافی دلوا دوں گا، جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ مذکورہ سنہ میں اکبر ذبیحہ پر اس قدر سختی سے پابندی کر رہا تھا کہ اس فریضہ (قربانی گاؤں) پر عمل کرنے والوں کے ہاتھ کٹوا دیتا تھا لیکن اس کے باوجود خان خاناں نے ان کے علمی تبحر کے باعث ان کے لئے معافی کی درخواست کی اور ابوالفضل کو اکبر نے حکم دیا کہ انہیں ان کے علاقہ تھانیسری کا کروڑی بنا دو، چنانچہ آپ منتخب التواریخ کی تالیف (۱۰۰۲ھ/۱۵۹۵ء) تک اسی خدمت میں مامور رہے۔ ۱۷

کروڑی ایک عہدہ ہے جو خالصہ (وہ زمین جو براہ راست بادشاہ کے کنٹرول

میں ہو) کی زمین سے ایک کروڑ (دس ملین ڈیم) کا خراج وصول کرنے کا ذمہ دار ہو کر وڑی کہلاتا تھا۔

حاجی سلطان تھانیر مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری سے بھی ملنے گئے تھے ان کے ابتداء میں ابوالفضل اور عبدالقادر بدایونی سے اچھے مراسم تھے، اکبر سے قرب کے باوجود وہ اکبر کی مذہبی پالیسی اور صلح کلی سے متاثر نہ ہوئے بلکہ اس کے مخالف رہے، ہمارا قیاس ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ان کی دختر سے نکاح ہوا تو انہوں نے ہی اکبر اور اس کے مریدین و مسلمانان ہند و مزاج کے عقائد سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو براہ راست آگاہ کیا ہوگا۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حاجی سلطان تھانیر گائے ذبح کرنے کے جرم میں معافی ملنے کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی سے باز نہ آئے اور اس پر برابر عمل کرتے رہے اور تھانیر کے ہندو اس کا برامانتے رہے۔ یہاں تک اکبر لاہور میں طویل قیام کے بعد ۱۵۹۸ء کو جب براستہ تھانیر واپس جا رہا تھا تو تھانیر میں رکا جہاں کے ہندوؤں نے ان کے خلاف شکایت کی۔ اکبر چونکہ ذبح گاؤ کے سلسلہ میں نہایت سخت رویہ رکھتا تھا برداشت نہ کر سکا اور وہیں تھانیر میں ہی انہیں پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا۔ درباری مورخ ابوالفضل نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

(سال جلوس ۴۳ ... ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء) دریں روز شیخ

سلطان را از حلق کشیدند، در گروہ دارن می زیست آرزوی

عمل گذاری او را کا لیوہ ساخت، تھانیر (کہ بنگاہ

اوبود) بد و سپردند از بد مستی دنیا کہن کینہارا تازہ بر ساخت

، و بجان گزائی نیکوان بر خاست چون داد خدا را بدارا شہر

گذارہ شد و نختی ستمگاری او در خاطر نشین گشت۔ ۱۸

یہی بات اقبال نامہ جہانگیری میں بھی درج ہے کہ (ہندوؤں) کی کثیر

تعداد نے بادشاہ کی آمد کا سن کر حاجی سلطان کے ظلم کی داستانیں بیان کیں جس کے نتیجے

میں اکبر نے انہیں پھانسی کی سزا دی ۱۹

یہاں ان دونوں مورخین نے حقیقت حال کو بادشاہ وقت سے ڈرتے ہوئے

چھپانے کی کوشش کی ہے کہ حاجی سلطان عوام پر ظلم کرتے تھے جن کی انہیں سزا دی گئی ہے

جبکہ وہ بقول معاصر مورخ ایک عالم و پرہیزگار تھے، ابوالفضل کے الفاظ ”کہن کین ہا را

تازہ ساخت“ کو بدایونی کے بیان سے تقابل کیا جائے تو اس نتیجے پر پہنچنا دشوار نہیں رہ

جاتا کہ یہ وہی پرانا ذبح گاو والا قافیہ تھا جس پر آپ نے دوبارہ عمل کیا، بدایونی کے الفاظ

ہیں:

بہ سبب جریمہ گاؤ کشی یہ سقایت ہندوان آں پر گنہ او را حکم

بہ اخراج بہ جانب بکر فرمودند۔ ۲۰

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ حضرت حاجی

۱۸۔ ابوالفضل: اکبر نامہ، طبع کلکتہ ۱۸۸۶ء، ۷۳۸/۳۔ ۱۹۔ معتمد خان: اقبال نامہ جہانگیری ۲۵۹/۲

۲۰۔ منتخب التواریخ ۸۰/۳

سلطان تھائیری کے اس دردناک انجام سے یقیناً بہت افسردہ ہوئے تھے اس کے لیے اسباب تھے:

- ☆ ظاہری سبب تو یہی تھا کہ حاجی صاحب آپ کے خسر تھے۔
- ☆ دوسرا سبب یہ کہ آپ فریضہء اسلام (ذبح گاؤ) کے جرم میں مسلمانوں کی حکومت کے دوران انہیں اس کی سزا موت کی صورت میں دی گئی۔
- ☆ تیسرا سبب بھی ظاہری ہی ہے کہ آپ کی زوجہ محترمہ جو حاجی صاحب کی صاحبزادی تھیں اور آپ کے فرزند ان گرامی جن کے آپ نانائے بزرگوار تھے، صدمہ سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات سے عیاں ہوتا ہے کہ حاجی سلطان تھائیری کو جو سزا ذبح گاؤ کی دی گئی وہ باغی کی سزا کی مانند تھی یعنی ان کی تمام جائیداد ضبط کر دی گئی ان کے دو فرزند تھے جو عرصہ دراز تک بے حال رہے یہاں تک کہ اکبر کی وفات کے بعد حالات میں تبدیلی آئی، جہانگیر تخت نشین ہوا تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جہانگیر کے ایک مقرب خواجہ جہاں (دوست محمد کابلی) کو ایک خط لکھ کر حاجی صاحب کے ان دونوں فرزندوں کی ”امداد و اعانت“ کرنے کی سفارش کی۔ ۲۱

اس کے بعد اس عہد کے سب سے زیادہ موثر منصب دار مرزا عبدالرحیم خان خانا کو ان کی حاجی سلطان پر سابقہ عنایات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے ایک فرزند

میاں شیخ احمد کی سفارش کی ہے کہ انہیں آپ ہی کی وساطت سے پراگندہ دور میں ملازمت ملی تھی ۲۲ آپ کے برجستہ الفاظ ملاحظہ کیجئے:

میاں شیخ احمد ولد اعز مغفرت پناہی سلطان تھانیسری است

ملاحظہ الطاف و احسانہای شمار نسبت بہ پور بزرگوار او بودہ

نمودہ بخدمت عالیہ بتوسل این فقیر خود را رسانیدہ است

حاجی سلطان تھانیسری کے ایک بھائی شیخ زکریا تھے ۲۳، حضرت مجدد

الف ثانی نے اپنے مکاتیب میں ان کا بھی کئی بار ذکر کیا ہے اور ان کی امداد کی سفارش

کی ہے ۲۴ جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ حاجی سلطان کی سزائے موت کے بعد ان

کی ساری جائیداد ضبط کر لی تھی، یہی اصول تھا حکومت مغلیہ کا خود جہانگیر نے جب

آپ کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں گرفتار کیا تو آپ کی حویلی، دیگر املاک اور کتابیں

تک ضبط کر لیں تھیں جن کا ذکر آپ نے خود اپنے آخری مکاتیب میں فرمایا ہے۔

حاجی سلطان تھانیسری کی صاحبزادی سے حضرت مجدد الف ثانی کا عقد

مسنون ہوا تھا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ آگرہ جا کر مقیم ہو گئے تھے اور آپ

کے والد بزرگوار مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکے تھے

اور پیرانہ سالی کے باوجود آپ سے ملاقات کے لئے طویل سفر کر کے آگرہ تشریف

۲۲۔ ایضاً ۱۱۸/۲۱۴/۱ ۲۳۔ بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۱۲ ۲۴۔ مکتوبات

۹/۲۳ ، ۲۲/۵۰ ، ۵۴/۷۲ ، ۹۱/۹۸/۱

لے گئے اور آپ کو اپنے ساتھ واپس سرہند لے آئے تھے ۲۵

جب راستہ میں تھامیر پہنچے تو روضہ القیومہ کی روایت کے مطابق خود نبی کریم ﷺ نے تین بار حاجی سلطان تھامیری کو خواب میں تشریف لا کر حکم دیا کہ تم اپنی بیٹی کا عقد شیخ احمد سے کر دو، چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کے والد گرامی جو اس وقت ساتھ ہی تھے درخواست کی گئی اور اس خواب مبارک کا تذکرہ بھی کیا گیا تو انہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوا اور نکاح کے بعد آپ اپنی بہو کو لے کر سرہند شریف آئے ۲۶

حاجی سلطان کی یہ دختر نیک اختر بہت ہی عبادت گزار اور تقویٰ شعار تھیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لطن مبارک سے آپ کو جو اولاد عطا کی وہ مادرزاد اولیاء میں شمار ہوئی۔

اس مبارک شادی کا سنہ تذکروں میں مرقوم نہیں لیکن قیاس ہے کہ یہ عقد مسنون (۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء) کو ہوا ہو گا وہ اس طرح کہ حضرت مجدد الف ثانی کے سب سے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کی ولادت ۱۰۰۰ھ کو ہوئی ۲۷ اس سے پہلے کی اولاد کے تولد ہونے کا ذکر نہیں ملتا اس لئے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ شادی اس ولادت سے تقریباً ایک سال قبل ۹۹۹ھ کو ہوئی۔

اس خاتون عفت مآب نے طویل عمر پائی اور ۱۰۵۰ھ (۱۶۳۱ء) کو وصال ہوا، خود خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ اپنی والدہ محترمہ کے وصال کی اطلاع دیتے

ہوئے اپنے خلیفہء نامدار خواجہ محمد حنیف کابلی کو لکھتے ہیں:

شب دوشنبہ ہفتم ماہِ حال کہ ماہِ ذی الحج سنہ یک ہزار و پنجاہ
ہجری است حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جیو سفر آخرت
گزیدند و پسماندگان را جگر کباب و دیدہ پر آب
گذاشتند و جو دشریف شان وسیلہٴ سعادت کونین و دریچہ
رضامندی رب المشرقین بود کہ الحال از کسب آں ازاں

راہ حرمان دست دادہ است ۲۸

یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے وصال (۱۰۳۳ھ) سے صرف سولہ سال بعد

آپ کی زوجہ محترمہ نے دنیا کو خیر باد کہا۔

وحدۃ الشہود
گرہ کشائے
وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وحدة الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

اسلامی عقائد میں توحید ایک بنیادی عقیدہ ہے جب کسی عارف کے دل پر انوار الہی کی کثرت ہوتی جاتی ہے اس عارف کی آنکھوں سے حجابات اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ ایک مقام پر عارف اس حیثیت کو پالیتا ہے۔

مَا رَأَيْتَ شَيْئاً اِلَّا رَأَيْتَ اللّٰهَ بَعْدَہ

میں نے جو شے بھی دیکھی اس کے بعد میں نے خدا کو دیکھا

ان کی توجہ ہر شے کی طرف ہوتی ہی اس مقصد کے پیش نظر ہے کہ انہیں اس میں راز توحید کی تلاش ہوتی ہے اور اس شے کے وجود سے انکی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف راہنمائی ہوتی ہے۔

اس سے بھی اگلا مرتبہ ایسا ہے جو اس سے بھی بلند و بالا ہے۔ جب حجاب اٹھتے

اٹھتے عارف اس حیثیت کو پالیتا ہے۔

مَا رَأَيْتَ شَيْئاً اِلَّا رَأَيْتَ اللّٰهَ قَبْلَہ

میں نے کوئی شے نہیں دیکھی مگر اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے دیکھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان عارفین کیلئے ذات باری تعالیٰ تک رسائی کیلئے مخلوقات کا وجود

ذریعہ اور سبب نہیں ہوتا بلکہ رب ذوالجلال تک رسائی انہیں پہلے حاصل ہو چکی ہوتی ہے اور پھر مخلوقات کو وہ اس لحاظ سے دیکھتے ہیں کہ یہ انکے محبوب کی پیدا کردہ چیزیں ہیں نہ اس لحاظ سے دیکھتے ہیں کہ ان کیلئے ذات باری تعالیٰ تک رسائی کا سبب بنیں۔

انوار و تجلیات توحید کے لحاظ سے صوفیاء کے دو نظریات ہیں۔ پہلا نظریہ وحدت الوجود کا ہے اس کے بانی ہسپانیہ کے مشہور صاحب طریقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے آپ اندلس میں مرسیہ کے مقام پر پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں وفات پائی۔

برصغیر پاک و ہند میں وحدت الشہود کے بانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھا جاتا ہے جو پہلے وحدت الوجود کے قائل تھے اور باطنی ترقی سے وحدت الشہود کی طرف منتقل ہوئے جس طرح کے مکتوبات شریف کے متعدد مقامات گواہ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے پر جو الفاظ کے ظاہری معانی کے لحاظ سے جو اعتراضات وارد ہوئے ان کا جواب بھی دیا اور وحدت الشہود کی تشریحات کو وحدت الوجود کیلئے آئینہ قرار دیا۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض کرنے والوں کے راستے مسدود کر دیئے۔ فرماتے ہیں:

جمعے دیگر را توحید و جودی انجذاب و محبت قلبی است کہ ابتداء
بازکار و مراقبات کہ خالی از تخیل معنی توحید است اشتغال
نمودہ اند و جد و جہد یا بجز سابقہ عنایت بمقام قلب رسیدہ

اندو جذبے پیدا کردہ اند در ایں مقام اگر برایشاں جمال
 توحید و جود ظاہر شود سبب آل غلبہء محبت خواهد بود کہ
 ماسوائے محبوب را از نظرشان مخفی ساختہ است دستور
 گردانیدہ و چوی ماسوائے محبوب را نمی بیند و نمی یابند لا جرم
 جز محبوب موجود نمی دانند

صوفیہ کے ایک دوسرے طبقے نے وحدت الوجود کا نظریہ
 اپنایا ہے اور اسکی بنیاد انجذاب اور محبت قلبی ہے۔ شروع
 میں یہ حضرات اذکار اور مراقبات میں مشغول ہو جاتے ہیں
 اور اس وقت معنی توحید کی طرف توجہ نہیں ہوتی پھر کوشش
 سے یا پھر صرف عنایت خداوندی سے مقام قلب تک پہنچتے
 ہیں اور ایک جذبہ پیدا کرتے ہیں اس مقام میں اگر ان پر
 توحید و جودی کا جمال ہو تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے۔ ان پر
 محبوب کی محبت کا یوں غلبہ ہو جاتا ہے جو ان کی نگاہوں سے
 ماسوائے محبوب کے ہر شے کو چھپا دیتا ہے۔ تو جب وہ
 محبوب کے سوا کسی کو دیکھتے ہی نہیں ہیں اور کسی کو پاتے ہی
 نہیں ہیں تو یقیناً محبوب کے سوا کسی کو موجود نہیں سمجھتے۔

وحدت الوجود کے قائلین پر جو اتحاد و حلول کے اعتراضات کیے جا رہے تھے وجود اشیاء کو عین حق کہنے پر کچھ لوگوں کی کج فہمی سے جو خرابیاں لازم آرہی تھیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے وحدت الشہود کی تشریحات میں وحدت الوجود کو یوں کھول کر بیان کیا کہ تمام اعتراضات ختم ہو گئے۔

جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ صوفیا وحدت الوجود کا نظریہ پیش کرتے ہیں اور علماء اس کو کفر کہتے ہیں حالانکہ دونوں کا تعلق فرقہ ناجیہ سے ہے۔ اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا کہ حقیقت میں صوفیا و علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف محض تعبیر و حکایت کے لحاظ سے ہے:

”بدانند کہ از صوفیا علیہ ہر کہ وحدت وجود قائل است و اشیاء
را عین حق مے بیند تعالیٰ و حکم بہ ہمہ اوست میکند مرادش آن
نیست کہ اشیاء با حق جل و علا متحد اند و تنزیہ تنزل نمودہ تشبیہ
گشتہ است و واجب ممکن شدہ و بیچوں بہ چون آمدہ کہ ایں
ہمہ کفر و الحاد است و ضلالت و زندقہ آنجانہ اتحاد است نہ
عینیت نہ تنزل است نہ تشبیہ فہو سبحانہ، الآن کما
کان فسبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ
ولافی اسمائہ بحدوث الا کوان او سبحانہ، و
تعالیٰ برہمان صرافت اطلاق خودست از اوج و جوب
مخفیض امکان میل نفرمودہ بلکہ معنی ہمہ اوست آنست کہ

اشیاء نیستند و موجوداوست تعالیٰ و تقدّس“ ۲

ترجمہ:

لوگ جان لیں صوفیاء کرام میں سے جو حضرات وحدت الوجود کے قائل ہیں اشیاء کو عین حق تعالیٰ سمجھتے اور ہمہ اوست کا حکم بیان کرتے ہیں۔ ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اشیاء اللہ تعالیٰ کیساتھ متحد ہیں مرتبہ تنزیہ تنزل کر کے مرتبہ تشبیہ بن گیا ہے واجب ممکن ہو گیا اور بے مثال مثال بن گیا ہے یہ سب کچھ کفر، الحاد، گمراہی اور زندیقیت ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا معاملہ ہے وہاں نہ اتحاد ہے نہ عینیت نہ تنزل اور نہ ہی تشبیہ وہ ذات سبحانہ و تعالیٰ اب بھی ایسے ہے جیسے پہلے تھی۔ پاکی ہے اس ذات کیلئے جس میں اپنی ذات و صفات اور اسماء کے لحاظ سے کوئی تبدیلی نہیں۔ وہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی شان مطلق و محض میں ہے اس نے وجوب کے بلند رتبہ سے امکان کی پستی کی طرف میلان نہیں کیا بلکہ ہمہ اوست کا معنی یہ ہے کہ اشیاء نہیں ہیں اور موجود اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی بنیاد پر آپ نے حضرت حسین بن منصور (المعروف منصور علاج) کے نعرہ کی تاویل فرمائی

”منصور کہ انا الحق گفت مرادش آن نیست کہ من هتم و باحق متحدم کہ آن کفر است و موجب قتل اور بلکہ معنی قول او آنست کہ من نیستم موجود حق است سبحانہ“ ۳

ترجمہ:

حضرت منصور نے جو انا الحق کہا تو ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ میں حق ہوں اور حق کے ساتھ متحد ہوں یہ معنی کفر ہے اور موجب قتل ہے بلکہ ان کے قول کا معنی یہ ہے میں نہیں ہوں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔

دونوں نظریات میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”و بس ازیں تحقیق لازم آمد کہ اشیاء نزد صوفیہ ظہورات حق اند تعالیٰ نہ عین حق جل شانہ پس معنی ایس کلام ایشان کہ ہمہ اوست ہمہ از اوست باشد کہ مختار علماء کرام است و نزاع در میان علماء کرام و صوفیہ عظام کثر ہم الله سبحانه الی یوم القیام فی الحقیقة ثابت نباشد و مال قولین

۳۔ مکتوبات شریف جلد نمبر ۲ مکتوب نمبر ۴۴)

یکے بود۔ بقدر فرق ست کہ صوفیہ اشیاء ظہورات حق میگویند
تعالیٰ و علما ازین لفظ نیز تخاصی مینمایند از جهت تحرز نمودن از
توہم حلول و اتحاد“ ۳

ترجمہ:

اس تحقیق سے لازم آیا کہ صوفیاء کے نزدیک اشیاء حق تعالیٰ
کے ظہورات ہیں نہ کہ عین چنانچہ صوفیاء کے قول ہمہ اوست
کا معنی ہمہ از اوست جو کہ علماء کرام کا موقف ہے تو علماء
کرام اور صوفیاء عظام ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان میں قیامت تک
اضافہ فرمائے“ کے درمیان کوئی اختلاف ثابت نہیں ہوا اور
دونوں افعال کا نتیجہ ایک ہی ہے فرق صرف اتنا ہے۔ صوفیاء
اشیاء کو حق تعالیٰ کے ظہورات قرار دیتے ہیں اور علماء اس
لفظ سے بھی پرہیز کرتے ہیں تاکہ حلول و اتحاد کا وہم بھی نہ
پڑے۔

وہ حقیقت جسے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی جدا جدا تعبیرات سے بیان
کیا گیا ہے۔ اسے قرآن مجید سے سمجھا جاسکتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین
سے مصر جا رہے تھے۔ اہلیہ محترمہ ساتھ تھیں۔ رات کا وقت اور سردی کا موسم تھا انہیں

۳۔ مکتوبات شریف ج۔ ۲ ص ۲ مکتوب نمبر ۴۴

آگ نظر آئی اور تشریف لے گئے

قرآن مجید میں ہے۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُورٌ دِيٍّ مِنْ شِيَاطِينِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي

الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَمْوَسَىٰ إِنِّي

أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

پس جب آپ آگ کے پاس تشریف لے گئے ندا کی گئی

میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ

سے کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہاں کا

جیسے یہاں درخت منظر تو تھلہ حق تعالیٰ کا مگر اتحاد و طول لازم نہیں آتا ہے اسی

کے آئینہ میں صوفیا کی تشریحات کو سمجھیں گے تو کوئی اعتراض لازم نہیں آئے گا۔

وَأَخْرَجُوا نَاانَ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مکتوبات امام ربانی

کے

مآخذ

مکتوبات امام ربانی کے ماخذ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

مکتوب نگاری کے آغاز کا تاریخی طور پر تو صحیح علم نہیں ہو سکا مگر قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب مبارک کا ذکر فرما کر دعوت و تبلیغ میں مکاتیب کی اہمیت و افادیت کو واضح کر دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکاتیب مبارک نے دعوت و ارشاد میں مکتوب نگاری کے اسلوب کو سنت کا درجہ دے دیا۔ مجددی سلسلہ کے صوفیہ نے اس سنت پر عمل کرتے ہوئے مکاتیب کو اپنے پیغام کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنایا اس سنت نبویہ کا یہ اثر ہوا کہ دسویں صدی ہجری میں مکتوبات امام ربانی نے ایک باطل فکر کو مٹایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اتباع کے نتیجے میں آپ کے مکاتیب نے علمی و فکری اور دعوتی و تحریکی میدان میں اپنی تاثیر و اہمیت کو منوایا۔ مکتوبات نبوی اور مکاتیب خلفائے راشدین کے بعد سب سے زیادہ کام ”مکتوبات امام ربانی“ پر ہوا ہے۔

ان خطوط کے مخاطبین میں امراء، علماء، صوفیاء اور آپ کے تلامیذ و اعزہ شامل ہیں۔ مکاتیب کے مخاطبین مخلوط ہیں۔ ایسا نہیں کہ ایک مخاطب کے نام تمام خطوط یکجا مل جائیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط تین دفاتر پر مشتمل ہیں:

دفتر اول:

یہ ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے۔ اور در المعرفت کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ۱۶۱۶ء/۱۰۲۵ھ میں قلعہ گوالیار میں مجبوس ہونے سے تین برس قبل جمع ہوا اور انہیں خواجہ یار محمد

بدخشی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے جمع کیا۔ دفتر اول کے مکتوبات میں آپ نے تصوف کے تمام مقامات و احوال مثلاً عروج و صبوط، فنا و بقا، مراقبہ و مشاہدہ، جذب و سلوک، جلال و جمال، ذات و صفات حق تعالیٰ، مقام عبدیت اور سیرالی اللہ وغیرہ کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

دفتر دوم:

دوسرے دفتر میں اسمائے حسنیٰ کے مطابق ۹۹ مکتوبات درج ہیں اور یہ نور الخلاق کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۶۱۹ء میں انہیں خواجہ عبدالحی نے جمع کیا۔ اس دفتر میں اگرچہ خطوط کی تعداد کم ہے لیکن اکثر بڑے اور مفصل ہیں۔ ان میں اسلامی نظریات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

دفتر سوم:

یہ دفتر قرآن کی سورتوں کے مطابق ۱۱۴ مکتوبات پر مشتمل ہے۔ اس دفتر کی ترتیب و تدوین کا کام میر محمد نعمان رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے شروع کیا۔ اور تکمیل خواجہ محمد ہاشم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے ۱۶۲۲ء میں کی۔ ان میں وہ مکاتیب بھی شامل ہیں جو اس وقت لکھے گئے جب حضرت مجدد رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قلعہ گوالیار میں قید تھے یا لشکر شاہی کے ہمراہ تھے۔ یہ دفتر معرفۃ الحقائق کے نام سے موسوم ہے۔ بعد میں دس مکاتیب کا اضافہ ہوا۔ اس طرح کل تعداد ۱۲۴ ہو گئی۔ اس دفتر میں تصوف کے مباحث شریعت کے مباحث سے کم ہیں

اس طرح یہ کل ۵۳۶ مکتوبات ہیں۔ اور مکتوب الیہم کی تعداد ۱۹۲ ہے۔ یہ خطوط مختلف افراد کو مختلف موضوعات اور مسائل پر لکھے گئے ہیں لیکن نفس مضمون کے اعتبار سے دوسرے افراد کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہیں۔ تقریباً دو تہائی مکتوبات آپ سے پوچھے گئے

سوالوں کے جوابات کی صورت میں ہیں۔ تقریباً نصف خطوط بیس سے کم سطروں کے ہیں تاہم کچھ بیس صفحات پر بھی مشتمل ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مکتوبات تینوں دفاتر میں نہ آئے ہوں اور تا حال مخطوطات کی صورت میں ہوں۔ خواجہ معصوم سرہندی [مکتوبات معصومیہ دفتر اول، مکتوب: ۱۸۳] اور ڈاکٹر رحمت علی خاں نے اس طرف اشارہ کیا ہے [برصغیر میں تصوف کے نادر مخطوطات پرس پر سیمینار، ۱۹۸۵، ڈاکٹر رحمت علی نے لکھا ہے: مکتوبات شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی پر بھی کام ہوسکتا ہے کہ کئی غیر مطبوعہ مکتوبات ہمارے یہاں (سالار جنگ میوزیم میں) محفوظ ہیں]

اصل موضوع کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان مکاتیب کی اہمیت و افادیت اور اثر انگیزی پر چند آراء نقل کی جائیں۔

(۱) دفتر دوم کے جامع عبدالحی بن خواجہ چاکر حصاری لکھتے ہیں:

فَهَذِهِ مَكَاتِيبٌ مُتَضَمِّنَةٌ لِعُلُومٍ غَرِيبَةٍ وَمَعَارِفٍ عَجِيبَةٍ وَأَسْرَارٍ لَطِيفَةٍ وَذَقَائِقَ شَرِيفَةٍ مَا تَكَلَّمَ بِهَا أَحَدٌ مِّنَ الْعُرَفَاءِ وَمَا أَشَارَ إِلَيْهَا وَاحِدٌ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ مُقْتَبَسَةٌ مِّنْ مِّشْكُوتِ أَنْوَارِ النُّبُوَّةِ.

[مکتوبات امام ربانی، ابتدائی دفتر دوم، مکتبہ احمدیہ مجددیہ، بلوچستان، ص: ۲]

یہ وہ مکتوبات ہیں جو علوم غریبہ، معارف عجیبہ، اسرار لطیفہ اور ذقائق شریفہ پر مشتمل ہیں، جن کو عرفاء میں سے کسی عارف نے بیان نہیں کیا اور نہ ہی اولیاء میں سے کسی ولی نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ یہ علوم و معارف انوار نبوت کے مشکوٰۃ سے لئے ہوئے ہیں۔

(۲) حضرت خواجہ ہاشم کشمی لکھتے ہیں:

زہریک نقطہ اش چون نافہ تر
شیم وصل جانان میزند سر
ولے آن کز برودت درز کام است
چہ داند نافہ اش گردد مشام است

[دیباچہ دفتر سوم، ص: ۲]

(۳) سید محمد میاں لکھتے ہیں:

”اسی الف ثانی کے مجدد حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ہیں جن کے علوم و معارف نے ابنائے کفر و ضلالت میں تہلکہ مچا دیا اور جن کی نور پاش ہدایتوں نے تاریک سینوں کو منور کر دیا۔ حضرت مجدد رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کی تعلیمات کو دیکھو اور سب گوشے سامنے نہ آسکیں تو ایک مکتوبات ہی پر نظر ڈالو کہ علوم ظاہر و باطن کا ایک سمندر ہیں جس کی تہ کا کہیں نشان نہیں ملتا اگر ایک طرف قلب و روح کے مخفی مقامات کا پردہ فاش ہو رہا ہے تو دوسری طرف حقائق شرعیہ اور اسرار فقہیہ منصفہ شہود پر آتے جا رہے ہیں اگر ایک طرف کتابِ روح کے غیر محسوس اوراق الٹ رہے ہیں تو دوسری طرف ہدایہ و توضیح کے علمی مقامات کھل رہے ہیں اگر ایک طرف رجالِ غیب سے رابطہ کا ذکر ہے تو علماء و طلباء کی محبت کے جذبات بھی انہیں مکتوبات سے ہویدا ہو رہے ہیں۔ جہاں علم کی موجیں اٹھ رہی ہیں وہیں خوارق و کرامات کا سمندر بھی امنڈ رہا ہے۔“

[سید محمد میاں، علماء ہند کا شاندار ماضی، مکتبہ رشیدیہ، کراچی ۱۹۹۱ء، جلد اول، ص: ۲۳۷]

(۴) سید عبدالحکیم لکھتے ہیں:

”کتاب اللہ اور احادیث نبویہ کے بعد کتب اسلامیہ میں سب سے افضل کتاب

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ہیں۔“

[زوار حسین، سید، حضرت مجدد الف ثانی، رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۸۲]

(۵) مکتوبات شیخ یحییٰ منیری اور مکتوبات امام ربانی کا علمی و فکری اعتبار سے موازنہ کرتے ہوئے شمس بریلوی رقم طراز ہیں:

”شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے مکتوبات اور امام ربانی قدس سرہ کے مکتوبات تصوف کی بلند پایہ اور گراں مایہ تصانیف کے مقابل رکھے جاسکتے ہیں۔ اپنی کثرت و تنوع موضوعات اور تشریح و تصریح کے لحاظ سے یہ مکتوبات (امام ربانی) زیادہ وسیع اور جامع ہیں۔ امام ربانی کی حیات سے لے کر اس لمحہ تک ان کی قبولیت میں سر مو فرق نہیں آیا۔ بلکہ روز افزوں ہے۔ جو نتیجہ ہے اس کا کہ ہرچہ از دل، خیزد بر دل ریزد۔“

[شمس بریلوی، مقدمہ اردو ترجمہ عوارف المعارف، پروگریسو بکس لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۰۱]

اردو زبان میں تحقیقی کام

اردو ادب کے نکھارنے اور سنوارنے میں مجددی صوفیہ کا ناقابل فراموش کردار ہے۔ شیخ عبدالاحد وحدت گل (۱۰۵۰ھ-۱۱۲۶ھ) حضرت مظہر جان جاناں (۱۱۱۳ھ-۱۱۹۵ھ)، انعام اللہ خاں یقین (م: ۱۱۶۹ھ)، میر محمد باقر حزیں (م: ۱۱۶۵ھ)، محمد فقیر دردمند (م: ۱۱۷۹ھ) اور خواجہ میر درد (۱۱۳۳ھ-۱۱۹۹ھ) سلسلہ مجددیہ کے وہ نامور شعراء ہیں جنہوں نے اس زبان کو تصوف آشنا کیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مکتوبات امام ربانی پر سب سے زیادہ کام اسی زبان میں ہوا۔ مکتوبات پر اردو زبان میں ہونے والے علمی و تحقیقی کام کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:-

(۱)	تراجم	(۲)	خلاصہ جات
(۳)	شروح و حواشی	(۴)	موضوعاتی مطالعہ
(۵)	موضوعاتی مطالعہ	(۶)	مقالہ جات
(۷)	اشاریہ سازی		

(۱) تراجم:

(۱) مکتوبات امام ربانی کے پہلے اردو ترجمہ کی ضرورت اور تراجم کے بارے میں قاضی

عالم الدین لکھتے ہیں:

”جناب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت شغف تھا۔ چونکہ مکتوبات شریف نہایت دقیق فارسی زبان میں تھے جن کا سمجھنا تو درکنار، عوام الناس کے لئے صرف فارسی عبارت ہی پڑھنی صحیح طور پر محال تھی۔ خاص خاص علمائے ربانی کے سوا ایسی دقیق کتاب کا سمجھنا بہت مشکل تھا۔ چونکہ مکتوبات شریف میں اکثر مسائل شرعیہ کی تشریح و توضیح اور نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمر ہمت باندھی اور ایک سرحدی مولوی صاحب سے ترجمہ کرایا اور قاضی محمد حسن صاحب مرحوم ساکن موضع کالس ضلع جہلم سے جو کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے تھے اور ایک عالم اجل ہونے کے علاوہ بڑے خوشنویس اور کاتب تھے۔ تینوں دفتر تین ضخیم جلدوں میں بمعہ اصل فارسی اور بین السطور اردو ترجمہ لکھوایا جو مدت مدید دربار عالیہ میں رہے۔ [مجموعہ گلزار حافظ عبدالکریم، ص: ۲۹۱]

(ب) حضرت خواجہ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں سے دوسرا ترجمہ ہوا۔ قاضی عالم الدین نے اس ترجمہ میں خواجہ صاحب کی توجہات، دلچسپی اور ترجمہ کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”یہ تمام جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیسیا اثر کا نتیجہ ہے بعض مقامات ایسے تھے کہ جن کا سمجھنا سوائے صاحب حال کے محال تھا۔ جناب حضرت صاحب نے اپنی زیر نگرانی اس مسکین سے یہ کام کرایا۔“ [مجموعہ گلزار، حافظ عبدالکریم، ص: ۲۹۲]

مکتوبات کا یہ ترجمہ فنی اعتبار سے بہترین ہے اور قاضی عالم الدین صاحب اردو

ادب سے وابستگی کا ثبوت ہے۔ مکتوبات میں تصوف کی اصطلاحات کو انتہائی آسان پیرائے میں ترجمہ کی کوشش کی ہے۔ بہر صورت یہی نقش اول بعد والے ترجموں کی بنیاد بنا۔

۱۹۱۳ء میں اس ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن ملک فضل الدین (اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور) نے شائع کروایا۔ بعد ازاں متعدد اداروں نے اسے شائع کیا۔

۲۰۰۲ء میں کمپیوٹر پر کمپوز شدہ ترجمہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔

آغاز میں محمد عالم مختار حق کا ”پیش گفتار“ کے عنوان سے مقدمہ ہے جس میں مکتوبات کی اشاعتوں کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

(ج) مکتوبات امام ربانی کا معروف ترین ترجمہ مولانا سعید احمد نقشبندی کا ہے۔ آپ

ایک طویل عرصہ تک حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں خطیب رہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں سید نور الحسن شاہ بخاری خلیفہ میاں شیر محمد شرقپوری سے فیض

پایا۔ چونکہ مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے محشی مکتوبات کے پروف بھی آپ نے پڑھے تھے،

اس لئے اس ترجمہ میں اضافی کام، حوالہ جات کا ہوا ہے۔ مکتوبات میں مندرج احادیث کے

بارے میں بتا دیا کہ یہ کس کتاب میں ہیں۔ بعض مقامات پر حواشی تحریر کر دیئے۔ قاضی عالم

الدین نے اشعار کو شعری صورت میں ہی ترجمہ کا رنگ دیا تھا، لیکن مولانا سعید نقشبندی نے یہ

ترجمہ نثر کی صورت میں کیا۔ باقی رہا مکتوبات کا ترجمہ تو یہ پہلے ترجمہ سے زیادہ مختلف نہیں۔

بعض مقامات پر بعینہ پہلے ترجمہ والی عبارات نقل کر دی ہیں۔ مولانا ایک مصروف شخصیت تھے

مگر اس کے باوجود جنوری ۱۹۷۰ء میں کام شروع کر کے جون ۱۹۷۳ء تک اڑھائی برس میں اس

ترجمہ کی تکمیل کر دی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک پر یہ کام مکمل ہوا۔ انہوں نے اس کام پر

مکتوبات کے حوالہ سے ایک مبسوط مقدمہ لکھا۔ شاید یہی مقدمہ اس ترجمہ میں ایک نئی روح

ہے، جس نے مکتوبات پر کام کے لئے لوگوں کو زندگی بخشی۔

(د) سید زوار حسین شاہ کا ترجمہ بھی اہل علم کے ہاں معروف و متداول ہے۔ یہ مکمل شاہ صاحب کا ترجمہ نہیں اس کے بعض اجزاء کا ڈاکٹر حافظ محمد عادل نے ترجمہ کیا ہے۔ اس کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

- ۱۔ جو مکتوبات عربی زبان میں ہیں ان کی پیشانی پر لفظ عربی درج کر دیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اصل مکتوب عربی زبان میں ہے۔
- ۲۔ ہر مکتوب جس صفحہ سے شروع ہوا ہے اس کے فٹ نوٹ میں مکتوب الیہ کا مختصر تعارف دے دیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ مکتوب الیہ کون بزرگ ہیں اور کس حیثیت کی شخصیت ہیں ان کے نام مکتوبات کی تعداد اور کس دفتر اور کس نمبر کے مکتوبات ہیں۔
- ۳۔ مکتوب کے اندر بھی جن بزرگوں کا اسم گرامی آیا ہے ان کا مختصر تذکرہ اسی صفحے کے فٹ نوٹ میں دے دیا ہے۔
- ۴۔ آیات کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔
- ۵۔ اصطلاحات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔
- ۶۔ احادیث کی تخریج کے لیے تشہید البانی اور مولانا نور احمد امرتسری علیہ الرحمہ کے حواشی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
- ۷۔ مضامین کو واضح کرنے کے لیے حاشیہ پر عنوانات بھی قائم کر دیے گئے ہیں۔
- ۸۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ کو حسب ذیل عنوانات کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔
آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، عبادات، مقولے، مصطلحات، اسماء الرجال، اسماء

الاشیاء، اسماء الکتب، اسماء البلاد، سنہ و ماہ۔

[ترجمہ مکتوبات امام ربانی، ادارہ مجددیہ کراچی، جلد اول، ص: ۲۹-۳۰]

(۵) انڈیا سے نجم الدین اصلاحی کا ایک ترجمہ بھی شائع ہوا لیکن اس کی تفصیلات تاحال معلوم نہ ہو سکیں۔

(۲) خلاصہ جات

مکتوبات کو عام فہم بنانے کے لئے بعض احباب نے ان کی تلخیص بھی شائع کی ہے۔ چند نام درج ذیل ہیں:

(۱) تلخیص مکتوبات مشمولہ سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی از محمد احسان اللہ عباسی۔

[محمد عالم مختار حق، پیش گفتار مکتوبات امام ربانی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۲ء]

(۲) خلاصہ مکتوبات امام ربانی (تین جلد) از شاہ ہدایت علی نقشبندی اس خلاصہ کی

ضرورت اور منہج پر روشنی ڈالتے ہوئے شاہ ہدایت علی نقشبندی نے لکھا ہے: ”علوم سموات

اور ارض اور کتب ہائے آسمانی کا خلاصہ اور معارف مجملہ اور مفصلاً ان مکتوبات میں ہیں۔ اس

لئے میں نے یہ خیال کیا کہ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پُر مغز مکتوبات کے

فیضان سے بوجوہات متذکرہ بالا اکثر مسلمان محروم ہیں اور بعض کو علم کی کمی یا وقت مطالعہ نہ ملنے

سے مکتوبات شریف سے پورا فائدہ نہیں پہنچتا۔ لہذا تو ان مکتوبات کا زبان اُردو میں خلاصہ کر،

تا کہ عام مسلمان ان کے فیض سے مستفیض ہوں۔ اور جس جگہ باوجود اُردو کرنے کے بھی

مضمون ذرا ادق ہے اُس جگہ لفظ آگاہی لکھ کر شرح کر دینا چاہیے تاکہ پڑھنے والا خوب سمجھ

سکے۔ لہذا میں نے بفضلہ تعالیٰ اول اور دوسری تیسری تینوں جلدوں کا اُردو زبان میں با محاورہ

خلاصہ کیا ہے اور اصطلاحات نقشبندیہ مجددیہ کی ایک فہرست کتاب کے اوّل میں لگادی ہے۔

ان مکتوبات کے مطالعہ فرمانے والے صاحب پہلے اصطلاحات کو پڑھ کر ذہن نشین کر لیں پھر مکتوبات کو پڑھیں انشاء اللہ مطالب مکتوبات اور عبارات خوب سمجھ میں آ جائیں گی۔ [خلاصہ مکتوبات امام ربانی، جلد: ۳، ص: ۶]

(۳) تجلیات امام ربانی: نسیم احمد فریدی [ادارہ تعلیمات مجددیہ، لاہور]

(۳) شروح و حواشی

(i) مکتوبات کی اردو میں صرف ایک نامکمل شرح دستیاب ہے، جسے علامہ سعید مجددی (م: ۲۰۰۲ء) نے تحریر کیا۔ اب تک تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ دفتر اول کے ۲۷۶ مکتوبات کی شرح آپ نے مکمل کی تھی۔ اس شرح کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب اقبال مجددی لکھتے ہیں:

- ۱۔ مکتوبات کے مندرجات کو قرآن و حدیث سے مؤید کیا گیا ہے۔
- ۲۔ نفسِ مضمون کو حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔
- ۳۔ مکتوبات میں شامل اصطلاحات تصوف کو پہلی مرتبہ اتنی وضاحت کے ساتھ مکتوبات کے سیاق و سباق میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ۴۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ خود حنفی تھے اور مکتوبات میں فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا استنباط کیا ہے۔ یہ بجائے خود ایک وسیع موضوع ہے کہ مکتوبات شریفہ میں شامل مسائل فقہیہ کی فقہ حنفی کے مطابق تطبیق کی جائے خدا کا شکر ہے کہ مؤلف الہینات نے شرح کے دوران یہ اہم فریضہ بھی انجام دینے کی سعی فرمائی ہے۔
- ۵۔ مکتوبات میں شامل احادیث نبویہ (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) کی تخریج ایک دقیق ترین مرحلہ ہے لیکن آج کے دور میں چونکہ احادیث کے انڈیکس طبع ہو چکے

ہیں اور حدیث کے ذخائر کمپیوٹرز میں منتقل ہو چکے ہیں اس لئے اب یہ مرحلہ طے ہو جانا چاہیے۔ ہمارے شارح بزرگ نے اس مقام پر بھی سعی تمام فرمائی ہے اور احادیث مقتبسہ کو ان کے اصل متون سے مطابقت دے دی ہے۔

۶۔ مکتوبات کی شرح کے دوران ایک مرحلہ اور دشوار گزار ہے کہ اس میں روحانی مقامات کا اندراج جس طریقہ سے ہوا ہے آج کا قاری ان مقامات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ان مقامات کو صرف وہی سمجھا سکتا ہے جس پر یہ واردات ہوئے ہوں اور عملی طور پر وہ خود شیخ طریقت بھی ہو وہ ان روحانی کیفیات کا ادراک کر کے اسکی شرح کر سکتا ہو۔ ہمارے بزرگ شارح چونکہ خود ایک محقق عالم دین ہیں اور نہ صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بلکہ دیگر سلاسل طریقت (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، شاذلیہ وغیرہا) کے پیر ماذون ہیں اس لیے انہوں نے ان تمام روحانی مراحل کو بڑے احسن طریقے سے سلجھایا ہے۔

۷۔ اس شرح کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ شارح نے علوم اسلامیہ کے متعارف سارے ماخذ سامنے رکھ کر شرح کی ہے اور ہر مقام کو مستند بنانے کے لیے ان کے حوالے بھی دیے ہیں گویا اس شرح پر علمی تحقیقات کا رنگ غالب ہے۔

۸۔ شارح بزرگ نے اس شرح میں یہ التزام کیا ہے کہ پہلے مکتوبات شریف کے جس حصہ کی شرح کرنا ہے اس کا فارسی متن نقل کیا ہے اس کے بعد اس کا اردو ترجمہ دیا ہے اور پھر اس کی شرح بیان کی ہے اس شرح میں حتی الامکان ایسے تمام نکات یکجا کر دیے ہیں جن کا اس اقتباس کے فہم و تفہیم کے لیے ہونا لازم ہے۔ قابل شرح اقتباس کی مکتوبات میں سے دوسرے جن جن مقامات سے توضیح ہو سکتی تھی اس

مقام پر وہ بھی نقل کر کے اسے آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔

[اقبال مجددی، مقدمہ الہینات شرح مکتوبات، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۳ء، ص: ۸۴-۸۵]

(ii) مکتوبات کا ایک مختصر حاشیہ جو دراصل نور محمد امرتسری کے حواشی کا ترجمہ ہے بعض مفردات کے معانی سمیت آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات سے شائع ہو رہا ہے۔ ۲۲۰ مکتوبات پر مشتمل تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۴) موضوعاتی مطالعہ

مکتوبات کے مضامین میں تنوع ہے۔ صاحبان علم نے ایک موضوع یا مختلف موضوعات کے مکتوبات کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کیا ہے تاکہ مکتوبات میں زیر تحقیق موضوعات کا تحقیقی مطالعہ ہو سکے اور ان کی روشنی میں متعلقہ عنوان سے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے جانی جاسکے۔ چند نام درج ذیل ہیں۔

(۱) تصوف اور شریعت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

تصوف اور شریعت سے متعلقہ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کا یہ نہایت عالمانہ

تجزیہ ہے۔ دو جلدوں میں شائع ہونے والی اس کتاب کے چند عنوانات درج ذیل ہیں:

باب اول: شیخ مجدد الف ثانی: حیات اور کارنامے

باب دوم: تصوف کیا ہے؟

باب سوم: شریعت اور تصوف

باب چہارم: وحدۃ الشہود

باب پنجم: اسلامی تصوف کے خدو خال

[کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۴ء میں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی سے شائع ہوا]

- (۲) مکتوبات بحیثیت مآخذ ایمانیات، از پروفیسر عبدالہاری صدیقی۔
[سرہند پبلی کیشنز کراچی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی]
- (۳) تجلیات امام ربانی: عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری
[مکتبہ نبویہ لاہور سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی]
- (۴) مسلک امام ربانی مکتوبات کی روشنی میں: محمد سعید نقشبندی
[مکتبہ حامد یہ لاہور سے شائع ہوئی]
- (۵) حضرت مجدد الف ثانی کے سیاسی مکتوبات: آباد شاہ پوری
[مکتبہ چراغ اسلام لاہور، ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی]
- (۶) صحابہ کرام مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آئینے میں: پیرزاوہ اقبال احمد فاروقی
[مکتبہ نبویہ لاہور سے ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی]
- (۷) مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا: غلام مصطفیٰ مجددی
[مرکزی مجلس رضالاہور، ۱۹۹۶ء]
- (۸) مسلک مجدد: میاں جمیل احمد شرقپوری۔ [مکتبہ شیر ربانی شرقپور]
- (۹) عقائد اہل سنت و جماعت: صوفی غلام سرور۔
[شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء]
- (۱۰) کشف المعارف: عنایت عارف
اس کتاب کے تعارف میں مرتب نے اپنے مقصد کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ”کشف المعارف“ درحقیقت مکتوبات شریف کے تمام اہم اور ضروری حصوں کو مختلف عنوانات کے تحت یکجا کر کے پیش کرنے کی ایک حقیر سی کوشش ہے۔ چونکہ تمام مکتوبات شریف اس زمانے کے مختلف لوگوں کے نام صادر

ہوئے ہیں اور تمام معارف ان مکتوبات میں منتشر اور بکھرے ہوئے ہیں اس لیے راقم الحروف نے یہ سعی ناتمام کی ہے جس کا انحصار محض اللہ کے فضل پر ہے کہ موضوع کے بارے میں تمام مکتوبات میں جو علوم و معارف بیان فرمائے گئے ہیں انہیں علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت تلخیص کے ساتھ جمع کر دیا جائے تاکہ قاری جس موضوع یا عنوان کے تحت ان معارف اور علوم کو سمجھنا چاہے اسے ایک ہی جگہ وہ سب کچھ مل جائے تاکہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو سکے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم اور بلند مرتبہ شخصیت نے کن مسائل پر کیا گفتگو فرمائی ہے اور حقائق و معارف کے انمول موتیوں کو کس طرح الفاظ کے پردوں میں چھپا کر پیش کیا ہے۔ اگر عام پڑھے لکھے اور دین اسلام سے دلچسپی رکھنے والے افراد ”کشف المعارف“ میں دیئے گئے عنوانات کے تحت مکتوبات شریف کے اہم اقتباسات اور معارف کو بغور پڑھ لیں تو اسلامی تصوف، سیر و سلوک اور طریقت کے علاوہ خود اسلام کے بارے میں ان کی بہت سی غلط فہمیاں رفع ہو سکتی ہیں اور انہیں اصل حقائق سے روشناس ہونے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

[عارف، محمد عنایت اللہ، کشف المعارف الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، ۲۰۰۲ء، ص: ۲۷]

(۱۱) حضرت امام اعظم حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں: عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری

- [جامع مسجد قادریہ شیر ربانی لاہور]

(۱۲) امام ربانی اور اتباع رسول گرامی: ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر

[مکتبہ جمال کرم لاہور]

(۱۳) ارشادات مجدد الف ثانی: انتخاب و عنوانات از مولانا محمود اشرف عثمانی۔

[ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۹۶ء]

(۱۴) حقیقت محمد، حقیقت احمدیہ اور حقیقت کعبہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

[از مفتی ابوالخیر محمد زبیر امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی ۲۰۰۰ء]

(۱۵) لمعات امام ربانی علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری

[بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور ۱۹۹۹ء]

(۵) موسوعاتی مطالعہ

”جہان امام ربانی“ کے نام سے ۱۱ جلدوں میں اور ”باقیات جہان امام ربانی“ ۳ جلدوں میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ مکی زیر نگرانی یہ موسوعاتی طرز کا کام امام ربانی فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے۔ ان ۱۴ جلدوں کا ایک کثیر حصہ مکتوبات کے حوالہ سے اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ اگرچہ موسوعاتی طرز کے اس کام میں معلومات کا تکرار، گراں گذرتا ہے مگر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بہر صورت مواد کو ایک جگہ جمع ضرور کر دیا ہے۔ اس کام کی بنیاد پر ایک نیا ”موسوعہ امام ربانی“ منظر عام پر آئے گا۔

(۶) مقالہ جات

یہاں دو طرح کے مقالہ جات کے حوالہ سے تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) مکتوبات کے حوالہ سے مختلف کانفرنسز میں پڑھے گئے مقالات کے مجموعہ جات۔

ان مقالات کی اکثریت مکتوبات کے حوالہ سے موضوعاتی مطالعہ پر مشتمل ہے۔

(i) فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات

۲۰۹ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ میں ۱۲ مقالات شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں وہ مقالات

ہیں جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا میں منعقد ہونے والے ایک دو روزہ سیمینار (۱۹-۲۰ مارچ ۲۰۰۶ء) میں پڑھے گئے۔ عبدالعلی اور ظفر الاسلام نے ان کو مرتب کیا اور ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ۲۰۰۵ء میں ان کو شائع کیا۔

(ii) حضرت مجدد الف ثانی (افکار و تعلیمات)

یہ مجموعہ مقالات صاحبزادہ ساجد الرحمن نے مرتب کیا اور یہ ان تحقیقی مقالات پر مشتمل ہیں جو بگھاڑ شریف کہوٹہ میں ایک روزہ سیمینار (۲ مارچ ۲۰۰۷ء) کے موقعہ پر اہل علم نے پڑھے۔

(iii) ارمغان امام ربانی

مقالات کا یہ مجموعہ صوفی غلام سرور نقشبندی نے مرتب کیا اور شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور نے ۲۰۰۷ء میں شائع کیا۔ یہ مقالات ۲۲ اپریل ۲۰۰۵ء میں ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ مجدد الف ثانی قومی کانفرس میں پڑھے گئے یہ کتاب ۲۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

(iv) فکر امام ربانی

۱۸ مارچ ۲۰۰۷ء میں ہمدرد ہال لاہور میں پڑھے گئے مقالات کے اس مجموعہ کو صوفی غلام سرور نقشبندی نے مرتب کیا اور شیر ربانی پبلی کیشنز نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا۔

(ب) وہ تحقیقی مقالات جو ایم اے / ایم فل / پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے لکھے گئے۔

(i) مکتوبات امام ربانی کی دینی اور معاشرتی اہمیت، سندھ یونیورسٹی جام شوره میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے ڈاکٹر سراج احمد خاں کا مقالہ ہے جو شائع

ہو چکا ہے۔

(ii) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی: تخریج احادیث

ڈاکٹر بابر بیگ مطالی کا مقالہ جو پنجاب یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے لئے لکھا گیا۔

(iii) مکتوبات امام ربانی کی تاریخی تعین

ڈاکٹر محمد انصار خاں کا یہ مقالہ سندھ یونیورسٹی جامشورو میں پی ایچ ڈی کے لئے لکھا گیا۔ [تفصیلات کے لئے جہان امام ربانی جلد اول ملاحظہ فرمائیں]

(iv) حضرت مجدد الف ثانی کی تفسیری اور فقہی خدمات

ڈاکٹر ہمایوں عباس کا یہ مقالہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حصول کے لئے لکھا گیا۔

(v) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیری خدمات

ایم اے کی تکمیل کے لئے یہ مقالہ محمد زاہد نے جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں لکھا۔

(vi) ڈاکٹر محمد اقبال و حضرت مجدد الف ثانی، افکار و نظریات

ایم فل کی ڈگری کے لئے ڈاکٹر بابر بیگ مطالی کا مقالہ جو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں لکھا گیا۔

(vii) حضرت امام ربانی کے سیاسی مکتوبات

محمد مظفر علی رضوی کا یہ مقالہ ایم اے کی ڈگری کے حصول کے لئے ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی زیر نگرانی لکھا گیا۔

[فہرست مقالات، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، ص: ۵]

(viii) سلوک مجددی کی خصوصیات

انور علی شاہ کا مقالہ برائے ایم اے، اس کے نگران بھی ڈاکٹر برہان احمد فاروقی تھے۔ [ایضاً]

(ix) حضرت مجدد الف ثانی کی دینی و علمی خدمات

ڈاکٹر سید عابد علی کی نگرانی میں ایم اے کے لئے عظمت اللہ کا مقالہ۔

[ایضاً، ص: ۱۹]

(۷) اشاریہ سازی

مکتوبات کے درج ذیل اشاریے مرتب ہوئے ہیں۔

(i) سید زوار حسین شاہ کے اردو ترجمہ مکتوبات میں ہر جلد کے اختتام پر اشاریہ موجود ہے مگر بعض مضامین کا اشاریہ علیحدہ سے شائع ہوا۔

(ii) مکتوبات کے مضامین پر مشتمل ایک اشاریہ محمد نعیم اللہ خیال نے ۱۹۸۳ء میں ”معارف ابوالخیر اکادمی“ دہلی نے شائع کیا۔ معارف مکتوبات امام ربانی کے نام سے شائع ہونے والے اس اشاریہ سے یہی استفادہ کے لیے مرتب نے نکات وضاحت اس طرح لکھے۔

”معارف مکتوبات امام ربانی“ کے نام سے شائع ہونے والے اس اشاریہ سے میں استفادہ کے لیے مرتب نے نکات وضاحت اس طرح لکھے۔

”فہرست عنوانات ردیف“ کے مختلف کالموں میں جو صفحہ نمبر درج وہ ”عنوانات (مضامین و مسائل)“ کے صفحات کو بتاتے ہیں۔

”عنوانات (مضامین و مسائل)“ کے صفحات پر نو کالم ہیں جن کی تفصیل اس طرح

ہے:

کالم نمبر

ہر کالم کی سرخی اور اس کی وضاحت

ردیف وار تمام عنوان کے عدد درج ہیں۔

(۱) عدد عنوان

اس میں مصنف نے جو سرخیاں بنائی ہیں ان کو تحریر کیا ہے۔

(۲) عنوانات

(مضامین و مسائل)

مکتوبات شریف کے کس دفتر میں فلاں سرخی ملے گی اس

(۳) دفتر نمبر

کا نمبر اس میں درج ہے۔

مکتوبات شریف کے تین دفتر ہیں جن میں ہر ایک مکتوب

(۴) مکتوب نمبر

کی ابتداء میں نمبر درج میں، اس نمبر کی وضاحت اس کالم

میں کی گئی ہے۔

اس میں فارسی نسخہ کا صفحہ نمبر درج ہے۔ فارسی نسخہ مطبوعہ

(۵) صفحہ اصل

”ایشیق استانبول“ ترکیہ کے ۱۹۷۷ء

اس کالم میں قاضی عالم الدین صاحب کے ترجمہ کا صفحہ

(۶) صفحہ ترجمہ نمبر (قدیم)

نمبر ہے جو پہلے چھپا تھا مطبوعہ: تعلیمی پرنٹنگ پریس،

لاہور کے ۱۹۵۷ء

اس میں قاضی عالم الدین صاحب کے ترجمہ کا صفحہ نمبر

(۷) صفحہ ترجمہ نمبر (جدید)

درج ہے جو بعد میں پھر سے چھپا تھا۔

مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور۔ طبع جدید ۱۹۸۸ء

اس میں مولانا محمد سعید احمد صاحب کے ترجمہ کا صفحہ نمبر ہے

(۸) صفحہ ترجمہ نمبر ۲

مطبوعہ: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی۔ طبع اول ۱۹۹۶ء

(۹) کیفیت کچھ مزید وضاحت جو مصنف کی طرف سے ہے۔

☆ ”اشخاص و اشیاء“ سے متعلق صفحات کی تفصیل بھی ”مضامین و مسائل“ والے صفحات کی طرح ہے۔ کہ فلاں شخص کا نام یا فلاں شیء کا نام مکتوبات شریف کے کون سے دفتر اور اس کے کون سے مکتوب اور کس نسخہ کے کون سے صفحہ پر ہے۔ سب ان نو عدد کالموں سے پتہ چل جائے گا۔

☆ مولانا محمد سعید احمد صاحب کے ترجمہ کی طباعت میں کچھ نقص نظر آیا، جس کا بیان ضروری ہے:

پہلا نقص: دفتر: ۲، مکتوب: ۹۶ نسخہ اردو ترجمہ مولانا محمد سعید احمد کے صفحہ ۱۲۲۳، اور صفحہ ۱۲۲۲ کے مضمون میں تسلسل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فارسی نسخہ کے اسی دفتر اور مکتوب نمبر سے متعلق مضمون صفحہ ۲۲۳ مکمل اور مضمون صفحہ ۲۲۲ کی ابتداء کا ترجمہ نہیں چھپ سکا۔

دوسرا نقص: مذکورہ بالا دفتر: ۲۔ اور مکتوب: ۹۶ میں ہی مولانا محمد سعید احمد صاحب کے ترجمہ کا صفحہ ۱۲۲۸ نہیں ہے یعنی صفحہ ۱۲۲۷ کے بعد صفحہ: ۱۲۲۹ ہے۔ جبکہ صفحہ ۱۲۲۷ سے صفحہ ۱۲۲۹ کے مضمون کا تسلسل قائم ہے۔ کوئی عبارت چھوٹی نہیں ہے۔

تیسرا نقص: دفتر: ۲، مکتوب: ۹۸ نسخہ اردو مترجم مولانا محمد سعید احمد میں صفحہ ۱۲۳۲ مسلسل دو صفحات پر درج ہے۔ اور فارسی نسخہ کے اعتبار سے مضمون کا تسلسل برقرار ہے، کوئی عبارت بیچ میں سے غائب نہیں ہے۔ اس طرح عدد شمار کے لیے ۱۲۳۳، ۱۲۳۲، ۱۲۳۱، ۱۲۳۰، ۱۲۳۵ نشان لگایا جاسکتا ہے۔

چوتھا نقص: دفتر: ۳، مکتوب: ۷ نسخہ فارسی کے صفحہ ۳۰۶ کی آخری ۹ سطور اور صفحہ ۳۰۷ کی ابتدائی ۵ سطور کا ترجمہ مولانا محمد سعید احمد کے نسخہ میں چھپنے سے رہ گیا ہے۔ اس حصہ کو صفحہ ۱۳۰۲ کے بعد صفحہ ۱۳۰۳ پر ہونا چاہئے تھا۔

نتیجہ: مذکورہ بالا خامیوں کے سبب فہرست میں کچھ عنوانات کے سامنے کالم ”صفحہ ترجمہ ۲“ میں صفحات نہیں لکھے جاسکتے لہذا وہاں پر ڈیش (-) کا نشان لگا دیا گیا ہے۔

[معارف مکتوبات امام ربانی، مولانا نعیم اللہ خاں خیالی شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی ۲۰۰۲/۱۴۲۳ھ ص: ۱۷-۱۶]

مکتوبات پر فارسی، عربی اور ترکی زبانوں میں تحقیقی

کام

فارسی میں مکتوبات امام ربانی کی شرح مولوی نصر اللہ خاں کابلی نے کی۔

[سیرت مجدد الف ثانی، ص: ۳۰۳]

اسی طرح عربی زبان میں مکتوبات کے تراجم اور دیگر حوالوں سے تحقیقی کام ہوا۔ چند

درج ذیل ہیں:

- ۱۔ مکتوبات کا عربی ترجمہ ”الدرر المکنونات النفیسة“ از محمد مراد منزوی
- ۲۔ اس عربی ترجمہ کا انتخاب ”المنتخبات من المکتوبات للامام الربانی المجدد للاف الثانی احمد الفاروقی السرهندی“ کے عنوان سے حسین حلمی الیشیق نے کیا۔
- ۳۔ تعریب المکتوبات الصوفیہ۔ لاجمہ انقشبندی الفاروقی مؤلفہ یونس انقشبندی۔
[مقدمہ مکتوبات امام ربانی از حکیم محمد موسی امرتسری، ص: ۳۵]
- ۴۔ عربی میں ایک مکمل ترجمہ مع حواشی مصطفیٰ حسنین عبدالمہادی کا ہے جو دارالکتب العلمیہ بیروت سے ۲۰۰۴ء/۱۴۲۳ھ میں شائع ہوا ہے۔
- ۵۔ تشیید المبانی فی تخریج احادیث المکتوبات للامام الربانی کے نام سے محمد سعید نے مکتوبات میں مندرج احادیث کی تخریج کی جو ۱۳۲۳ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ اسی طرح شیخ عبدالغنی نے تبریز المکنونات فی

تخریج احادیث المکتوبات کے نام سے کام کیا۔

(۶) جامعہ ازہر مصر میں دکتور محمد عباد نے ”الشیخ احمد سرہندی و دورہ

فی احیاء التصوف الاسلامی“ کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔

(۷) عربی مکتوب جو کہ تعداد میں ۲۲ ہیں مفتی علیم الدین نے اکٹھے کئے اور جہلم سے

شائع ہوئے۔

ترکی میں نقشبندی سلسلہ کی اشاعت و ترویج ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

The Nakshibendi order of مضمون نے اپنے Serif Mardin

Turkey میں اس کی تفصیلات کا ذکر کیا ہے۔

[Marty, Martin E. and Appleby, R. Scott, (Editors),

Fundamentalisms and the State, the University of

Chicago Press Chicago, 1993 p.204-232]

اسی طرح ڈاکٹر بخوت طوسون نے مرمر ایونیورسٹی ترکی سے Naqshbandi

order of Turkey کے عنوان سے اپنے مقالہ میں ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج

واشاعت کی تفصیلات دی ہیں۔ [جہان امام ربانی جلد اول: ۱۱۴]

اس لئے مکتوبات پر اس زبان میں کام ایک لابدی امر تھا۔ مجھے شیخ المکتوم سنٹر ڈنڈی - سکاٹ

لینڈ میں ترکی کے ڈاکٹر عبداللہ نے بتایا تھا کہ ترکی میں حضرت شیخ سرہندی پر مختلف رسم کے کئی

مقالہ جات لکھے گئے ہیں انہوں نے یہ لسٹ فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا مگر وہ کسی اور ادارے

میں تشریف لے گئے اور میں ان معلومات کو حاصل نہ کر سکا۔ بہر صورت مستقیم زاوہ سلیمان سعد

الدین اور حسین حلمی نے مکتوبات کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو استنبول سے شائع ہو چکے ہیں۔

یورپین زبانوں میں مکتوبات پر کام:

حضرت شیخ احمد سرہندی کے فکری اثرات کی ہمہ گیریت کی بنا پر دنیا کی ہر زبان میں آپ کے افکار کا تجزیہ ضروری سمجھا گیا۔ تاکہ برصغیر کی مسلم سوسائٹی میں اسلامی فکر کے احیاء کے لئے کام کرنے والوں کے منہج کا اندازہ لگایا جاسکے۔ بلاشبہ عقیدت مندوں اور دیگر لوگوں کے شیخ سرہندی پر کام کے اپنے اپنے مقاصد ہیں۔ آپ پر کام کرنے والوں نے مکتوبات امام ربانی کو ضروری موضوع بحث بنایا ہے۔ چند ایسے کاموں کا اجمالی تذکرہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ لاہور میں شیخ وجیہہ الدین مکتوبات کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے انتہائی تگ و دو اور محنت کی۔ یہ کام مکمل ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ اس ترجمہ سے یورپ میں فکر مجدد کے مطالعہ کی نئی راہیں کھلیں گی اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوگا۔

۲۔ حسین ایشیق نے اپنی کتاب Endless Bliss میں مکتوبات کے بعض حصوں کا ترجمہ دیا۔ یہ کتاب انٹرنیٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

۳۔ ڈاکٹر فضل الرحمن نے Slected letters of Shaykh Ahmad کے نام سے منتخب مکتوبات کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

[جہان امام ربانی جلد اول، ص: ۱۰۰]

۴۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے Mujaddid's concept of Tawhid کے نام سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا اس میں مکتوبات کے بکثرت حوالہ جات ہیں۔

اسی طرح Yohanan Friedmann نے

Shaykh Ahmad Sirhindi - An outline of his thought and a study of His Image in the eyes of posterity
 کے عنوان سے McGill University میں 1966ء میں پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ لکھا اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن آکسفورڈ سے شائع ہو چکا ہے۔

The Role of Shaikh Ahmad Sirhindi in
 School of Oriental and African Studies, London
 کے عنوان سے مقالہ لکھ کر 1964ء میں
 مقالہ کا عنوان

Shaikh Ahmad Sirhindi's Thought and its impact on the
 Development of sufism

تھا۔ یہ مقالہ انہوں نے ہمدان انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف کشمیر میں ۲۰۰۱ء میں لکھا۔

ان تمام مقالات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کا مطالعہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں کیا گیا۔

۵۔ محمد عبدالحق انصاری کی کتاب Sufism and Shariah مشرق و مغرب میں یکساں مقبول ہوئی۔ اس کے دوسرے حصہ میں منتخب مکتوبات کا انگریزی ترجمہ دیا گیا ہے۔

۶۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق کی کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے Dr. Sergio Ujicich نے اطالوی زبان میں ۳۷ صفحات کا رسالہ لکھا۔

۷۔ Samuela Pagani نے

Abdal-Ghani al-Nabulusi's Reading of Ahmad

Sirhindi's Ideas on Tajdid

کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ اطالوی زبان میں لکھا۔ University of Naples نے اس مقالہ کو شائع کیا ہے۔

Russian State University For Humanities کے ایک پروفیسر Igor Alexeev نے بذریعہ ای میل بتایا کہ روس میں سنٹرل ایشیا پر لکھی گئی کتابوں میں امام ربانی کا تذکرہ موجود ہے۔

نامکمل معلومات کا یہ جائزہ بہر صورت اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ دنیا کی ہر بڑی زبان میں ہو رہا ہے۔ ان مکتوبات کی روشنی میں لوگ برصغیر کے مذہبی و سیاسی افق پر ہونے والے تغیرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ مکتوبات پر دنیا بھر میں ہونے والے کام کا بھرپور جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ دیکھا جائے کہ لوگ فکر مجدد کا کس کس زاویہ سے مطالعہ کر رہے ہیں۔

دروس مکتوبات

مکتوبات کی تفہیم و توضیح کے لئے جو کاوشیں ہوئیں ان میں درج بالا علمی و تحقیقی کاموں کے علاوہ ایک اہم پہلو مختلف مقامات پر ان کے دروس کا اہتمام ہے۔ تصوف کی بہت کم کتب ہیں جن کے دروس کا التزام کیا جاتا ہو اور یہ اہتمام ان کی جمع آوری کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سید محمد میاں لکھتے ہیں:

”تفسیر و حدیث کے علاوہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا درس بھی آپ

دیتے تھے اور اس کے دقیق مضامین کو شرح وسط سے بیان کرتے اور شبہات کا حل فرماتے۔“ [علمائے ہند کا شاندار ماضی، جلد اول، ص: ۲۵۹]

صاحب مقامات معصومی نے درس کا اندازہ یہ بیان کیا ہے: درس مکتوبات کی مجلس میں حضرت خواجہ محمد سعید خاموش بیٹھتے تھے اور محض سماعت فرماتے تھے جبکہ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کی شرح بیان کرتے۔ حضرت خواجہ معصوم کا درس کی تقریر کرنا مفسرین و محدثین کی اتباع میں تھا جبکہ حضرت خواجہ سعید درس کے دوران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فیض باطن سے فیضیاب ہو کر وہی فیض سامعین کے قلوب پر القاء فرماتے تھے۔ اس فرق کی وضاحت میر احمد صفر کے الفاظ میں اس طرح ہے:

”حضرت خازن الرحمت القاء معانی رات فویض بر باطن فیض موطن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نمودند تا زان برکات رشحہ بر اہل مجلس تقاطر نماید و خود بہ مراقبہ می ساختند و حضرت ایشان کہ معانی آں فرمودند پیروی مفسران و شراح.....“

[مقامات معصومی، جلد ۳، ص: ۳۷۹-۳۸۰]

خواجہ معصوم کے خلیفہ حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری (م: ۱۱۱۰ھ) بخارا میں درس کا ایسا اہتمام کرتے کہ ہندوستان میں اس کا عشر عشر بھی نہیں۔ آپ ہی کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی (م: ۱۱۳۲ھ) شام میں مکتوبات کا درس دیتے۔ اسی طرح ملا موسیٰ بھٹی کوٹی اور حافظ محسن سیالکوٹی بھی درس کا اہتمام کرتے۔

[یہ تفصیلات محمد اقبال مجددی نے مقامات معصومی کے حوالہ سے البینات کے مقدمہ میں دی ہیں]

شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلسل ۲۵ سال مکتوبات کا درس دیا

ہے۔ [حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص: ۱۵۴] خواجہ زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نماز عصر کے بعد

درس دیتے تھے۔ [خزینۃ الاصفیاء ص: ۲۴۰] مولانا برکات احمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ وہ عصر کے بعد مکتوبات کا درس بھی دیتے۔

[پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم جلد اول، ص: ۳۲۷]

خواجہ عبدالرحمن مجددی (ٹنڈوسائیں داد) مکتوبات کا درس دیتے۔ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی حضرت خواجہ کے بیٹے محمد حسن جان مجددی کے حالات میں لکھتے ہیں ”آپ نے علوم باطنیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی چنانچہ اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کا درس سبقاً سبقاً اپنے والد ماجد سے لیا، آپ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد حسین فرماتے تھے کہ ٹکیر کے قیام کے زمانہ میں ہم دو بھائی اور حضرت عبدالقدوس (المعروف شیریں جاں) اور چوتھے سید اسد اللہ شاہ ٹکیر والے حضرت سے ایک ساتھ مکتوبات پڑھا کرتے تھے“ [انوار علمائے سندھ ص: ۷۴۵]

مولانا محمد نور الدین نقشبندی (م: ۱۹۵۵ء) شکر گڑھ کی مختلف مساجد میں مکتوبات کا درس دیا کرتے تھے۔ مولانا سعید مجددی (م: ۲۰۰۲ء/۱۴۲۳ھ) گوجرانوالہ میں مکتوبات کا درس دیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد (م: ۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ھ) کراچی میں درس مکتوبات کا اہتمام کرتے۔

Annabelle Bottcher نے جرمنی میں ترک کردی مسلمانوں کی مندرجہ

ذیل تین بڑی تحریکوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

1. The Nurce Movement of Said Nursi
2. Mili Goersush Movement
3. Syleymanrcis Movement of Shaykh Hilmi

Tunahan.

یہ تیسری بڑی تحریک ہے جس کے پیروکار ترک، کردی الاصل ہیں اور جرمنی میں اپنے تمام مراکز میں ”مکتوبات امام ربانی“ کا درس بھی دیتے ہیں اور ترجمہ بھی کرتے ہیں۔ میں نے برلن (جرمنی) میں ایک مرکز دیکھا ہے۔ اس تحریک کی خواتین کی بھی ایک طاقتور تحریک ہے اور ترکی میں ان کی پرائیویٹ جامعات ہیں۔ اس تحریک کے لوگ عربی اور فارسی میں ”مکتوبات امام ربانی“ چھپواتے ہیں اور ترکی اور جرمنی میں فروخت کرتے ہیں۔ میں نے ایک سے ”مکتوبات امام ربانی“ کے عربی ترجمہ کی ایک کاپی خریدی تھی۔ [جہان امام ربانی، جلد اول، ص: ۹۸]

ان اجمالی معلومات سے مکتوبات امام ربانی کی اہل علم اور عوام الناس میں اہمیت اور اثر پذیری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مکتوبات امام ربانی کا تجزیاتی مطالعہ

مکتوبات امام ربانی کی اہمیت و افادیت اور کمیتوں کا ایک اجمالی مطالعہ پیش خدمت ہے۔

- ۱۔ یہ مکاتیب معارف علوم دینیہ کا خزینہ ہیں۔ قرآن و حدیث کی تعبیر و تشریح اور مخالفین کا ردِ بلیغ علمی و تحقیقی اسلوب پر، ان مکاتیب کا امتیاز ہے۔ اس اعتبار سے یہ مکاتیب دینی علوم میں ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔ قرآن، حدیث اور فقہ سے متعلقہ تفصیلات کے لئے راقم کی تصانیف ملاحظہ فرمائیں۔
- ۲۔ حضرت مجدد الف ثانی ایک دلہی تھے۔ آپ کا داعیانہ لب و لہجہ ان خطوط سے

ظاہر ہوتا ہے۔ داعی طبیب ہوتا ہے۔ مریض سے ہمدردی اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ اس لئے داعی ایسے الفاظ کا انتخاب کرتا ہے جس میں اپنائیت اور پیار کا رنگ نظر آئے۔ خواجہ جمال الدین کے نام ایک خط کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ معلوم فرزندى اعزى مينمايد [دفتر سوم، مکتوب ۸۱]۔ محمد مقیم قصوری کے لئے لکھتے ہیں ”اخوی محمد مقیم پرسیدہ.....“ [دفتر سوم مکتوب ۶۶]

۳۔ عموماً آپ مکتوبات کا آغاز الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى سے کرتے ہیں۔ اختتام پر کوئی آیت یا کوئی دعائیہ جملہ درج فرماتے ہیں۔ مکاتیب کے اختتام پر یہ الفاظ بھی بکثرت آئے ہیں:

والسلام على من اتبع الهدى والتزم متابعة المصطفى عليه وعلى
 اله من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكملها. [دفتر دوم، مکتوب: ۹]

ہر شخصیت کے شایان شان القابات استعمال کرتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود و سلام لکھنے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھے گئے مکاتیب سے ادب و احترام اور دیگر افراد کے مکاتیب سے پیار و شفقت کا اظہار الفاظ کی صورت میں صاف نظر آتا ہے۔

۴۔ یہ مکاتیب معارف علوم دینیہ کا خزینہ تو ہیں ہی فارسی ادب کا شاہکار بھی ہیں۔ الفاظ کا انتخاب، عبارت میں روانی، فارسی تراکیب اور فارسی و عربی اشعار کا بر محل استعمال، ان مکاتیب کو ایک شاہکار ادب پارہ بنا دیتا ہے۔ دیگر شعراء کے ساتھ

ساتھ آپ نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے اشعار بھی لکھے ہیں۔ آپ کی ایک رباعی ملاحظہ فرمائیں:

در عرصہ کائنات بادقت نہم
بسیار گذشتیم بسرعت چوں سہم
کشیتیم ہمہ چشم ندیدیم درو
جز ظل صفات آمدہ ثابت دروہم

[دفتر سوم، مکتوب: ۶۷]

۵۔ انسانوں سے ہمدردی و محبت صوفیہ کا ذوق رہا ہے۔ صوفیہ خدمت خلق کو بڑی اہم نیکی سمجھتے ہیں۔ مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اہل دربار اور صاحبان ثروت سے اپنی ذات کے لئے کبھی کچھ طلب نہ فرمایا۔ دین اسلام کی خدمت اور اس کے لئے قربانی کا جذبہ ابھارا یا مخلوق خدا کی بیچارگی و در ماندگی دور کرنے کے لئے سفارشی خط لکھے بعض خطوط سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں کسی بزرگ سے نسبت بہت اہمیت رکھتی تھی۔ اس لئے آپ نے اس شخص کی خاندانی وجاہت کا تذکرہ کرتے ہوئے اعانت کی ترغیب دلائی۔ اس طرح کے دو اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

”جباری خاں کو لکھا: دوسری التماس یہ ہے کہ اس رقعہ دعاء کا حامل شیخ مصطفیٰ قاضی

شرح رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہے..... [دفتر اول مکتوب: ۸۰]

مرزا اعراب خاں کو لکھا: حافظ حامد نیک آدمی اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے

ہیں..... [دفتر دوم، مکتوب: ۹۰]

۶۔ مکتوبات امام ربانی کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ اپنے احباب کو مکاتیب زیر مطالعہ رکھنے کی ترغیب دلاتے۔ ملا محمد طالب بیانکی کو لکھتے ہیں ”مطالعہ مکتوبات را لازم گیرند کہ سودمند است“ [دفتر اول، مکتوب: ۲۳۷]۔ دوسرے احباب کو مختلف مکاتیب کی نقول بھی روانہ فرماتے۔ [دفتر اول، مکتوب: ۲۵۶]

احباب کی مختلف موضوعات سے متعلقہ لکھے گئے مکاتیب کی طرف رہنمائی بھی فرماتے خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادگان کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں ”اگر نماز کے فضائل اور اس کی مخصوص کمالات کے معلوم کرنے کا شوق ہو تو تین مکاتیب جو ایک دوسرے کے قریب و متصل ہیں مطالعہ کریں۔ پہلا مکتوب فرزند ی محمد صادق کے نام، دوسرا میر محمد نعمان کے نام اور تیسرا میاں شیخ تاج کے نام لکھا ہے“۔ [دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶]۔ آپ کے ہاں خط کا جواب دینے کا اہتمام بھی حد درجہ تھا۔ بیماری اور شدید مصروفیت بھی جواب دینے میں مزاحم نہ ہوتی۔ [دفتر دوم، مکتوب: ۱۷، مکتوب: ۹۹]۔ اس اخلاص اور محنت کی برکت ہے کہ مکتوبات امام ربانی کی اثر پذیری اور اہمیت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔

الغرض یہ مکاتیب معارف و حقائق کی کان ہیں۔ صوفیہ کے افکار کے شارح اور تاریخی واقعات کے مظہر ہیں۔ صاحبان علم و حکمت آج بھی ان سے استفادہ کرتے ہیں اور ”خودروافکار“ کی بیخ کنی کے لئے ان کی روشنی میں راہ عمل متعین کرتے ہیں۔

مکتوبات امام ربانی کے ماخذ

مکتوب نگاری کی ابتداء کب سے ہوئی؟ تاریخی طور پر اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام [سورۃ النحل: ۳۰] کے مکتوب مبارک کا ذکر کر کے مکتوب نویسی کی اہمیت و افادیت کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ بعد ازاں مکاتیب نبویہ نے ان کی ضرورت واضح کی۔ نقشبندی سلسلہ کے صوفیہ نے نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اس طریق تبلیغ کو اپنایا۔ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ معصوم، خواجہ محمد سعید، خواجہ سیف الدین، خواجہ محمد نقشبند، خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر نقشبندی صوفیہ نے مکتوب نویسی کے اس سلسلہ کو اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا۔

اس سلسلۃ الذہب میں حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکاتیب کو بعض علمی و فکری حوالہ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ مکاتیب ہی ہیں جنہوں نے ایک فکری اساس مہیا کی جس کے اثرات نے سیاسی رخ کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ تین دفاتر پر مشتمل یہ مکاتیب علوم و معارف کا خزانہ ہیں۔ مکاتیب کے عموماً ماخذ تلاش نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تو صرف دو افراد کے باہمی تبادلہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں، مگر یہ مکاتیب علم و فن کی دنیا میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لئے علمی و تحقیقی حوالہ سے ان کے ماخذ تلاش کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اسلامی علوم و فنون میں ارتقاء کی جانکاری ہو، جس سے ان مکاتیب کا علمی مقام سمجھنے میں مدد ملے گی۔ لیکن یہاں اس سلسلہ میں دو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلی مشکل کا اندازہ خواجہ بدرالدین سرہندی اور خواجہ ہاشم کشمی کے درج ذیل اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔

خواجہ بدرالدین نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف و اسرار چار قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کا اظہار ہی نہیں فرمایا۔ دوسری قسم کا اظہار صرف صاحبزادگان سے کیا، تیسری قسم کا اظہار صرف اصحاب کالمین کے سامنے فرمایا، چوتھی قسم یہ ہے کہ سائل کچھ دریافت کرتا تو عام فائدے کے لئے تحریر فرما دیتے۔ آپ کے رسالے اور مکاتیب اسی چوتھی قسم پر مشتمل ہیں اور ان میں سے ہر معرفت دل کے بیماروں کے لئے شفا ہے۔! [حضرات القدس جلد ۲، ص: ۱۳۹] خواجہ ہاشم کشمی نے ایک عالم کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ 'رسائل و کتب دو قسم کے ہیں تصنیف یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ لوگوں کی باتوں کو سیاق و سباق کے ساتھ اچھی طرح جمع کر دے اور تصنیف یہ ہے کہ اپنے علوم و نکات کو تحریر میں لائے۔ اب انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ میں سنجیدہ اور مناسب تصنیف تمہارے شیخ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے رسائل و مکاتیب کا مجموعہ ہے کہ جس قدر بھی ان پر نظر ڈالی ان کو کہیں سے نقل کرتے نہیں دیکھا مگر شاذ و نادر یا ضرورت کی بنا پر ایسا کیا ہے۔' [زبدۃ المقامات ص: ۲۹۵]

ان دونوں اقتباسات سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مکتوبات کے ماخذ کی تلاش دشوار گزار گھائی کو عبور کرنے کے مترادف ہے۔ دوسری مشکل یہ کہ اس دور کے انداز تحریر میں دورِ حاضر کی طرح حوالہ جات اور تخریج کا اہتمام نہ تھا اس لئے دیئے گئے اقتباسات کے حوالہ جات کی تلاش ممکن نہیں رہتی۔ بعض مقامات پر حضرت شیخ سرہندی نے کسی کتاب کے حوالے سے کوئی بات نقل کی، یا کسی کتاب کا تذکرہ فرمایا، تو ان امور سے اس وقیع علمی ذخیرہ کے ماخذ تلاش کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۱۔ مقامات معصومی میں آپ کے معارف کی پانچ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ قسم پنجم کے بارے میں میر صغرا احمد معصومی لکھتے ہیں: "ایسے معارف جو آپ نے کسی سے بیان نہ کئے اور وہ آپ کے ساتھ ہی چلے گئے اور کسی نے بھی ان کا ذکر نہیں کیا۔"

میر صفراحمہ معصومی نے خواجہ ہاشم کشمی کا یہ شعر بھی لکھا:

ز عرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد
یکی گفت و صد دیگر نہاں کرد

[مقامات معصومی جلد ۲، ص: ۳۹-۴۰]

مطالعہ کتب اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے رجحانات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خود مطالعہ کتب کا ذوق رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کو جو مکاتیب لکھے گئے ان میں مکاشفات وغیرہ کے حوالہ سے بھی یہ لکھا ”ایک اور عرض یہ ہے کہ ہر کتاب کا مطالعہ بالکل اچھا نہیں معلوم ہوتا البتہ جس کتاب میں ان بزرگوں کے کمالات و بلند مراتب کا ذکر درج ہے جو کہ مقامات میں واقع ہوئے ہیں اس کتاب کا مطالعہ اچھا معلوم ہوتا ہے تاکہ اس قسم کی کوئی چیز دیکھی جائے“ [دفتر اول مکتوب: ۱۱]۔ اس مکتوب سے آپ کا ذوق مطالعہ اور انتخاب کتاب کا پہلو سامنے آتا ہے۔ لیکن یہ ایک خاص کیفیت کا تذکرہ ہے۔ کیونکہ دوسرے مکاتیب سے پتہ چلتا ہے کہ کتب فقہ آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کو ہی آپ نے تحریر فرمایا کہ خواہش ہے کہ ہدایہ کا تکرار ہو رہا ہو۔ [دفتر اول، مکتوب: ۸]۔ شیخ نظام تھانی سیری کو لکھا کہ کتب تصوف کا مطالعہ نہ بھی ہو تو حرج نہیں۔ لیکن کتب فقہ کا مطالعہ نہ ہونا نقصان کا احتمال رکھتا ہے۔ [دفتر اول، مکتوب: ۲۹] ایک شخص نے اسلام قبول کیا تو عبدالکریم سنائی کو لکھا ”مشاراللیہ (شیخ احمد) نو مسلم ہے اس لئے اس کو عقائد کلامیہ، جو فارسی کتابوں میں مذکور ہیں، سکھائیں اور احکام فقہ کی بھی تعلیم دیں۔ تاکہ فرض، واجب، سنت، مستحب حلال و حرام، مکروہ، مشتبہ کو پہچان لے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔ گلستان و بوستان کو پڑھنا بے کاری میں داخل ہے۔“ [دفتر اول،

[مکتوب: ۲۷۸]

اس مکتوب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے ارادت مندوں کو روزمرہ کے فقہی مسائل سے آشنائی کے لئے کتب تجویز کریں، کتابوں کے انتخاب کا معاملہ عامۃ الناس پر نہ چھوڑا جائے اس سے گمراہی پھیلنے کا خطرہ ہے۔ خود راہنمائی کی جائے۔ اسی گمراہی سے بچاؤ کے لئے آپ نے ضرر رساں کتابوں سے اجتناب کی تلقین نہایت ہی عالمانہ اسلوب میں فرمائی۔ علی احمد المہامی کی تفسیر ”تبصیر الرحمن“ کے بارے میں شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو خط لکھا قابل مطالعہ ہے۔

”کتاب، تبصیر الرحمن جو آپ نے بھیجی تھی بعض مقامات سے مطالعہ کر کے واپس بھیج رہا ہوں..... میرے مکرم! اس کتاب کا مصنف فلاسفہ کے مذہب کی طرف بہت زیادہ رجحان رکھتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حکماء کو انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے ہم پلہ بنا دے۔ سورہ ہود آیت نمبر ۱۶ کی تفسیر پر نظر پڑی جو حکماء کے طرز پر ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰات والتحیات کے طریقے کے خلاف ہے اس میں انبیاء اور حکماء کے قول کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے، آیہ کریمہ اُولَئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ بَاتِفَاقِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْحِكْمَاءِ اِلَّا النَّارُ الْحَسِي اَو الْعَقْلِي اِلْح“ (یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہے) باتفاق انبیاء اور حکماء ”سوائے آگ کے“ خواہ وہ حسی ہو یا عقلی (یعنی وہ آگ انبیاء علیہم السلام کے قول کے مطابق حسی ہو یا حکماء کے قول کے مطابق عقلی ہو)۔

انبیاء علیہم الصلوٰات والتحیات کے اجماع کے بعد حکماء کا اتفاق کیا حیثیت رکھتا ہے اور عذاب اخروی میں حکماء کے قول کی کیا حیثیت ہے بالخصوص جبکہ وہ قول انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے قول کے مخالف ہو۔ فلاسفہ جو عذاب عقلی کا اثبات کرتے ہیں ان کا مقصد عذاب حسی کا دور کرنا ہے جس کے ثبوت پر انبیاء کا اجماع واقع ہے..... اور دوسرے

مواقع پر قرآنی آیتوں کو حکماء کے مذاق کے مطابق بیان کرتے ہیں اگرچہ وہ اہل ملل کے مذاہب کے خلاف ہو۔..... لہذا اس کتاب کا مطالعہ ظاہر اور باطن کے نقصان سے خالی نہیں ہے۔ ان باتوں کا اظہار ضروری تھا اس لئے چند کلمات لکھ کر آپ کو تکلیف دی ہے۔ [دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۱]

وہ کتب جو تحقیقی اسلوب سے خالی ہیں آپ نے ان کے بارے میں بھی نشاندہی کی۔ مثلاً ”قنیۃ المندیۃ کی روایت، تو وہ ہرگز اس درجہ کی نہیں کہ حکم قطعی کو منسوخ کر سکے۔ مولانا جلال الدین لاہوری جو کہ علمائے لاہور میں بڑے پایہ کے علماء میں سے ہیں فرماتے کہ قنیۃ کی بہت سی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں اور کتب معتبرہ کے خلاف ہیں۔“ [دفتر اول، مکتوب: ۱۰۲]

گویا اگر کسی کتاب میں معروف و متداول اور معتبر کتب کے خلاف بات ہو تو وہ قابل قبول نہ ہوگی۔ تحقیق کا معیار آپ کے ہاں یہ نظر آتا ہے کہ حوالہ کے لئے بعض اوقات لوگ خط کے ساتھ کتاب بھی روانہ کرتے۔ اس طرز عمل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ کے ہاں کتاب کے حوالہ کی اہمیت کیا ہے۔ ملا مقصود علی تبریزی کو لکھتے ہیں ”یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تفسیر حسینی بھیجے سے آپ کا کیا مقصد تھا کیونکہ یہ تفسیر حنفی آئمہ کے مطابق ہے“ [دفتر سوم، مکتوب: ۲۲]

درج بالا نکات سے مطالعہ کتب، اور انتخاب کتب کے بارے میں حضرت شیخ سرہندی کی فکر کے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

(۱) احوال و کیفیات کے بدلنے سے مطالعہ کے لئے کتب کے انتخاب میں تبدیلی آتی

ہے۔

- (۲) ہر کتاب قابل مطالعہ نہیں ہوتی۔
- (۳) فقہ کی کتب ضرور پیش نظر رکھنی چاہئیں۔
- (۴) عامۃ الناس کو انتخاب کتب کے لئے سلیم فطرت علماء سے مشورہ کرنا چاہیے۔
- (۵) کسی مسئلہ میں تحقیق کے لئے معتبر کتب، جو علمائے احناف کی تحریر کردہ ہوں، پر اعتماد کرنا چاہیے۔
- (۶) انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور فلاسفہ کے نظریات کو اکٹھا، ذکر کرنے والے مقام نبوت سے ناواقف ہیں ایسی کتب ظاہر و باطن پر مضر اثرات ڈالتی ہیں۔
- ان نکات کی روشنی میں ان کتب کی اہمیت و افادیت سامنے آتی ہے جن کے نام مکتوبات امام ربانی میں بطور حوالہ آئے ہیں۔ ان کتب کو علوم و فنون کے اعتبار سے درج ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) القرآن الکریم

مکتوبات امام ربانی میں جا بجا قرآنی آیات نقل کی گئی ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً (۳۷۰) ہے۔ کہیں تو صرف آیت ہی نقل کر دی مگر بہت سے مقامات پر ان آیات کی تفسیر..... ماثور اور اشاری..... بیان کی ہے۔ اس اعتبار سے مکتوبات امام ربانی، قرآن فہمی کا ایک اہم اور موثر ذریعہ ہیں بعض آیات کے حوالے سے تو ایسی نادر تحقیقات بھی سامنے آتی ہیں کہ متقدمین کی تفاسیر میں ان کا اس طرح تذکرہ نہیں ملتا۔ جیسے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات۔ [دفتر دوم مکتوب: ۵۴]

آیات قرآنی کے حوالہ سے آپ کی تفسیری نکات کے لئے درج ذیل مکاتیب بطور مثال ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

دفتر اول، مکتوب: ۵۲

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲

دفتر اول، مکتوب: ۹۹

آیات کی تفسیر کے حوالہ سے آپ نے مابعد کے مفسرین پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ تفسیر روئی، مظہری اور روح المعانی ان اثرات کی نمایاں مثالیں ہیں۔

ان تمام آیات کی فہرست مع حوالہ آیات اور مکتوب نمبر کے ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ اول۔

نوٹ: مکاتیب میں حضرت امام ربانی نے استدلال کی نوعیت کے مطابق آیت کا ایک حصہ نقل کیا ہے تو راقم نے وہ آیت مکمل نقل کی ہے۔

(ب) کتب حدیث:

مشکوٰۃ المصابیح۔ حاشیہ مشکوٰۃ، حلیۃ الابرار (امام نووی)

(ج) سیرت و تاریخ:

الصواعق المحرقة، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى۔

(د) تفسیر:

معالم التنزیل، مقاصح الغیب، انوار التنزیل، مدارک التنزیل، تفسیر حسینی۔

(ه) اصول فقہ:

التلویح، بزدوی۔

(و) فقہ:

ہدایہ، فتاویٰ سراجیہ، الفتاویٰ الغیاشیہ، شرح الوقایہ، مجموعہ خانی، جامع الرموز، ترغیب
الصلوٰۃ، حاشیہ قرۃ کمال، قدیۃ المیۃ، رسالہ در رفع سبابہ، المحیط، خزائن الروایۃ، التاتارخانیہ،
فتاویٰ ولوالحی۔ تیسیر الاحکام۔ عمدۃ الاسلام۔

(ز) تصوف:

احیاء العلوم، المعقد من الضلال، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، ارشاد السالکین (یحییٰ
منیری)، عوارف المعارف، رشحات عین الحیات، شرح الممعات (جامی)، غنیۃ الطالبین،
منازل السائرین، فحاشات الانس۔

(ح) علم کلام و عقائد

تمہید، مواقف، شرح مواقف، حاشیہ خیالی، شرح عقائد

(ط) دواوین شعریہ:

مثنوی رومی، کلیات سعدی، دیوان عراقی، دیوان حافظ، کلیات باقی باللہ۔

(ی) متفرق کتب:

بذل الماعون فی فضل الطاعون

شرح الصدور، رسائل اخوان الصفاء

یہاں اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہر وہ کتاب جس کا نام مکتوبات امام ربانی

میں آیا ہو، ضروری نہیں کہ آپ نے براہ راست اسے بطور ماخذ استعمال کیا ہو، کیونکہ بہت سی

کتب کی اس زمانہ میں اشاعت نہ ہوئی تھی اس لئے ممکن ہے کہ آپ نے ثانوی ماخذ کا سہارا

لیا ہو اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے حوالہ اصل ماخذ کا دے دیا۔

ماخذ کا اجمالی تعارف

درج بالا کتب میں سے صرف چند کا افادہ علمی کے لئے مختصر تعارف نقل کیا جاتا

ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح:

امام ولی الدین خطیب تبریزی (م: ۷۳۷) نے اپنے استاد کے مشورہ پر، مصابیح السنہ کا بعض اعتبار سے اختصار اور مفید اضافہ جات، کے ساتھ مشکوٰۃ المصابیح کو مرتب کیا۔ ماضی میں یہ کتاب اپنی ابواب بندی اور جامعیت کی بنا پر نصاب کا حصہ رہی اور حوالہ جاتی کتاب تسلیم کی جاتی رہی۔ عہد مجدد رحمۃ اللہ علیہ میں اسی کتاب سے احادیث کے حوالہ کو قابل اعتماد سمجھا جاتا تھا، شیخ محدث دہلوی نے بھی اس دور میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کی شرح تحریر فرمائی۔ کئی زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

مکاتیب امام ربانی میں احادیث نبویہ کے لئے جس کتاب کو بطور ماخذ بکثرت استعمال کیا گیا وہ مشکوٰۃ المصابیح ہی ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے عموماً مشکوٰۃ المصابیح کی فصل اول سے روایات لیں۔ بقیہ دو فصول کی روایات تعداد میں کم ہیں۔ آپ نے ان احادیث کی بعض مقامات پر عرفانی تشریح بھی فرمائی۔ آپ کے دور میں غالباً برصغیر میں کتب صحاح کی شروح دستیاب نہ تھیں۔ اس لئے ایک جگہ آپ نے علامہ محمد بن یوسف علی الکرمانی (متوفی م: ۷۹۶ھ) کا حوالہ دیا مگر حوالہ انہوں نے اپنے والد اور آپ نے شیخ عبداللہ اور شیخ رحمت اللہ جو اکابر محدثین میں سے تھے اور حرین میں شیخین کے لقب سے مشہور تھے، سے سنا۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۵۶] حوالہ دینے کے

اس اسلوب سے بہر صورت یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ آپ اصل ماخذ تک رسائی کے لئے کس قدر تک و دو فرماتے۔ ایک جگہ حاشیہ مشکاة کا حوالہ بھی ہے [دفتر اول مکتوب: ۲۶۵] مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا اس سے مراد کس محشی کا حاشیہ ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ مکتوبات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے احادیث کے لئے صوفیہ کی تصانیف پر بھی اعتماد کیا ہے۔

کتب سیرت و تاریخ

(i) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى:

یہ قاضی عیاض بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۶ھ-۵۴۴ھ) کی مفید اور مقبول کتاب ہے۔ اس کی جدت و ندرت، ہر طبقہ و مسلک کے لوگوں میں شہرت و مقبولیت اور انداز تحریر کی دلکشی و دلآویزی کا قاضی عیاض کے معاصرین، ارباب سیر اور علمائے فن نے اعتراف کیا ہے۔ اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی عظمت شان اور آپ کے جلیل القدر منصب و مقام کو قرآن مجید، حدیث نبوی اور آئمہ کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ دفتر اول کے مکتوب ۲۵۱ میں اس کتاب کے حوالہ سے سب اصحاب رسول ﷺ کا حکم نقل کیا گیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ فضائل نبی ﷺ کی احادیث کی نقل کا بھی یہی ماخذ ہو۔

(ii) الصواعق المحرقة:

شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر لہستانی (۸۹۹ھ-۹۶۳ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں خلفائے راشدین، اور مناقب اہل بیت نبوی کے بارے میں جمہور اہل سنت کا موقف بیان کیا گیا ہے۔ ۹۵۰ھ میں آپ نے یہ کتاب مسجد الحرام میں سنائی۔ مکتوبات امام ربانی میں اس کتاب کا حوالہ شیخین کی فضیلت کی احادیث اور مشاجرات صحابہ کے حوالے سے آیا ہے [ملاحظہ فرمائیے دفتر اول، مکتوب ۲۵۱ اور ۲۶۶] گویا یہ کتاب احادیث نبویہ اور کلامی مباحث کے لئے بطور ماخذ استعمال کی گئی ہے۔

کتب تفسیر

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ کے مکاتیب اور دیگر رسائل پر نظر ڈالیں تو واضح ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کی تشریح و توضیح کے لئے آپ متداول تفاسیر کا مطالعہ فرماتے۔ اس شعبہ میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے استفادہ کے ساتھ ساتھ درج ذیل کتب تفاسیر آپ کے پیش نظر رہیں۔

(i) معالم التنزیل:

یہ امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء بغوی (م: ۵۱۰ھ) کی جلیل القدر تفسیر ہے۔ امام حازن نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ معالم التنزیل، تفسیر کی نہایت بلند پایہ اور گراں قدر کتاب ہے۔ یہ صحیح اقوال کی جامع، احادیث نبویہ سے آراستہ اور احکام شرعیہ سے پیراستہ ہے۔ اس میں ازمنہ سابقہ کے عجیب و غریب واقعات مندرج ہیں۔ اس کی عبارت دل نشین اور حسن و جمال کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔

[حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، ملک سنز لاہور ۱۹۹۳ء، ص: ۲۱۵]

(ii) مفاتیح الغیب:

امام محمد بن محمد عمر بن حسین المعروف امام فخر الدین رازی (۵۳۳-۶۰۶ھ) کی یہ تفسیر علوم و فنون کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اہل سنت کے عقائد کے پرزور حمایتی ہیں اور معتزلہ کا خوب رد کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ امام رازی اس کو مکمل نہ کر سکے تھے، مگر علامہ غلام رسول سعیدی نے تبیان القرآن میں ایسے صاحبان علم کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ اس کتاب کی

تکمیل امام رازی ہی نے کی ہے۔

[سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۷ء، جلد ۱۲، ص: ۱۰۳۶]

(iii) انوار التنزیل و اسرار التاویل:

عبداللہ بن عمر بن محمد بیضاوی (م: ۶۸۵) کی تفسیر جو درسی حلقوں میں تفسیر بیضاوی کے نام سے معروف ہے۔ بیضاوی نے امام رازی اور راغب اصفہانی کی تحقیقات سے خوب فائدہ اٹھایا پھر اس پر صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار کا اضافہ کیا اور عقل خداداد کی مدد سے طبع زاد نکات و لطائف شامل کئے۔ امام بیضاوی کا اسلوب نگارش بڑا دلکش اور جاذب توجہ ہے۔

[تاریخ تفسیر و مفسرین ص: ۲۶۸-۲۷۲]

(iv) مدارک التنزیل و حقائق التاویل:

عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (م: ۷۰۱) کی معروف تفسیر ہے۔ یہ متوسط القامت تفسیر ہے۔ مؤلف نے اس میں وجوہ اعراب اور مختلف قراءتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ تفسیر کشاف میں جو بلاغی نکات اور محسنات بدیعیہ تھے ان کو اس تفسیر میں سمودیا ہے۔ سورتوں کے فضائل کے سلسلہ میں جو احادیث موضوعہ کشاف میں مذکور ہیں اس میں مندرج نہیں۔ اس میں تفسیر بیضاوی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ [تاریخ تفسیر و مفسرین ص: ۲۷۲-۲۷۵]

اصول فقہ

(i) التلویح

یہ صدر الشریعۃ الاصفہانی عبید اللہ بن مسعود (م: ۷۴۷ھ) کی اصول فقہ پر معروف کتاب التلویح کی شرح ہے، جو علامہ سعد الدین سعید بن قاضی فخر الدین عمر تفتازانی (م: ۷۹۲ھ) کی تحریر کردہ ہے۔ ۷۵۸ھ میں لکھی گئی۔

حضرت امام ربانی نے اس کتاب کا براہ راست کوئی حوالہ نقل نہیں کیا لیکن ایک مقام پر [دفتر اول، مکتوب: ۸] میں اس کتاب کے مقدمات اربعہ کے تکرار کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ مقدمات اربعہ اس کتاب کے دقیق ترین مباحث میں سے ہیں۔ علماء نے صرف مقدمات اربعہ پر تعلیقات تحریر کیں۔ [ان مقدمات کی تفصیل کے لئے دیکھئے التلویح مع التلویح، کراچی، ۱۳۳۱ھ، ص: ۳۲۲-۳۳۶] ان مقدمات کا تذکرہ حضرت مجدد کے فقہی اصولوں پر عمیق نظری کا آئینہ دار ہے۔

(ii) اصول بزدوی:

علی بن محمد بن حسن بزدوی (۴۰۰ھ-۴۸۲ھ) کی اصول فقہ پر معروف کتاب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کا متن سمجھنا گویا لوہے کے چنے چبانے کی بنا پر آپ کو ابوالعسر کہا جاتا ہے، مولانا عبدالعلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں: ”یہ عبارتیں گویا چٹائیں ہیں جو اہر جڑے ہوئے ہیں یا پتے ہیں جن میں شگوفے چھپے ہوئے ہیں روشن ذہن و ذکاوت والے ان کے معانی حاصل کرنے میں متیجر ہیں اور ان عبارتوں کے سمندروں میں غوطہ لگانے والے بجائے موتیوں کے سیپیوں پر قناعت کر رہے ہیں“ [ظفر المصلین ص: ۴۸۵-۴۸۷]

مکتوبات امام ربانی میں اس کتاب کا براہ راست کوئی حوالہ تو نہیں ملتا البتہ دو جگہ [دفتر اول مکتوب ۲۷۶، دفتر دوم مکتوب: ۱۸] میں ہدایہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس تذکرہ سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ اصولی مباحث میں یہ کتاب ضرور آپ کے پیش نظر رہتی ہوگی۔

فقہ

ہدایہ:

فقہ حنفی کی معروف کتاب جس کے مصنف برہان الدین علی بن ابی بکر، ۸۔ رجب ۵۱۱ھ / نومبر ۱۱۱۷ء کو مرغینان میں پیدا ہوئے اور ۱۴ ذی الحجہ ۵۹۳ھ / ۲۸۔ اکتوبر ۱۱۹۷ء کو سمرقند میں فوت ہوئے۔ عبدالحی لکھنوی نے آپ کے تعارف کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے۔

كان اماما فقيها حافظا محدثا مفسرا جامعاً للعلوم ضابطاً
للفنون..... اصوليا ادبيا شاعرا لم تر العيون مثله في العلم والادب

[لکھنوی، عبدالحی، الفوائد البہیة فی تراجم الحنفیة، قدیم کتب خانہ

کراچی، ص: ۱۴۱]

ہدایہ دراصل ہدایۃ المبتدی کی متوسط شرح ہے۔ تیرہ سال اس کی تکمیل میں لگے۔ اس کے تراجم دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس کی درسی اہمیت و افادیت کی بنا پر متعدد حواشی اور شروح لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح اس کتاب کی احادیث کی تخریج پر بھی کئی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔

[تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: اختر راہی، تذکرہ مصنفین درس نظامی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۷۸ء، ص: ۷۴-۷۶ / گنگوہی، محمد حنیف، ظفر المصلین باحوال المصنفین، دار الاشاعت کراچی،

ص: ۱۹۱-۲۰۰]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ان الفاظ

سے لگایا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے شیخ کو لکھتے ہیں۔ ”خواہش ہے علماء و طلباء کے گروہ میں شامل ہو جاؤں اور تلوخ کے مقدمات اربعہ کا تکرار کرتا رہوں نیز فقہ کی کتاب ہدایہ کا بھی ذکر و تکرار کیا جاتا رہے“ [مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب: ۸] اس پسندیدگی کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ فقہی مسائل کے استخراج و استنباط میں یقیناً یہ فقہی ذخیرہ پیش نظر رہتا ہوگا۔ ایک فقہی مسئلہ کے لئے اس کتاب کا حوالہ ان الفاظ میں دیا ہے۔

فی جامع الرموز فی بیان کفن المرأة و فی الهدایة.....

[مکتوب امام ربانی، (فارسی) دفتر اول، مکتوب ۳۱۳، ص: ۱۷۲]

(ii) فتح القدر:

یہ ہدایہ کی مفصل شرح ہے جس میں حدیث کے حوالہ سے بڑی ہی چشم کشا بحثیں ہیں۔ علامہ کمال الدین محمد ابن ہمام (۷۹۰-۸۶۱ھ) کتاب کے مؤلف ہیں لیکن وہ اس کتاب کو مکمل نہ کر سکے، اس لئے کتاب الزکاة تک ان کے قلم سے اور تکملہ قاضی زادہ شمس الدین احمد (م: ۹۸۸ھ) کے قلم سے ہے۔ فتح القدر پر ملا علی قاری نے حاشیہ لکھا اور علامہ ابراہیم (م: ۹۵۶ھ) نے اس کی ایک جلد میں تلخیص کی ہے۔

[تذکرہ مصنفین درس نظامی، ص: ۶۷، مجتم تراجم اعلام الفقہاء، ص: ۳۲۵، قاموس الفقہ جلد اول ص: ۳۸۳]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دفتر اول کے مکتوب ۳۱۲ میں رفع سبابہ پر

بحث کرتے ہوئے بڑے ہی لطیف۔ پیرائے میں ابن ہمام پر نقد کیا ہے۔

”والعجب من الشيخ ابن الهمام انه قال وعن كثير من المشائخ

عدم الاشارة وهو خلاف الرواية والدراية كيف نسب التجهيل الى العلماء

المجتهدين المتمسكين بالقياس الذي هو الاصل الرابع من الشرع وهو

ظاهر المذهب و ظاهر الرواية عند الحنفية و هذا الشيخ قد ضعف حديث

القلتين بالاضطراب المحاصل من كثرة اختلاف الرواة

[مکتوبات امام ربانی ص: ۱۶۶]

(iii) حاشیہ شرح وقایہ:

یہ مولانا عصام الدین ابراہیم محمد اسفرائینی (م: ۹۴۴) کا تحریر کردہ ہے۔ یہ صرف کتاب البیج تک لکھا گیا۔ علماء نے اس کو پسند کیا اور یہ مملکت روم میں متداول ہے۔ ۹۳۴ھ میں مصنف اس کی تسوید سے فارغ ہوئے۔

[جوپوری، عبدالاول، فقہ سلامی، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص: ۲۲۵]

(iv) فتاویٰ غیاثیہ:

غیاث الدین بلبن کی طرف منسوب ”فتاویٰ غیاثیہ“ کے مصنف شیخ داؤد بن یوسف الخطیب ہیں۔ ان کے احوال حیات کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ مسائل فقہ حنفیہ کو محیط ہے اور اس میں ان افکار و آراء کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے جن میں حنفی فقہ کی توثیق و وضاحت ہوتی ہے۔ یہ مجموعہ دسویں صدی ہجری تک علماء و فقہاء میں متداول تھا وہ اس سے استفادہ کرتے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی کے فقہی مسائل کا یہ بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔ فقہاء کے اقوال آپ نے اس سے نقل کئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ دفتر اول مکتوب ۲۸۸ اور دفتر دوم مکتوب: ۵۴۔ [اس فتاویٰ کے تفصیلی تعارف کے لئے ملاحظہ فرمائیں: محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم

فقہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۹۷۳ء، ص: ۳۳-۶۰]

(v) الفتاویٰ التاتاریخانیہ:

یہ عالم بن علاء انصاری (م: ۸۶: ۷) کی تالیف ہے۔ کتاب کا اصل نام ”زاد المسافر“ ہے۔ مصنف اور تارخاں کے درمیان علمی سطح کے تعلقات پیدا ہوئے، تو ان مراسم کی بنا پر مصنف نے مقدمہ کتاب میں بھی تارخاں کا ذکر کیا اور کتاب اس سے منسوب کر دی۔ ۱۷۷۷ء میں مؤلف نے اس کتاب کو مکمل کیا۔

مصنف فتاویٰ نے اس میں الحیظ، البرہانی، ذخیرہ، خانہ، اور ظہیر یہ کے مسائل جمع کر دیئے ہیں۔ کتاب کی ترتیب ہدایہ کے ابواب کے مطابق ہے۔ [برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ۱۱۵-۱۲۵/فقہ اسلامی ص: ۲۳۹-۲۴۰] اور ماخذ کی تعداد تقریباً ۵۵ ہے۔ مکتوبات کے فقہی مسائل کا اہم ترین ماخذ یہ کتاب ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: دفتر اول مکتوب: ۳۱۲، دفتر دوم مکتوب: ۵۴

[کتاب کے مزید تعارف کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الفتاویٰ التارخانیہ جلد اول ص: ۲۳-۲۸]
یہ کتاب دار احیاء التراث العربی، بیروت سے ۲۰۰۲ء/۱۴۲۰ھ میں ۵ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(vi) عمدۃ الاسلام:

شیخ عبدالعزیز بن حمید دہلوی دہلی کے ایک جید عالم تھے۔ ان کی یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے جبکہ ایک ایسی کتب سے فقہی مسائل کو نہایت عمدگی سے جمع کر دیا ہے، حضرت مجدد الف ثانی نے فقہی مسائل کے لئے عامۃ الناس کو اس کتاب کے مطالعہ کی تلقین فرمائی ہے [دفتر اول مکتوب ۱۹۳، ۲۹] یقیناً فارسی میں لکھی گئی یہ کتاب آپ کے زیر مطالعہ رہی ہوگی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر سراج احمد قادری نے کیا ہے اور ۲۰۰۲ء میں انڈیا سے شائع ہو چکا ہے۔ اصل فارسی متن استنبول سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔

(vii) ترغیب الصلوٰۃ وتیسیر الاحکام

نماز کے احکام پر مشتمل یہ فقہی ذخیرہ محمد بن احمد زاہد البونی (م: ۶۳۲: ۷ھ/۱۲۳۲) کا

مرتب کردہ ہے۔ اس مجموعہ کو ۱۰۶ مصادر سے ترتیب دیا گیا ہے، استنبول سے فارسی متن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ ایسی کتابیں ہر وقت پاس رکھنی چاہیں تاکہ شرعی مسائل پر عمل ہو سکے [دفتر سوم، مکتوب ۱۷]۔

نوٹ: مترجمین نے مکتوب مذکورہ سے ان کو دو کتابیں سمجھا اور یہ اشتباہ شیخ نور احمد امرتسری کے حاشیہ سے ہوا [ملاحظہ فرمائیں مکتوب مذکور کا حاشیہ جلد دوم، حصہ ہشتم ص: ۳۹] اور بعد میں سب مترجمین نے دو کتابیں سمجھ کر ترجمہ کیا۔ مطبوعہ نسخہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ہی کتاب ہے۔

مرتب کردہ ہے۔ اس مجموعہ کو ۱۰۶ مصادر سے ترتیب دیا گیا ہے، استنبول سے فارسی متن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ ایسی کتابیں ہر وقت پاس رکھنی چاہیں تاکہ شرعی مسائل پر عمل ہو سکے [دفتر سوم، مکتوب ۱۷]۔

نوٹ: مترجمین نے مکتوب مذکورہ سے ان کو دو کتابیں سمجھا اور یہ اشتباہ شیخ نور احمد امرتسری کے حاشیہ سے ہوا [ملاحظہ فرمائیں مکتوب مذکور کا حاشیہ جلد دوم، حصہ ہشتم ص: ۳۹] اور بعد میں سب مترجمین نے دو کتابیں سمجھ کر ترجمہ کیا۔ مطبوعہ نسخہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ہی کتاب ہے۔

کتب تصوف

فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ

شیخ اکبر اور ابن عربی کے نام سے معروف شخصیت کا اصل نام محمد بن علی ہے۔ آپ کی ولادت ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ / ۲۸ جون ۱۱۶۵ء کو اندلس کے شہر مرسیہ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قبیلہ طے سے تھا، آپ کی ولادت کے حوالہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی تھی اور ولادت پر آپ کے لئے دعا فرمائی۔ ۸۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ ز / ۱۶ نومبر ۱۲۴۰ء، شب جمعہ کو ہوا۔ تصوف کی تاریخ میں آپ کے بارے میں عقیدت مندوں اور حاسدوں نے غلو اور تنقیص سے کام لیا۔ مگر حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے علوم کے ساتھ انتہائی معتدل اور متوازن رویہ ہے۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

”یہ عجیب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ کے مقبول بندوں میں نظر آتے ہیں اور ان کے بیشتر علوم، جو اہل حق کی رائے کے خلاف ہیں، نادرست اور غلط معلوم ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کشفی غلطی میں معذوری ہے اور اجتہادی غلطی پر ملامت نہیں ہے۔ شیخ محی الدین کے بارے میں فقیر کا یہ ذاتی اعتقاد ہے کہ ان کو مقبولان الہی میں شامل سمجھتا ہے اور ان کے خلافی علوم کو غلط اور نقصان دہ خیال کرتا ہے۔ اس گروہ میں سے ایک جماعت ہے جو شیخ کو ملامت کرتی ہے، اور ان کے علوم کی غلطیاں بھی بیان کرتی ہے، اور دوسری جماعت ہے جو شیخ کی عقیدت مند ہے۔ اور ان کے تمام علوم کو صحیح خیال کرتی ہے اور دلائل و شواہد سے ان کا حق ہونا ثابت کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دونوں فریقوں نے افراط و تفریط کی راہ اختیار کی ہے اور

اعتدال پر نہیں ہیں۔ شیخ جو اولیائے مقبولین میں سے ہیں۔ کس طرح کشفی خطا پر رد کیے جاسکتے ہیں، اور ان کے علوم، جو راہ صواب سے دور ہیں اور اہل حق کی رائے کے خلاف ہیں کس وجہ سے قابل تقلید خیال کیے جاسکتے ہیں۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۶۶]

آپ کی تصانیف کی فہرست ڈاکٹر محسن جہانگیری نے مرتب کی ہے۔ جن کی تعداد ۵۱۱ بنتی ہے [جہانگیری، ڈاکٹر محسن، محی الدین عربی حیات و آثار، مترجم احمد جاوید، سہیل نوری، دارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۹۳-۱۱۹] لیکن مکتوبات میں دو کے حوالے بکثرت ہیں۔ ان کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے۔

(i) فصوص الحکم:

محرم ۶۲۷ھ کے آخری عشرے میں دمشق میں پیغمبر ﷺ خواب میں یوں ظاہر ہوئے کہ آپ کے ہاتھ میں کتاب فصوص الحکم تھی اور آپ نے ابن عربی کو اسے لکھنے کا حکم دیا تا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ابن عربی نے بدل و جان فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل کی اور پورے خلوص نیت سے آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق بلا کم و کاست تحریر میں مشغول ہو گئے۔ یہ کتاب تصوف و عرفان اسلامی میں نہایت اہم اور موثر ہے اور دوسری تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ اپنے زمان نگارش اور زمان اشاعت سے لے کر یہ مسلسل عرفان کے موافقین اور مخالفین دونوں کی مورد توجہ چلی آ رہی ہے خصوصاً ان لوگوں کے لیے جنہیں ابن عربی کے عرفان سے مناسبت ہے۔ بہت سوں نے اس کتاب پر شدید تنقید کی اور اس کے رد اور اس پر جرح کے لیے کتابیں لکھیں۔ تاہم بہت سے لوگوں نے کتاب کو سراہا۔ بہر حال مسلمانوں کے روحانی افکار کی تاریخ میں اس کتاب کی اثر اندازی ناقابل انکار ہے۔ ایک مدت دراز تک دنیائے اسلام کی وسعتوں خاص طور پر سرزمین ایران میں عرفان نظری کی اہم درسی کتابوں

میں شمار ہوتی رہی ہے اور مدتوں بڑے بڑے اہل علم استاد اور مدرس نہایت ذوق و شوق سے دانشگا ہوں، درسگاہوں میں اعلیٰ سطح پر اس کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہے ہیں۔ ذی علم اور شارحین پورے اعتقاد اور یقین کے ساتھ نہایت دقت نظر سے اور دل لگا کر اس کی شرحیں کرتے رہے ہیں۔ نتیجہً فصوص کی بہت سی شروح عربی، فارسی، ترکی اور دوسری اسلامی زبانوں میں منصفہ شہود پر آگئیں جن کی تعداد محققین کی گنتی کے مطابق سو کو پہنچتی ہے جن میں معتبر ترین شرحیں شرح موید الدین جندی، عبدالرزاق کاشانی، داؤد قیسری، عبدالرحمن جامی، عبدالغنی نابلسی، رکن الدین شیرازی اور آخر میں ابوالعلی عسفی ہیں۔

[لطیف اللہ، پروفیسر، تصوف اور سیرت، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۶ء، ص: ۸۰-۸۱]

بعض احباب نے اس کے اردو ترجمے پیش کرنے کی بھی کوشش کی ان میں عبدالغفور دوستی، مولوی سید مبارک علی اور محمد عبدالقدیر صدیقی شامل ہیں۔ [ابن عربی، محمد بن علی، فصوص الحکم، مترجم محمد عبدالقدیر صدیقی، نذیر سنز پبلشرز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص: مقدمہ از مترجم]

(ii) فتوحات مکیہ:

حضرت شیخ اکبر نے اس کتاب کا آغاز ۵۹۹ھ میں کیا، دفتر اول اس سال مکمل ہو گیا مگر کتاب کی تکمیل ۳۵ سال میں، وفات سے دو سال قبل ۲۲ ربیع الاول چہار شنبہ، ۶۳۶ میں ہوئی۔ یہ اپنے موضوع کی بلندی، افکار کی ندرت، زبان و بیان کی بلاغت جگہ جگہ کتاب و سنت سے استشہاد کی وجہ سے عقلموں کو شکار کرنے والی کتاب ہے۔ فتوحات مکیہ میں ارباب تصوف کے احوال و معاملات کی توضیح و تشریح وحدت الوجودی انداز فکر کے ساتھ کی گئی ہے۔ شیخ اکبر نے تمام اصول تصوف و عرفان، خصوصاً مسئلہ وحدت الوجود کو قواعد عقلی اور اصول علمی کی صورت میں پیش کیا ہے۔ فتوحات مکیہ کو تصوف کی جامع اور مبسوط کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔ خود ابن عربی

کا کہنا ہے کہ ماضی میں ایسی کتاب لکھی گئی نہ مستقبل میں لکھی جائے گی۔ اس کا مکمل اردو ترجمہ آج تک نہیں ہوا۔ مولوی فضل محمد خاں نے کچھ حصہ مکمل کیا تھا سیرت فاؤنڈیشن لاہور نے اسے شائع کیا۔ فاروق القادری آج کل اس کو اردو میں منتقل کر رہے ہیں۔ [تفصیلات محمد فاروق القادری کے ترجمے کی پہلی جلد، ڈاکٹر محسن جہانگیری کی کتاب اور ٹرس بریلوی کے مقدمہ نجات الانس سے لی گئی ہیں] اول الذکر کتاب (فصوص) ضخامت میں کم مگر ثانی الذکر سے زیادہ مقبول ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی کا تصوف کی دنیا میں یہ عظیم ترین کارنامہ ہے کہ ابن عربی کی ان کتابوں سے غلط نتائج اخذ کرنے والوں پر سخت تنقید کی، اور ابن عربی سے اصولی اختلافات کرتے ہوئے اپنی فکر کو مربوط انداز میں پیش کیا، لیکن حضرت شیخ اکبر کی اولیات اور مقام و مرتبہ کا اعتراف بھی بر ملا کیا۔

(iii) غنیۃ الطالبین:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۰ھ-۷۵۱ھ) کا علم و عرفان میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین مقام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ طالبان حق کی راہنمائی کے لئے جو راہنما خطوط آپ نے وضع فرمائے وہ آج بھی قابل تقلید ہیں۔ اسلامی اخلاق و تصوف اور آداب اسلامی پر بہترین کتاب ہے۔ اردو میں اس کے متعدد ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ بطور ماخذ مکتوبات میں اس کتاب، کا حوالہ دو جگہ آیا ہے۔ ایک مقام پر غنیہ کی ایک عبارت کی وضاحت کی ہے اور دوسری جگہ بدعتی گروہوں کی تفصیل بیان کی ہے۔

[مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷]

(iv) المُنْقِذُ مِنَ الضَّلَالِ:

امام غزالی کی یہ کتاب، آپ کے روحانی سفر کی داستان ہے۔ اس میں آپ نے

فلسفیوں اور اہل کلام کی کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے۔ اور وسعت مطالعہ، بصیرت اور ذاتی تجربہ کی بناء پر اپنے خیالات اور جذبات کو بیان کرنے میں انتہائی کامیاب رہے ہیں۔ اس مختصر رسالہ کو احیاء العلوم کی کلید کہا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ سید حسن محمود کرمانی نے کیا جو مجلہ ”معارف اولیاء“ میں شائع ہو چکا ہے۔

مکتوبات میں فلاسفہ کے رد میں امام غزالی کے افکار کو نقل کرنے کے حوالہ سے اسے بطور ماخذ استعمال کیا گیا ہے۔

(vi) احیاء علوم الدین

امام غزالی کی معرکہ الآراء تصنیف، جس کی شہرت عالم اسلام کے ہر مکتب فکر میں ہے، خانقاہوں اور مدارس میں اس کی اثر انگیزی صدیاں گزرنے کے باوجود کم نہیں ہوئی۔ اس کتاب کے عنوانات پر غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا کوئی عنوان اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہٹ کر نہیں ہے جو اس بات کا مظہر ہے کہ تصوف میں عجمی یا غیر اسلامی عناصر کا کوئی دخل نہیں۔

محسوس ہوتا ہے کہ حدیث اور تصوف کے حوالے سے مختلف مضامین کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔

(iv) عوارف المعارف

شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی (۵۳۹ھ-۶۳۲ھ) کی نامور تصنیف جس کا شمار تصوف کی امہات کتب میں ہوتا ہے۔ اس کتاب کا ہر باب عموماً نص قرآنی سے شروع ہوتا ہے اس کے بعد اس کی تشریح فرماتے ہیں اور اس کی تائید میں آثار و اخبار پیش فرماتے ہیں۔ ۶۳

ابواب پر مشتمل اس پوری کتاب کا تقریباً یہی اسلوب ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی اس کتاب کے فارسی، ترکی اور اردو زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے متعدد اقتباسات نقل فرمائے، بعض مقامات پر ان کی تشریح کی اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی آراء سے اختلاف بھی کیا۔ چند مقامات ملاحظہ فرمائیں۔

(دفتر اول، مکتوب: ۲۹۳) (دفتر سوم، مکتوب: ۹۰) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۸)

(vii) نفحات الانس:

نور الدین عبدالرحمن جامی ۸۱۷ھ میں خراسان کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ ۸۱ سال کی عمر میں ۸۹۸ھ میں ہرات میں وفات پائے۔ آپ کا شمار نقشبندی سلسلہ کے اکابرین میں ہوتا ہے۔ آپ کی عربی و فارسی زبان میں منظوم و منثور کتب کی تعداد ۳۸ ہے۔ درس نظامی کے طلباء میں آپ کی شہرت فوائد الضیائیہ فی شرح الکافیہ، جو شرح جامی کہلاتی ہے، سے ہے۔ آپ کی تصانیف میں ۸۰ فیصد کا موضوع عرفانیات ہے۔

آپ کی تصانیف میں سے نفحات الانس بھی مکاتیب امام ربانی کا ایک ماخذ ہے۔ یہ کتاب ۶۰۰ صوفیہ کے تذکار پر مشتمل ہے۔ یہ ایک جہت سے شیخ الاسلام خواجہ عبید اللہ ہروی کی کتاب طبقات الصوفیہ کا ترجمہ اور دوسری جہت سے مفید اضافہ جات کی وجہ سے ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اس کو تین سال کی مدت میں ۸۸۳ھ میں مکمل کیا۔ اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ آپ نے صوفیہ کی تاریخ ہائے ولادت اور وفات رقم کرنے کا اہتمام کیا ہے، اس کتاب کا مقدمہ اسے دیگر طبقات صوفیہ کی کتب سے ممتاز کرتا ہے۔ اس مقدمہ میں آپ نے تصوف کے اہم مسائل اور مشہور و معروف مصطلحات کو بڑی صراحت سے بیان کر دیا ہے۔ اس سے قاری کے لئے اس فن کی کتب سمجھنے میں آسانی و

سہولت ہوتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیہ کے اقوال و احوال کے نقل میں اسے بطور ماخذ ہی استعمال نہیں کیا بلکہ اس کے بعض مقامات کی تشریح و تفصیل بھی بیان کی ہے۔ لیکن غالباً دفتر اول ہی میں اس کتاب کے حوالہ جات آئے ہیں۔ اس کے لئے ایک عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

مکتوب ۲۰۰ میں ملا شکیبی کو جواب تحریر فرماتے ہوئے ابتدا میں لکھتے ہیں۔ ”آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ نفحات کی مغلق اور مشکل عبارات کی شرح فرمادیں اس بنا پر چند کلمے لکھنے کی جرأت کرتا ہوں۔“

مکتوبات امام ربانی کے شعری ماخذ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے مکتوبات میں مناسب مقامات پر ضرورت کے مطابق فارسی اور عربی اشعار کو بھی نقل کیا ہے۔ آپ کو شعری ذوق غالباً اپنے استاد حدیث شیخ یعقوب کشمیری سے ملا، اس ذوق کا نتیجہ ہے کہ مکتوبات میں فارسی اور عربی کے معروف شعراء کے تقریباً ۲۵۰ فارسی اور عربی کے ۳۰، اشعار موجود ہیں۔ بلکہ اس جہت سے مکتوبات کا مطالعہ کریں تو یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ بعض اشعار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے ہیں۔ راقم نے جناب آغا عمر جان دامت برکاتہم العالیہ سے اس حوالہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے شعر نہیں کہے مگر مکتوبات میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ آپ نے اشعار کہے ضرور مگر بہت ہی کم۔ آپ کا یہ ذوق آپ کے خاندان کے افراد اور سلسلہ عالیہ سے وابستہ لوگوں میں منتقل ہوا تو شیخ عبدالاحد..... آپ کے پوتے..... ”استاد شعر ریختہ“ قرار پائے اور حضرت ظہیر جاناناں اردو غزل کے ”نقاش اول“ ٹھہرے۔ ان افراد نے شعری ادب کی تطہیر کا وہ فریضہ انجام دیا کہ اردو زبان کو مجددی اصحاب کے اس سعی کا شکر گزار ہونا چاہیے اور

اردو زبان و ادب کی تاریخ لکھنے والوں نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔
 اس مضمون میں ان فارسی اور عربی اشعار کو نقل کیا گیا ہے جو مکتوبات میں مختلف
 مقامات پر درج ہوئے ہیں۔ بعض اشعار کئی مقامات پر نقل ہوئے ہیں یہاں ان کا صرف ایک
 مقام سے حوالہ دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کا اہتمام بھی کیا کہ اشعار کی تخریج ہو
 سکے۔ اگر کسی شعر کا ایک مصرعہ مکتوبات میں نقل ہوا تو اصل کتاب کی مدد سے حوالہ کے ساتھ اس
 کا دوسرا حصہ بھی نقل کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ سوم

(i) مثنوی:

جلال الدین محمد رومی (۱۲۰۸ء/۶۰۶ھ) بلخ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب
 حضرت ابو بکر صدیق سے جا ملتا ہے۔ مولائے روم کی شہرت ”مثنوی“ سے ہے۔ جسے آپ
 نے حسام الدین کی فرمائش پر لکھا۔ آپ کی اس مثنوی کو جو شہرت ملی وہ فارسی زبان کی کسی اور
 کتاب کو نہ مل سکی۔ اس مثنوی کی بنیاد پر آپ کے افکار پر اتنا کام ہوا کہ اسے الگ سے ”رومی
 شناسی“ کہا جاتا ہے۔ ترکی، ایران، کے ماہرین رومی Rumio logists نے جتنا کام کیا
 اردو میں اس کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے، ”مثنوی معنوی“ کو ”قرآن بزبان فارسی“
 کہا جاتا ہے۔ غالباً صوفیانہ ادب کی واحد کتاب ہے جس کے شروع تراجم، اور طباعتوں کی اتنی
 کثیر تعداد ہے کہ ان پر مشتمل ایک ترک رومی شناس محمدت اوندر نے دو جلدوں پر ایک جامع
 کتابیات کی فہرست مرتب کی ہے۔ مغرب میں مثنوی نکلسن (م: ۱۹۴۵ء) کی کوششوں سے
 پہنچی۔ [تفصیلات کے لئے دیکھئے، محمد اکرام چغتائی (مرتب)، مولانا جلال الدین رومی حیات و افکار، سنگ
 میل لاہور، ۲۰۰۴ء/۱۱۲۱ھ، ڈاکٹر، مولانا رومی حیات و افکار، مترجم، بشیر محمود اختر، ادارہ ثقافت اسلامیہ

[لاہور، ۱۹۹۱]

مکتوبات امام ربانی کا ایک اہم ماخذ دینائے علم و عرفان کی یہ معروف مثنوی بھی ہے۔ چونکہ مولانا رومی کے اشعار عرفانیات کے موضوع پر بے مثال ہیں، فلسفہ کی بے بسی و بے کسی کی تصویران میں جھلکتی ہے، اور سمجھانے کا اسلوب دل نشین ہے اس لئے مکاتیب میں بکثرت موقع محل کی مناسبت سے اشعار مثنوی نقل کئے گئے ہیں۔

(ii) دیوان حافظ

شمس الدین محمد حافظ (۵۷۲۶-۵۷۹۲ھ) اصفہان کے رہنے والے تھے۔ فارسی شعراء میں بلند مقام کے حامل شاعر ہیں۔ کلام میں آفاقیت کے مضامین کے ساتھ ساتھ تصوف و سلوک کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ آپ کے کلام میں تصوف کی اصطلاحات بکثرت ملتی ہیں۔

اقبال بھی ایک جہت سے حافظ سے متاثر ہیں لکھتے ہیں: ”جب میں حافظ کے رنگ میں ہوتا ہوں تو اس کی روح میرے اندر حلول کر جاتی ہے اور میری شخصیت اس کے اندر جذب ہو جاتی ہے اور میں خود حافظ بن جاتا ہوں“۔ [ایرانی ادب۔ ص: ۱۶۷-۱۷۸]

انہیں عرفانی مضامین کی بنیاد پر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اشعار مکتوبات میں نقل فرمائے۔

(iii) کلیات عراقی:

شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی (۵۶۱۰-۵۶۸۸ھ) ہمدان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور داماد تھے محی الدین ابن عربی کے نظریہ تصوف کے پر جوش حامی تھے اور آخری آرام گاہ بھی انہیں کے پہلو میں بنائی گئی۔

عراقی صرف شاعر نہ تھے ایک بہت بڑے عارف اور صوفی بھی تھے۔ شاعری کے ذریعہ اپنی اس فکر کی ترویج و تبلیغ کی۔ اسی وجہ سے مکتوبات میں آپ کے اشعار حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائے۔ [ظہور الدین احمد، ڈاکٹر، ایرانی ادب، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۱۹۹۶ء، ص: ۱۵۳-۱۵۷]

(iv) قصیدہ بردہ:

امام شرف الدین محمد بن سعید بوسیری (۶۰۹ھ-۶۹۶ھ) دنیائے عشق و محبت کی نامور حدی خواں ہیں نوعمری ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ فالج کا عارضہ لاحق ہوا تو بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت پیش کیا جو انعام نبوی کی بناء پر قصیدہ بردہ کے نام سے معروف ہوا۔ مگر اس کا اصل نام البکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ ہے۔ اس قصیدہ کے تراجم دنیا کی اکثر زبانوں میں ہو چکے ہیں اور اردو، عربی، فارسی میں کئی شروح لکھی جا چکی ہیں۔
قصیدہ کے اشعار کی تعداد ۱۶۲ ہے۔

[تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔ عبدالحکیم شرف قادری، تقدیم قصیدہ بردہ شریف مکتبہ قادریہ لاہور، ۲۰۰۳ء، ص: ۳-۳۳، سید محمد احمد قادری، طیب الورہ شرح قصیدہ بردہ شریف، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۶-۳۹]

حضرت مجدد الف ثانی نے دو مقامات پر قصیدہ بردہ کے اشعار نقل کئے ہیں۔

ضمیمہ اول: آیات قرآنی

- 1- ذم آؤ حینا الیک ان اشیع ملة ابرهیم حنیفا^۱ وما کان من المشرکین^۲ (النحل) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۸)
- 2- واذ قال ربک للملکة انی جاعل فی الارض خلیفة^۱ قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک التماء^۲ ونحن نستیهم یحسدک وتقدس لک^۳ قال انی اعلم ما لاتعلمون^۴ (بقرہ) (دفتر دوم، مکتوب: ۹۶)
- 3- قال اتعبدون ما تتحنون^۱ والله خلقکم وما تعملون^۲ (الصافات) (دفتر دوم، مکتوب: ۹)
- 4- واذ فعلوا فاجسه^۱ قالوا وجدنا علیها اباؤنا والله امرنا بها^۲ قل ان الله لا یامر بالفحشاء^۳ اتقولون علی الله ما لاتعلمون^۴ (اعراف) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۲)
- 5- انی امر الله فلا تستعجلوه^۱ سبحنه وتعلی عما یشرون^۲ (النحل) (دفتر دوم، مکتوب: ۱۰)
- 6- قل هذه سبیلی ادعوا الی الله^۱ علی بصیرة انا ومن اتبعنی^۲ وسبحن الله وما انا من المشرکین^۳ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب: ۲۹۰)
- 7- وقال ربکم ادعونی استجب لکم^۱ ان الذین یتکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم ذخرین^۲ (المومن) (دفتر اول، مکتوب: ۶)
- 8- اذا السماء انشقت^۱ واذنت لربها وحقت^۲ (انشقاق) (دفتر اول، مکتوب: ۱۶۶- دفتر سوم، مکتوب: ۵۷)
- 9- اذا السماء انفطرت^۱ واذ الگو اکب انتشرت^۲ (انفطار) (دفتر سوم، مکتوب: ۵۷)
- 10- اذا الشمس کورت^۱ واذ النجوم اشد رت^۲ واذ الجبال سورت^۳ (تکویر) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶- دفتر سوم، مکتوب: ۵۷)
- 11- واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسراءیل انی رسول الله الیکم مقصدی قالوا بئین یدعی من التوراة و مبشرها برسول یتاتی من بعدی اسمه احمد^۱ فلما جاءهم بالبیتت قالوا هذا

سِحْرُ مُبِينٍ ① (القصف) (دفتر سوم، مکتوب: ۹۶)

12- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ

فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ②

(النساء) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۵۲)

13- يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ وَتَمَائِيلٍ وَجَفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ شَرِيسَةٍ ۚ

اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ ③ (سبا) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۴)

14- ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فِرْيَاقًا مِنْكُمْ مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ

بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَإِن يَأْتِوكُمُ الْأَسْرَىٰ تَفْدُوهُمْ وَهُوَ مَعْرُومٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ

بِبَعْضِ الْكُتُبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۚ وَمَا لِلَّهِ بِعَافِيٍّ لِّمَن تَعْمَلُونَ ④ (بقرہ)

(دفتر اول، مکتوب: ۸۰)

15- أَفَصَبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ⑤ (المومنون) (دفتر اول، مکتوب: ۹۸)

16- أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَصْلَهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ

بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ⑥ (جاثية) (دفتر اول، مکتوب: ۱۵۴)

17- إِلَّا إِن أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ⑦ (يونس)

(دفتر اول، مکتوب: ۴۶- دفتر سوم، مکتوب: ۳۳)

18- لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا

أَبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ

بِرُوحٍ مِّنْهُ ۚ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَاضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑧ (مجادلة) (دفتر دوم، مکتوب: ۲۳)

19- أَلَا إِنَّهُمْ فِي مَرِيضَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ⑨ (حم السجدة)

(دفتر سوم، مکتوب: ۳۲)

20- الَّذِينَ آمَنُوا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٩٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَا بَعْدَ ﴿٩٢﴾ (رعد) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶۔ دفتر اول، مکتوب: ۹۲)

21- أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ﴿١٠٩﴾ (زمر)

(دفتر اول، مکتوب: ۱۰۹۔ دفتر اول، مکتوب: ۱۷۱۔ دفتر اول، مکتوب: ۱۷۴۔ دفتر اول، مکتوب: ۲۴۳)

22- أَلَا عَرَابٌ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلَيْكُمْ حَكِيمٌ ﴿١٠٩﴾ (توبہ) (دفتر اول، مکتوب: ۴۴۔ دفتر اول، مکتوب: ۷۹)

23- وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۗ وَقَالُوا الْحَسْبُ اللَّهُ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۗ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ مِنَّا بِالْحَقِّ ۗ وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٩١﴾ (اعراف)

(دفتر اول، مکتوب: ۱۹۱۔ دفتر اول، مکتوب: ۲۴۸۔ دفتر اول، مکتوب: ۲۵۱)

24- الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٢٥١﴾ (انعام)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

25- الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٣٠٢﴾ (انبیاء)

(دفتر اول، مکتوب: ۳۰۲)

26- الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٩٩﴾ (بقرہ)

(دفتر دوم، مکتوب: ۹۹)

27- الرِّانِيَّةُ وَالرَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَلَيْسَ هَذَا بِهَاطَأٍ بِفَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٨١﴾ (نور)

(دفتر سوم، مکتوب: ۲۸۱)

28- وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۗ

قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ﴿١١٨﴾ (اعراف)

(دفتر سوم، مکتوب: ۹۲۔ دفتر سوم مکتوب: ۱۱۸)

29- وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰلِ الْاِلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٢٧٦﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۶)

30- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شٰفِيْعٍ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿١٤﴾ (دفتر سوم، مکتوب: ۱۴)

31- اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ مِثْلُ نُوْرٍ ۙ كَمِثْلُوْقَةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ۗ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ رُجَاةٍ ۗ

اَلرُّجَاةُ كَاَنّٰهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبْرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَا شَرْقِیَّةٍ وَلَا غَرْبِیَّةٍ ۗ یَکَادُ

زَیْتُهَا یُضِیْءُ وَلَوْ لَمْ تَنسَسْهُ نَارٌ ۗ نُورٌ عَلٰی نُوْرٍ ۗ یَهْدِیْ اِلَیْهِ اَللّٰهُ لِنُوْرِیْ ۗ مَنْ یَّشَآءُ ۗ وَیَضْرِبُ اَللّٰهُ

اَلْاُمْتَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاَللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿٢٣٣﴾ (نور) (دفتر اول، مکتوب: ۲۳۳)

32- اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اٰوَّلِیُّهُمْ اَلطَّاغُوتُ ۗ

یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۗ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣٤﴾ (بقرہ)

(دفتر دوم، مکتوب: ۵۰)

33- اَللّٰهُ یَتَوَكَّلْ عَلِی الْاَنْفُسِ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِی مَنَامِهَا ۗ فِیْمَسْکُ اَلَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا

اَلْمَوْتُ وَیُرْسِلُ الْاٰخِرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَبِّیٍّ ۗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٣٥﴾ (زمر)

(دفتر سوم، مکتوب: ۳۱)

34- شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصٰی بِهِ نُوْحًا وَّالَّذِیْ اَوْحٰیْنَآ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهِ اِبْرٰهٰیْمَ وَ

مُوسٰی وَعِیْسٰی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ۗ كَبُرَ عَلٰی الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ۗ

اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۗ اِنَّ اِلَیْهِ سَبْحًا ﴿٢٣٦﴾ (شوری)

(دفتر اول، مکتوب: ۱۹۲۔ دفتر دوم مکتوب: ۲۷۶)

35- اَللّٰهُ یُضَظْفِرُ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ۗ اِنَّ اِلَیْهِ سَبْحًا ﴿٢٣٧﴾ (الحج)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۷۶)

36- قُلِ اللّٰهُمَّ قَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَلِیْمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِی مَا

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ (زمر) (دفتر سوم، مکتوب: ۲۲)

37- أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الْقُلُوبَ ۖ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنَاتٍ لَّمْ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ

دَلِيلًا ۝ (فرقان) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۹)

38- أَكْثَرُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۗ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ

العذاب ۝ (المومن) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

39- أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا ۗ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ

قَادِرٍ ۝ (زمر) (دفتر دوم، مکتوب: ۲۳)

40- وَرَبُّ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْإِيهِي يُرَجِعُ الْأَمْرَ كُلَّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۗ وَمَا رَبُّكَ

بِعَاقِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (هود) (دفتر اول، مکتوب: ۲۲۱)

41- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْبِسُوا

بِالْأَزْلَامِ ۗ ذَٰلِكُمْ فَسُقُ ۗ الْيَوْمَ يَبْسُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ ۗ الْيَوْمَ

أَكَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَيْتُ عَلَيْكُمْ بَقِيَّتَهُ ۗ رَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۗ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ

غَيْرِ مَسْجَانِفٍ لِإِيمَانِهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (مائدة) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰)

42- وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَمَلٍ وَهُنَّ وَطْئُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَ

لِوَالِدَيْكَ ۗ إِلَى النَّصِيذِ ۝ (لقمان) (دفتر اول، مکتوب: ۱۲۷)

43- يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۗ إِنَّ

أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (حجرات) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۷)

44- كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَإِنْفٍ ۗ أَن رَّأَاهُ اسْتَعْفَىٰ ۝ (العلق) (دفتر دوم، مکتوب: ۶۲)

45- إِنَّ الَّذِينَ يَبُغُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۗ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۗ كَمَنْ نَكَتَ فَاتِمًا يَنْكُتُ عَلَى

نَفْسِهِ ۗ وَمَنْ أُوْفِيَ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيَهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (فتح) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲)

46- إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

مُهَيَّبًا ۞ (احزاب) (دفتر اول، مکتوب: ۲۵۱۔ دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

47- أُتِلَ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ

وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ۞ (العنكبوت) (دفتر اول، مکتوب: ۸۵)

48- وَمَالَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنَّ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۗ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۞

(النجم) (دفتر دوم، مکتوب: ۶۸)

49- لَيْلًا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۞ (الحديد) (دفتر اول، مکتوب: ۲۹۱)

50- ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكُفْرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ۞ (محمد) (دفتر سوم، مکتوب: ۲۳)

51- إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ

افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۞ (النساء) (دفتر سوم، مکتوب: ۳)

52- لَهُ مَعْقِبَتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِّنْ أَمْرِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ

حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۗ وَمَالَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ

ذَلِّ ۞ (الرعد) (دفتر اول، مکتوب: ۳۲)

53- وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۞ (العنكبوت)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۰۸)

54- وَبِئِهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيُّ الْيَوْمَاتِ كُوفِتُمْ وَجْهَهُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۞ (بقرہ)

(دفتر دوم، مکتوب: ۹۹)

55- إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۚ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا

بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۞ (النساء) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۹)

56- قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَافَ أَهْلِهَا آذِلَّةً ۗ وَكَذَلِكَ

يَفْعَلُونَ ۞ (النمل) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۱)

57- إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۞ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ

مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَرَبُّهُ عَلَى النَّاسِ حَجُّمُ الْبَيْتِ مِنْ اسْتِطَاعٍ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۗ
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (آل عمران) (دفتر روم، مکتوب: ۷۲)

58- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِمَّنَ الظَّنِّ ۖ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۝ (الحجرات) (دفتر اول، مکتوب: ۳۰۔ دفتر اول، مکتوب: ۱۰۷)

59- الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۗ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجْنَةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۗ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۗ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ۝ (النجم) (دفتر اول، مکتوب: ۲۳۹۔ دفتر سوم، مکتوب: ۲۸)

60- وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۗ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (اعراف) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

61- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوُنَّهَا تُذْهِلُ كُلَّ مَرْضِعٍ عَمَّاءَ الرُّضَعَاءِ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَهُمُ بِسُكْرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ (الحج) (دفتر اول، مکتوب: ۷۴)

62- إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ (الکوثر) (دفتر اول، مکتوب: ۲۵۶)

63- إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ (الحجر) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷)

64- إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۚ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۚ (الطور) (دفتر اول، مکتوب: ۳۰۲)

65- إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ (ق) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷)

66- وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ ۚ فَإِنْ أَصَابَكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ۝ (النساء) (دفتر اول، مکتوب: ۱۷۴)

67- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِنْ تَعَفَّوْا

تَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا وَإِنَّا اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۳۸﴾ (التغابن) (دفتر اول، مکتوب: ۱۳۸)

68- إِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ كَرِيمَةٌ ﴿۱۳۹﴾ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۱۴۰﴾ (مزل) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۵)

69- وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ﴿۱۴۱﴾ ذَلِكُمْ وَضَعْنَا لَكُمْ لَعْنَةً لِّتَتَّقُوا ﴿۱۴۲﴾ (انعام) (دفتر اول، مکتوب: ۴۱)

70- إِنَّ يَسُسُّكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ﴿۱۴۳﴾ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ﴿۱۴۴﴾ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ أَمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ﴿۱۴۵﴾ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۶﴾ وَلِيَبْخِصَ اللَّهُ الَّذِينَ أَمَنُوا وَيُخَيِّبَ الْكٰفِرِينَ ﴿۱۴۷﴾ (آل عمران) (دفتر دوم، مکتوب: ۹۹)

71- وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ﴿۱۴۸﴾ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿۱۴۹﴾ (الحج) (دفتر سوم، مکتوب: ۳۸)

72- إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۱۵۰﴾ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿۱۵۱﴾ (ص) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰)

73- إِنَّا آعْظَمْنَا الْكُوفْرَ ﴿۱۵۲﴾ (الکوثر) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲)

74- قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۱۵۳﴾ (سبا) (دفتر سوم، مکتوب: ۳۲)

75- قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَتَّجِدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿۱۵۵﴾ (اعراف) (دفتر دوم، مکتوب: ۹۸)

76- إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ﴿۱۵۶﴾ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿۱۵۷﴾ (احزاب) (دفتر اول، مکتوب: ۲۸۷)

77- إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۸﴾ (بقرہ)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۹۹- دفتر دوم، مکتوب: ۱۳- دفتر سوم، مکتوب: ۱۷)

78- إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱۵۹﴾ (الحجر) (دفتر اول، مکتوب: ۲۰۹)

79- وَإِنَّكَ لَعَلَّ خُلِقَ عَظِيمٌ ﴿۱۶۰﴾ (القلم) (دفتر اول، مکتوب: ۴۱)

- 80- إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١﴾ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢﴾ (یس) (دفتر اول، مکتوب، ۴۱)
- 81- إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿١﴾ (زمر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)
- 82- إِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۗ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۗ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعٌ الْعُرُودِ ﴿١﴾ (حدید) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳۲)
- 83- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ۗ وَ إِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١﴾ (توبہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۲)
- 84- يَبْنَىٰ أَوْهَابٌ فَحَسَّوْا مِمَّنْ يُوسَفُ وَأَخِيهِ وَلَا تَأْسُوا مِمَّنْ رَّوَدَّ اللَّهُ ۗ إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ رَّوَدِّ اللَّهِ إِلَّا الْكُفْرُ وَن ﴿١﴾ (يوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)
- 85- إِنَّهُ لَقَرَّ أَنْ كَرِهَ اللَّهُ لِي أَنْ كُتِبَ عَلَيَّ الْقُرْآنُ ۗ لَوْلَا إِتْيَانِي سُبْحَانَ اللَّهِ وَتِلْكَ آيَاتُ الْكُرْآنِ ۗ وَإِنِّي أَخَافُ إِذَا فَتِنْتُهُ أَنَّ تُكْفِرَ ۗ (واقعة) (دفتر سوم، مکتوب، ۴)
- 86- الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنكُم مَّن تَسَاءَلُهُمْ فِيمَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا آيٌ ۗ وَلَدُنَّهُمْ ۗ وَ إِنْهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَرُؤُوسًا ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ﴿١﴾ (مجادلہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۶)
- 87- فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبْرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَتُوسَّلَ لِي ۗ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿١﴾ (القصص) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۱۸)
- 88- وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۗ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۗ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۗ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١﴾ (بقرہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۸۰)
- 89- وَإِذْ بَدَّلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْيَمِّ نَارًا لِّقَوْمٍ ۗ فَاصْبِرْ ۗ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۗ قَالَ وَمِنْ

ذُرِّيَّتِي ۱ قَالَ لَا يَأْتَالُ عَنِّي الظَّالِمِينَ ۝ (بقرة) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۸)

90- إني وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيئاً ومآناً من المشركين ۝

(الانعام) (دفتر دوم، مکتوب، ۴۲)

91- أو كآذني مر على قرية وهي خاوية على عروشها ۱ قَالَ أَنِّي يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۱

فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۱ قَالَ كَمْ لَبِثْتُ ۱ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۱ قَالَ بَلْ

لَبِثْتُ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّه ۱ وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَ آيَةً

لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا الْحَبَا ۱ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ ۱ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (بقرة) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸۱)

92- قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي عُلْمٌ وَكَانَتْ أُمْرَاتِي عَاقِرًا ۱ وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ (مریم)

(دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

93- قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي عُلْمٌ وَلَمْ يَنْسِنِي بَشْرًا ۱ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝ (مریم) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

94- أُولَئِكَ الَّذِينَ اسْتَرَوْا الصَّلَاةَ بِالْهُدَى ۱ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَبِينَ ۝

(بقرة) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۳)

95- أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۱ وَحِطَّ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ بِطُلَّ مَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ ۝ (هود) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۱)

96- أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمُ اقْتَدَا ۱ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۱ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِي

لِلْعَالَمِينَ ۝ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۶)

97- اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۱ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۱ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ

هُمُ الْخَسِرُونَ ۝ (المجادلة) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۳)

98- وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِبِّ وَالْإِنسِ ۱ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ۱ وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا

يُبْصِرُونَ بِهَا ۱ وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۱ أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۱ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝

(الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

99- وَادْكُرْ عِبْدَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِى وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالَصَةِ

ذِكْرِى النَّارِ ۝ وَانْتَهُمْ عِنْدَنَا مِنَ الْمُصْطَفٰىنَ الْاَخْيَارِ ۝ (ص) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

100- فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرًا فِىْ اَيَّامٍ نَّجِسَاتٍ لِّتَذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا ۝ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنصَرُوْنَ ۝ (حم السجدة) (دفتر اول، مکتوب، ۲۵۶)

101- اِيْحْسَبُوْنَ اَكْمَالَهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ ذٰبِتٍ ۝ نُّسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرَاتِ ۝ بَلْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(مومنون) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

102- يَاٰ أَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانفال)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

103- بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتَهُمْ تَاْوِيْلُهٗ ۝ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ ۝ (يونس) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۱)

104- الرَّ ۝ كَتَبَ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝ يٰٰذَا الَّذِيْنَ رَاْتَهُمْ اِلَى صِرَاطِ

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ (ابراهيم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۱)

105- مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يَشْرَى فِى الْاَرْضِ ۝ تَرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۝

اللهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۝ وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الانفال) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۰)

106- تَعْرَبُ بِهَا الْمَلِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهٖ فِى يَوْمٍ ۝ كَانَ مَقْدَارُهٗا خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ (المعارج)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۱۰)

107- تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۝ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۝ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَنْهَا كَالَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ ۝

(بقرہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

108- كُمْ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۝ فِىْهِمْ ظٰلِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۝ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۝

وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ ۝ يٰٰذَا الَّذِيْنَ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِى الْفَضْلِ الْكَبِيْرِ ۝ (فاطر) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۳)

109- كُمْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنْ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ۝ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (النحل)

110- كُمْ دَنَا فَتَدٰى ۝ (النجم) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۱۱)

- 111- ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿٦٣﴾ (التین) (دفتر اول، مکتوب، ۶۳)
- 112- وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٦٤﴾ (بنی اسرائیل)
(دفتر اول، مکتوب، ۶۳)
- 113- جَزَاءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٥﴾ (الواقعة) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۹)
- 114- الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدِ جَمَعُوا لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ فَمَا بِهِمْ إِيمَانًا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿٦٧﴾ (آل عمران) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۲)
- 115- وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٦٨﴾ (المائدہ)
(دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰)
- 116- لِيَبْنِيَ أَدَمَ خُدُودًا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٦٩﴾ (الاعراف) (دفتر سوم، مکتوب: ۷۱)
- 117- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فَتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿٧٠﴾ (الحج)
- (دفتر اول، مکتوب، ۱۳۲- دفتر دوم، مکتوب: ۹۸)
- 118- قُلْ أَيْتَكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنٍ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أُنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ (حم السجدة) (دفتر دوم، مکتوب: ۷۶)
- 119- هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۷۰)
- 120- ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ (جمعة)
- (دفتر اول، مکتوب: ۹- دفتر اول، مکتوب: ۱۶)
- 121- مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَكْثَرِ السُّجُودِ ﴿٧٥﴾ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزُرَّاءٍ أُخْرِجَتْ سَطْحَةٌ فَازْرَأَهُ فَاسْتَعْلَظَ فَاَسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِمْ

يُعِجِبُ الزُّنَمَاءَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٦﴾ (فتح) (دفتر اول، مکتوب، ۳۶)

122- وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۗ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۗ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۗ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيَنَّكَ سَعْيًا ۗ وَاعْلَمَنَّ أَنَّهُ اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢١﴾ (بقرہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۱)

123- فَتَعَلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۗ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿طه﴾ (دفتر دوم، مکتوب، ۷۶)

124- إِذْ أَوْسَى الْفِتْيَةَ إِلَى الْكَهْفِ فَعَالُوا رَبَّنَا إِنَّا مِنْ لَدُنْكَ رَاحَةً وَفَيْئًا لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَاشِدًا ﴿كهف﴾ (دفتر دوم، مکتوب، ۵۰)

125- رَبَّنَا أَمَّا بِنَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتَسَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿آل عمران﴾ (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

126- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ۗ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَغْفِرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۗ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۗ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۗ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿تحریم﴾ (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

127- وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۗ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۗ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿نساء﴾ (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

128- وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿آل عمران﴾ (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۸)

129- وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿الحشر﴾ (دفتر دوم، مکتوب، ۹۷)

130 - قَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِدْنَجِنَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٣٨﴾ (الاعراف) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۸)

131 - وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٠٩﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۹)

132 - قَالا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٠٢﴾ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

133 - رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿١٣٢﴾ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۱۳۲)

134 - لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا أَوْسَعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ كُنَّا مُسِيئِينَ أَوْ آخِطَانًا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا إِنَّتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥١﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۵۱)

135 - مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيئَاتِهِمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزُرٍّ أَخْرَجَ شَطْرَهُ فَازْرَأْ فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٦﴾ (فتح) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۶)

136 - رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٣٦﴾ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۳۶)

137 - وَالشَّيْقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهْجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ

العظیم ﴿توبہ﴾ (دفتر دوم، مکتوب ۳۶)

138- سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ (صافات) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۳)

139- قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۳۹﴾ (بقرہ)

(دفتر سوم، مکتوب، ۶۱)

140- سُبْحٰنَ اللّٰهِ الَّذِيْ قَدْ خَلَقْتُمْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ اِسْمَةَ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۱۴۰﴾ (فتح)

(دفتر سوم، مکتوب، ۹۴)

141- سَتْرِيْهِمْ اِيْتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَّبِعِنَ لَهُمْ اَلَهُ الْحَقُّ اَوْلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنْهٗ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شٰهِيْدٌ ﴿۱۴۱﴾ (حم السجدہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

142- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَاْمِيْنَ لَهُمْ اِنَّ

كَيْدِيْ مَبِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

143- قَالَ سَتَشِدُّ عَضْدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكَمُاسِلٰطًا فَلَا يَبِيْلُوْنَ اِلَيْكُمْ اِلَّا بِاٰيٰتِنَا اَنْشَاوْ

مِنْ اٰتِبَعْنَا الْفٰلِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ (القصص) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳۸)

144- لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِۦٓ وَمَنْ قَلِيْرًا عَلَيْهِ رِزْقٌ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا يَكْفِيْ اللّٰهُ

نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿۱۴۴﴾ (طلاق) (دفتر اول، مکتوب، ۲۵۶)

145- شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقٰنِ ؕ

مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيّٰمٍ اٰخَرَ ؕ يُرِيْدُ

اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؕ وَاتَّكِمُوْا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴۵﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۴)

146- وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَاوِدًا وَّهِيَ تَمْرٌ مِّنَ السَّجَابِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الَّذِيْ اَتَقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ

اِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (نمل) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۸)

147- ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۹۹﴾ (الروم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۹۹)

148- عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنَتْ لَهُمْ حَتَّى يَتَّبِعِينَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكُذِبِينَ ﴿۲۹۹﴾ (توبہ)
(دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

149- وَقَالَ يَبْنَى لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۲۹۹﴾ (يوسف)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

150- قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۳۱)

151- فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْحَةٌ وَاحِدَةٌ وَحُلبتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿۱﴾
فِيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۲﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ﴿۳﴾
(الحاقة) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)

152- فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعُرْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ كَانَتْهُمْ يَوْمَ يَرُونَ مَا
يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلِّغْ قَهْلَ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ﴿۱﴾
(الاحقاف) (دفتر سوم، مکتوب، ۷)

153- فَاصْبِرْ صَبْرًا جَبِيلًا ﴿۱﴾ (المعارج) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)

154- هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ
يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي
قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي
الْأَبْصَارِ ﴿۱﴾ (الحشر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸۶)

155- فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۱﴾ (النجم)
(دفتر اول، مکتوب، ۱۹۷)

- 156۔ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٥٨﴾ (المائدة)
- (دفتر سوم، مکتوب، ۸۸)
- 157۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥٩﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦٠﴾ (الم نشرح) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۴)
- 158۔ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٦١﴾ (فرقان) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۷)
- 159۔ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيُّ الْيَشَانِ لِكُلِّ قَوْمٍ وَجْهٌ لِلَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ (بقرہ)
- (دفتر دوم، مکتوب، ۴۶)
- 160۔ وَكُتِبَ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُنَا أَلَيْسَ إِلَيْكَ ۗ قَالَ عِدَايَ أَصَيْبُ بِهِ مِنْ أَشَاءٍ ۗ وَرَاحِقَىٰ وَسَعَتْ كُلُّ شَيْءٍ ۗ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦٣﴾ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۹۶)
- 161۔ لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَبِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُعْدِينَ دَرَجَةً ۗ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۗ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُعْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٤﴾ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۷)
- 162۔ فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ ۗ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٦٥﴾ (الذاريات) (دفتر اول، مکتوب، ۱۵۵)
- 163۔ وَإِنْ طَافُوا عَلَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ائْتَمَرُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۗ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٦٦﴾ (حجرات) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)
- 164۔ ذَلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَسْرُ يَهْدُونَنَا ۚ فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا ۗ وَأَسْتَعْيَىٰ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ عَنِّي حَبِيدٌ ﴿٦٧﴾ (التغابن) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۴)
- 165۔ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سِنِينَ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۗ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِضَابِجٍ وَحِفْظٍ ۗ ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٦٨﴾ (حم السجدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)
- 166۔ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ (نحل) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۸)

- 167- الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٣٠١﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۱)
- 168- وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قَضَىٰ الْأَمْرَ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقُّ وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۗ فَلَا تَكُونُوا لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مِمَّا آتَوْا بِصُرُوحِهِمْ فَمَا آتَوْا بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۗ إِنَّا الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٢﴾ (دفر سوم، مکتوب، ۹۲)
- 169- قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۗ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۴۳)
- 170- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنزِيرِ وَمَا أُهْلِيَ لغيرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النَّصَبِ وَأَنْ تَسْقُوا بِأَلْسِنَتِكُمْ ۗ وَمَا يَسْتَفِئُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَفِئُونَ ۗ وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ أَصْحَابُ السَّعِيرِ ۗ وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ كِبَافَ الْعَذَابِ وَيَصِفُّونَهُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمِ ۗ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِحُجَّتِ اللَّهِ أَلَمْ نُكَلِّمْهِنَّ أَنْ يَكُنَّ حُرًّا بِنَايَ اللَّهِ ۗ وَهُنَّ كَالْبَهَائِمِ الْأَعْمَىٰ ۗ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ النَّبَإَ إِذَا دَعَا إِلَى الْكُفْرِ أَوْ إِلَى الْإِسْلَامِ قُلْ إِنِّي أُصْطَفِيَ لِمَنْ هُوَ حَرَامٌ عَلَيَّ ۗ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠٣﴾ (دفر اول، مکتوب، ۱۰۳)
- 171- وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ ۗ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ ۗ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۗ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۗ وَإِنْ يَسْتَوِيضُوا يَغَاثُوا بِنَارٍ ۗ كَالهَمَلِ يَسْوِي الوُجُوهَ ۗ يَتَسَاءَلُونَ الشَّرَابَ ۗ وَسَاءَتْ مَرْتَفَعًا ﴿٢٨٩﴾ (دفر اول، مکتوب، ۲۸۹- دفر سوم، مکتوب، ۲۴)
- 172- فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۗ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَمَا يُضَعَّدُ فِي السَّيِّئَاتِ ۗ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرُّجُوسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ (انعام) (دفر سوم، مکتوب، ۵۱)
- 173- فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ ۗ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۗ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۗ إِنَّمَا كَانُوا يَلْعَنُونَ ﴿١٠٥﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۵)
- 174- وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ ۗ فَيَلْسَنُ اللَّهُ مَا يَلْقَى الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٤﴾ (الحج) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۴)

- 175۔ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مِّمَّا كَفَرَ بِهِمْ ۗ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَاللَّهُ عَلَى النَّاسِ حَكِيمٌ الْبَيْتِ مَنْ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (آل عمران) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۷)
- 176۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۗ (النجم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۰۔ دفتر دوم، مکتوب، ۹۱)
- 177۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ
يُضَاهَوْنَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۗ فَمَنَّ اللَّهُ ۗ عَلَىٰ يَوْمِكُمْ ۗ (توبه)
- (دفتر سوم، مکتوب، ۱۱۸)
- 178۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۗ قَالَ عَلِمْنَا مِنْدَرَبِي فِي كِتَابٍ ۗ لَا يَحِصُّ رَبِّي وَلَا
يُنْسَى ۗ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا ۗ وَسَلَّكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا ۗ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۗ فَأَخْرَجْنَا
بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ ثِبَاتٍ شَتَّىٰ ۗ (طه) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۷)
- 179۔ وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَسْبِي فِي الْأَسْوَاقِ ۗ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ
فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۗ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكْوِينٌ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۗ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ
تَتَّبَعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۗ (فرقان) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۴۔ دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)
- 180۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۗ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خِشْعُونَ ۗ (المؤمنون)
- (دفتر اول، مکتوب، ۸۵)
- 181۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۗ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۗ (الشمس) (دفتر اول، مکتوب، ۴۲)
- 182۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو
عَنْ كَثِيرٍ ۗ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۗ (المائدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۷۷)
- 183۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۗ إِذْ قَالُوا الْقَوْمِهِمْ إِنَّا بَرَاءٌ مِنْكُمْ وَ
مِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا
بِاللَّهِ وَحَدَاةَ الْآقَالِ ۗ إِبْرَاهِيمَ لَا يَبِيءُ لَا سْتَعْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ رَبَّنَا
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنْتَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۗ (الممتحنة) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)
- 184۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَتَّىٰ قَدَرُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِثْلَ شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ

الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا
وَعَلَيْكُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ لَمْ يَدْرِهِمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿۱۰﴾ (الانعام)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۰۴)

185- قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
اقتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ
جِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۱﴾ (توبه)

(دفتر سوم، مکتوب، ۱۸)

186- قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿۱۲﴾ (الکہف)

187- قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ ۗ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ﴿۱۳﴾ (بنی اسرائیل)

188- ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا
الْمُودَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۱۴﴾ (شوری)

189- وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُرُوجِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ
أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ يَهُنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ
نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ
يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۗ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنَ زِينَتِهِنَّ ۗ وَتَوْبُوا إِلَىٰ
اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۵﴾ (نور) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

190- قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۗ ذَلِكَ أَدْرَأَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ
يَضَعُونَ ﴿۱۶﴾ (نور) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۱)

191۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكُنْتُ رَبِّي لَقَدْ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَقْدَ كَلِمَتُ رَبِّي وَ لَوْ جُنَّا بِرَسُولِهِ مَدَدًا ۝ (الكهف) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

192۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

193۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ (التحریم) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۷)

194۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (مائدة) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۵)

195۔ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى اللَّهِ مَنْ يُنِيبُ ۝ (شوری) (دفتر اول، مکتوب، ۳۶)

196۔ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ (كهف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۰)

197۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ (ابراہیم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳)

198۔ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا ۚ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (الروم)

199۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ (القصص) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)

200۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۚ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَمَتَاعٌ الْعُرُودِ ۝ (آل عمران)

(دفتر اول، مکتوب، ۸۹)

201 - يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٥١﴾ (الرحمن)

(دفتر اول، مکتوب، ۱۶)

202 - كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٢﴾

(آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۴۴)

203 - قَالَ لَيْنِ اتَّخَذَتِ الْهَاجِرِي لَا جَعَلْتِكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٥٣﴾ (شعراء)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۵۹)

204 - وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٥٤﴾ (الزمر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۷۴)

205 - وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٥٥﴾ (ابراہیم)

206 - ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿٥٦﴾ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۹)

207 - مُدَبَّرَاتٍ بَيْنَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

208 - لَا تَبْقَىٰ وَلَا تَذَرُ ﴿٥٨﴾ (المدثر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۱ - دفتر سوم، مکتوب، ۷۵)

209 - فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِيفًا وَعْدَهُ مُرْسَلَةً ﴿٥٩﴾ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٦٠﴾ (ابراہیم)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

210 - لَا تَذَرِكُ إِلَّا بَصَارًا وَهُوَ يُذَرِكُ إِلَّا بَصَارًا وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿٦١﴾ (انعام)

(دفتر دوم، مکتوب، ۶)

211 - لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿٦٢﴾ (انعام) (دفتر سوم، مکتوب، ۹۶)

212 - خُلِدُوا فِيهَا فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٦٣﴾ (بقرہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۷)

- 213 - لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿١٨﴾ (الانبیاء) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)
- 214 - وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلَ أَوْلِيكَ أَعْظَمَ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَتْلُوا وَ كَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٩٦﴾ (الحديد) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)
- 215 - وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿٢٦٦﴾ (فرقان)
- (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)
- 216 - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٢٦٦﴾ (التحریم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)
- 217 - لَا يَسْئَلُ إِلَّا الظَّهْرُونَ ﴿٢١١﴾ (الواقعة) (دفتر سوم، مکتوب، ۴)
- 218 - الرَّسُولُ كَتَبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَبِيبِ ﴿٢١١﴾ (ابراہیم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۱)
- 219 - وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَالِ وَلَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْمَلِكَةَ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿٢٢٢﴾ (فرقان) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۴)
- 220 - لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٩٩﴾ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿١٠٠﴾ (التین)
- (دفتر اول، مکتوب، ۹۹)
- 221 - لَقَدْ رَافَى اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٩٦﴾ (فتح) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)
- 222 - لَكُمْ دِينُكُمْ وَدِينِ اللَّهِ ﴿٢٤٧﴾ (الکافرون) (دفتر اول، مکتوب، ۴۷)
- 223 - يَوْمَ هُمْ بَرْزُورٌ ﴿٤٢﴾ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ﴿٤٣﴾ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٤﴾ (مومن) (دفتر اول، مکتوب، ۷۴)
- 224 - لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّثِيمُونَ وَالْأَخْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِلْمَ وَأَكْلِهِمُ الشُّحْتَ ﴿١٥﴾ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٥﴾ (المائدة) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۵)

225- لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٢٨٤﴾ (الانفال) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

226- فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا

يَذَرُوكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١٨﴾ (شوری) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

227- مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا

سُجَّدًا يُبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۗ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي

التَّوْرَةِ ۗ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۗ كَزُرْعٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ فَازْرَأَهُ فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ

يُعِجِبُ الزُّرْعَاءَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ (فتح) (دفتر اول، مکتوب، ۵۳)

228- مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَاللرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ

وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۗ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ

عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٣٨﴾ (الحشر) (دفتر اول، مکتوب، ۳۸)

229- مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۗ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ

رَسُولًا ۗ وَكُنْ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٢﴾ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶۲)

230- وَقَالَ يَبْنَى لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۗ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ

اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۗ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٢٦٦﴾ (يوسف)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

231- مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٢٩﴾ (النجم) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۹)

232- وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرِي ۗ فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامُ عَلَى الطَّيْنِ

فَأَجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٠٥﴾ (القصص)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۵۹)

233- مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿١٠٥﴾ (مائدة)

(دفتر دوم، مکتوب، ۲۳)

- 234 - مَا يَبْدُلُ الْقَوْلَ لَدَيْ وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ لِلْعَبِيدِ ۝ (ق) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۷)
- 235 - مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝ (نساء)
(دفتر اول، مکتوب، ۷۰)
- 236 - أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آذُنٌ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرُ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۗ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (المجادلة) (دفتر دوم، مکتوب، ۸)
- 237 - اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ مَثَلُ نُورِهِ كَمِثْلِ نُورِ كَوْكَبٍ كَوْكَبٍ كَوْكَبٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۖ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۖ نُورٌ عَلَى نُورٍ ۖ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۖ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (نور) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳۴)
- 238 - مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۗ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ فِي كَزْرٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ فَازْرَأَهُ فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغْفِظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ (فتح) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۴)
- 239 - مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝ (حم السجدة)
(دفتر اول، مکتوب، ۱۱۸)
- 240 - مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (العنكبوت)
(دفتر اول، مکتوب، ۴۵)
- 241 - مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۗ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ (نساء)
(دفتر اول، مکتوب، ۷۰)
- 242 - وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِآذُنِهِ ۗ هَلْ عَسَىٰ إِذَا فَيْسَلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ

وَعَصِيَّتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ
صَرَفْنَا عَنْهُمْ آيَاتِنَا وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٠٢﴾ (آل عمران)

(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

243- اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مِثْلُ نُورِهَا كَيْسُكُوَّةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۚ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۚ
الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۚ يَكَادُ
زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُورٌ عَلَى نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ
الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١﴾ (نور) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۱)

244- هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ﴿١﴾ (دھر)

(دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)

245- هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦١﴾ (رحمن) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۳)

246- يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ﴿٦٢﴾ (ق) (دفتر اول، مکتوب، ۶)

247- هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۗ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠٢﴾ (الحديد)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

248- وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ
الْبَصِيرُ ﴿١٠٣﴾ (مومن) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

249- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿٥٠﴾ (المائدة) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۰)

250- وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَ
إِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٨﴾ (عنكبوت) (دفتر سوم، مکتوب، ۸۸)

251- وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۚ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۗ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي
وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعْنَتِهِمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٠٢﴾ (بقره) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰)

252- وَإِذْ كَرَّمْنَا نَبِيَّكَ وَنَمَّيْنَا إِلَيْهِ نَبِيَّيْلًا ﴿١٠٣﴾ (مزل) (دفتر اول، مکتوب، ۲۲۱)

- 253 - كَلَّا لَا تَطَعَهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ (العلق) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)
- 254 - وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدْعُوۡنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدُوۡۃِ وَ الْعِصِیۡۃِ یُرِیۡدُوۡنَ وَجْهَهُ وَ لَا تَعُدُّ عِیۡنُکَ عَنْهُمْ تُرِیۡدُ زِیۡنَةَ الدُّنْیَا وَ لَا تَطۡعُ مَنْ اَعۡقَلٰ نَا قَلْبَهُ عَنْ ذِکْرِ نَا وَ اتَّبِعْ هَوٰیهُ وَ کَانَ اَمْرًا فُرُکًا ۝ (کہف) (دفتر اول، مکتوب، ۱۵۶)
- 255 - وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الْیَقِیۡنُ ۝ (الحجر) (دفتر اول، مکتوب، ۹۷)
- 256 - وَ السَّابِقُوۡنَ الْاَوَّلُوۡنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیۡنَ وَ الْاَنْصَارِیۡنَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحْسَانٍ تَرْضٰی اللّٰهُ عَنْہُمْ وَ رَضُوۡا عَنْہُ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجْرِیۡ تَحْتِہَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِیۡنَ فِیہَا اَبَدًا ۝ ذٰلِکَ الْفَوۡزُ الْعَظِیۡمُ ۝ (توبہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)
- 257 - وَ جَاۡءُوۡا عَلٰی قَبِیۡصِہِ بِدَیۡرِ کَنَازٍ ۝ قَالَ بَلۡ سَوَّلۡتَ لَکُمۡ اَنْفُسَکُمۡ اَمْرًا ۝ فَصَبِرُوۡا جَبِیۡلًا ۝ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ ۝ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۰)
- 258 - اِنَّ اللّٰهَ یَعَلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۝ وَ اللّٰهُ بِصِیۡرَتِہِمَا تَعْمَلُوۡنَ ۝ (الحجرات) (دفتر اول، مکتوب، ۷۳)
- 259 - هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فِیۡنَکُمۡ کَافِرًا وَ مُؤْمِنًا ۝ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ۝ (التغابن) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۴)
- 260 - ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۝ وَ اللّٰهُ ذُوۡ الْفَضْلِ الْعَظِیۡمِ ۝ (الجمعة) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۳)
- 261 - مَا لَیۡسَ کَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِکِیۡنَ اَنْ یُنزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِنْ خَیۡرٍ مِّنۡ رَبِّکُمۡ ۝ وَ اللّٰهُ یَخۡصُ بِرَحْمَہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۝ وَ اللّٰهُ ذُوۡ الْفَضْلِ الْعَظِیۡمِ ۝ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۰)
- 262 - وَ اللّٰهُ یَدْعُوۡا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ۝ وَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیۡمٍ ۝ (یونس) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)
- 263 - مَا کَانَ لِہِۡۤ اَنْ یَّکُوۡنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُخۡرَجَ فِی الْاَرْضِ ۝ تُرِیۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۝ وَ اللّٰهُ یُرِیۡدُ الْاٰخِرَةَ ۝ وَ اللّٰهُ عَزِیۡزٌ حَلِیۡمٌ ۝ (الانفال) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

264 - مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ

مِائَةِ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١٣﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۳)

265 - كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدًا فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ

مَا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢١٤﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۴)

266 - وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿٦٠﴾ (الضحى) (دفتر اول، مکتوب، ۶۰)

267 - وَامْتَاذُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٦﴾ (ياسين) (دفتر اول، مکتوب، ۹۶)

268 - تَسْبِيحٌ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ

لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿١٢٢﴾ (بنی اسرائیل) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۲۲)

269 - وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ

يَرَوْا كَلِمًا لَا يُؤْمِنُ بِهَا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٩٢﴾ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۲۹۲)

270 - قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْيَاكُمْ لَعَلَّ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ

مُبِينٍ ﴿٣٢﴾ (السا) (دفتر سوم، مکتوب، ۳۲)

271 - وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي

نَفْسٍ يَنْغُوبٌ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٠﴾ (يوسف)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

272 - وَإِنَّ لَفِي زُجُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠٠﴾ (شعراء) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

273 - وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ﴿١٠٠﴾ (بقرہ)

(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۵)

274 - وَعَلَّمْتَ بِالنَّجْمِ فَهُمْ يُهْتَدُونَ ﴿١٠٠﴾ (النحل) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۸)

- 275 - وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُرْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُرْجِهِنَّ عَلَى الْجُيُوبِ وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ يَهُنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ خَوَاتِمَهُنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّعْبَ غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَتْرُوقٌ وَالنِّسَاءُ لَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۗ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (النور) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۶)
- 276 - وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (الزخرف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۵۹)
- 277 - وَ لِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۚ وَذُرُوا وَالَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آسَاءِهِمْ سَيَجْزُونَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۹)
- 278 - وَذُرُوا ظَاهِرَ الْأَيْمَانِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْأَيْمَانَ سَيَجْزُونَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (الانعام) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۶)
- 279 - وَ اَلْكَتُبُ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ۗ قَالَ عَدَايَ اُصِيبُ بِهِ مِنْ اَشْءٍ وَرَاحَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۗ فَسَا كَتُبَهَا لِلَّذِينَ يَشْقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِاٰيَاتِنَا يُوْمِنُونَ ۝ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۹۶)
- 280 - وَعَدَاةُ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جُنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّتِ عَدْنٍ ۗ وَمَرْضَاوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ (توبہ)
- (دفتر اول، مکتوب، ۳۶)
- 281 - وَسَيَجْزِيهَا الْأَتْقَى ۝ (الليل) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۴)
- 282 - يَعْتَذِرُونَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۗ قُلْ لَا تَعْتَذِرُونَ اِلَيْكُمْ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اَللَّهَ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۗ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ لَمْ تُرَدُّوْنَ اِلَى عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنذِرْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (توبہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۴)
- 283 - فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَمُنَّا وَلَوْ كُنْتَ فَكَاغْلِيظَ الْقَلْبِ لَانْقَضُوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ

عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿٩٦﴾ (آل عمران) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

284 - الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَ
الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ
أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ
عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿٢٢﴾ (المائدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۲)

285 - كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ
تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ (بقرہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۹)

286 - وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢١﴾ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۲)

287 - وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿٢٦٦﴾ (الغبراء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

288 - قَبْدًا بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وَعَاءِ أَخِيهِ كَذَبًا
لِيُؤَسِّفَ مَا كَانَ لِيَاخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَن نَّشَاءُ وَ
فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٢٠٩﴾ (يوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۹)

289 - وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٠﴾ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿١٠٠﴾ (الذاريات)
(دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

290 - وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٠﴾ (الذاريات) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰)

291 - وَبِهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿٣٢﴾ (النساء)
(دفتر سوم، مکتوب، ۳۲)

292 - وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عَدُوًّا وَإِنَّا وَظَلَمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْهَا وَمَنْ كَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٤﴾
(نساء) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۴)

293 - وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا

- أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَصُرُونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۗ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۗ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۸)
- 294 - يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝ (طہ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۷۳)
- 295 - وَلَا تَتَّبِعُوا الْبَشَرَ لَمْ يَكُنْ خَلْقَ يَوْمِ ۗ وَلَا مَهْمُ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَا أَعْجَبْتُمْ ۗ وَلَا تَتَّبِعُوا الْبَشَرَ لَمْ يَكُنْ خَلْقَ يَوْمِ ۗ وَلَا مَهْمُ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَا أَعْجَبْتُمْ ۗ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۗ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۗ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳)
- 296 - وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَمَثَلٌ بَيْنِي وَبَيْنَ إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يُوسُفُ مَسْحُورًا ۝ (بنی اسرائیل) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۷)
- 297 - وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِينَ ۝ (ملک) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۸)
- 298 - وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۗ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُتَّخِذُونَ ۗ وَإِنْ جُذِنَا لَهُمْ الْغُلُوبُونَ ۝ (صافات) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳۸)
- 299 - وَلَقَدْ عَاهَدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ قَنُوسٍ وَلَمْ نُجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝ (طہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)
- 300 - وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)
- 301 - الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السُّوءِ ۗ وَاللَّهُ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (النحل) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۱)
- 302 - وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبَسُونَ ۝ (الانعام)
- (دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)
- 303 - لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۗ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (حدید) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)

304 - وَمَا أَبْرَأُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۗ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵﴾ (یوسف) (دفتر سوم، مکتوب، ۵)

305 - وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ﴿۱۹﴾ (الشوری) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۹)

306 - وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرًا لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۴۷﴾ (آل عمران) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۷)

307 - وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلِمَةً بِلَبْسٍ ﴿۲۶۶﴾ (القمر) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

308 - وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۗ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۳۴﴾ (بنی اسرائیل) (دفتر اول، مکتوب، ۳۴)

309 - قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّي وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَيْتُمْ عَنْهُ ۗ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۗ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿۴۱﴾ (هود) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

310 - وَرَاجِعْ إِلَيْهِمْ جَسَدًا آلَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ﴿۵۳﴾ (الانبیاء)

(دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)

311 - وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۶۴﴾ (الذاریات) (دفتر اول، مکتوب، ۶۴)

312 - لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۗ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبْسٌ بِظُفْرِ يَدٍ إِلَىٰ الْمَاءِ ۚ يُبَيِّنُ قَاوِمًا وَمَا مَوْجِبًا لِيَوْمٍ تَجُوزُ فِيهِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ ﴿۱۶۳﴾ (الرعد) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶۳)

313 - وَمَا ذَلِكُ عَلَىٰ اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿۴۴﴾ (ابراہیم) (دفتر دوم، مکتوب، ۴۴)

314 - فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۗ وَمَا رَمَيْتُمْ إِذْ رَمَيْتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبَيِّنَ

الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بِلَاءً حَسَنًا ۗ إِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ عَلِيمٌ ﴿۲۷۲﴾ (الانفال) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

315 - هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ مِنْ رَبِّكَ ۗ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۹﴾ (النحل) (دفتر اول، مکتوب، ۹)

316 - مَنْ اهْتَدَى فَاكْتُمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَانْتُمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ۗ وَمَا كُنَّا مُعَلِّمِينَ ۙ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۙ (بنی اسرائیل) (دفتر سوم، مکتوب، ۳۶)

317 - وَمَا مِمَّا آتَاكُم مَّقَامَرَةٌ مَّعْلُومَةٌ ۙ (الصافات) (دفتر اول، مکتوب، ۹۹)

318 - هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۙ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۳۱۰)

319 - وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۗ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۗ لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزِدَّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۗ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۗ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا آرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۗ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنِ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنِ يَشَاءُ ۗ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۗ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلنَّاسِ ۙ (المدثر) (دفتر اول، مکتوب، ۵۸)

320 - وَمَا يَطُوقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۙ إِنَّهُ هُوَ الْوَعْدِيُّ يُدْعَىٰ ۙ (النجم) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

321 - وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۙ (يوسف) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

322 - وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۗ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ۙ (القصف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۹)

323 - اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۙ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

324 - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۙ (لقمان) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

325 - أَوْ كَلَّمْتِ فِي بَحْرِ لَيْقِي بَعْشَةَ مَوْجٍ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٍ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۗ ظَلَمْتَ بَعْضَهَا

فَرَوَى بَعْضٌ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِ بِهَا ۖ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ۝

(نور) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۴)

۱۰

326 - إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا الَّذِينَ هَادُوا

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ وَالْأَحْبَابُ بِهَا اسْتَحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ

اخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِنَا ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

(مائدہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

327 - فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ قَارِعُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذُوَى عَدْلِ

مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَنْ يَشْقِ اللَّهَ

يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَّوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

بِالْأَمْرِ قَدِيرٌ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (طلاق) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۲)

328 - وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجْعَلِ اللَّهُ عَفْوَ رَاحِيًا ۝ (نساء)

(دفتر دوم، مکتوب، ۶۶)

329 - وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَ

أَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

330 - وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوكُمْ

أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ

هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ (ہود) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۶)

331 - وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَطَفُوا لِيَنْشُرَ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ (شوری)

(دفتر اول، مکتوب، ۱۳)

332 - هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِيهِ

فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَ

اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (الحديد) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۶)

333 - وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِطْرُهُ
ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَسْبَدَٰهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۚ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ
وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ (الاحقاف) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۷)

334 - لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ
اللَّهِ فِي شَيْءٍ ۗ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝
(آل عمران) (دفتر سوم، مکتوب، ۷۵)

335 - يَوْمَ يَبْعَثُ اللَّهُ جَبِيحًا يَخْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَخْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۗ أَلَا
إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۗ أُولَٰئِكَ جِزْبُ الشَّيْطَانِ ۗ أَلَا
إِنَّ جِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَسِرُونَ ۝ (المجادلة) (دفتر اول، مکتوب، ۳۳)

336 - أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ
وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُومًا ۝ (بنی اسرائیل) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

337 - وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝
(الرعد) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

338 - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُتِلَ لَكُمْ تَفْسِحُ فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَإِذَا قُتِلَ
أَنْتُمْ وَآقَابُكُمْ وَإِذَا يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ۝ (المجادلة) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

339 - إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفَرُ بِبَعْضٍ ۗ وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ
حَقًّا ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۱۵۲)

340 - اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۗ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۗ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَلَا يُحِيطُونَ

شَيْءٍ مِّنْ عَلَيْهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۗ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۗ وَلَا يَـُٔودُهُ حِفْظُهُمَا ۗ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٤٦﴾ (بقرہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۶)

341 - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبَةٌ إِلَى اللَّهِ تَوْبَةٌ نُّصُوْحًا ۚ عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَنْ يَكْفِرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
شَيْءًا قَدِيرٌ ﴿٦٦﴾ (تحریم) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۶)

342 - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٠١﴾ (الحجرات) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۶)

343 - يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۗ وَاللَّهُ
يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾ (المائدة) (دفتر اول، مکتوب، ۸۰)

344 - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا
يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْنِيَنَّ فِي
مَعْرُوفٍ فَبَايِعْنَهُنَّ وَأَسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٠﴾ (الممتحن) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

345 - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۗ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٠١﴾
(تحریم) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶۳)

346 - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٠﴾ (الانفال) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۲)

347 - وَقَالَ يُبْنَىٰ لَكَ خُلُوعٌ مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَأَدْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۗ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ
اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۗ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۗ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٥٠﴾ (يوسف)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

348 - أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يُحَسِرُنِي عَلَىٰ مَا فَرَطْتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ الشَّخِرِينَ ﴿٥١﴾

(الزمر) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۶)

349 - وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَذَا مِنْ ابْنِ بَنِي صَرَاحَةَ ۗ أَلَمْ يَلْمِ الْآسِيَابَ ۗ أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ ۗ مَا ظَلَمَ إِلَىٰ

إِلَىٰ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَا أَظُنُّهُ كَاذِبًا ۗ وَكَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْفِرْعَوْنَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۗ وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا كَيْدُ
فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ (المومن) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۳)

350 - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۗ
أَذَلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۗ
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (مائدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

351 - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۗ
أَذَلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۗ
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (مائدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

352 - وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مِيلًا
عَظِيمًا ۝ (نساء)

353 - تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ۗ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝
(السجدة) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

354 - يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ ۗ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَافِرُونَ ۝ (توبة) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۵)

355 - أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ
يَتَّكِمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ۗ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝
(نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

356 - إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۗ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۗ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۗ وَ
يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۗ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝ (بقره) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۹)

357 - وَيَضْمِكُ صَدْرَهُمْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانُهُمْ فَأَنْرِسِلْ إِلَىٰ هُرُونَ ۝ (شعراء)
(دفتر اول، مکتوب، ۱۶)

- 358 - یَعِدُّهُمْ وَيُؤَيِّنُهُمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۗ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۷)
- 359 - الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ ۗ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ
الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۗ (بقرہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۹۱)
- 360 - يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللَّهُ
الظَّالِمِينَ ۗ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۗ (ابراہیم) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)
- 361 - يَسْأَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۚ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۗ (الرعد) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۷)
- 362 - اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ مَثَلُ نُورِهِ كَمِثْلِ نُورِةٍ كُشْبُوۡةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۗ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۗ
الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَرَّكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۗ يَكَادُ
زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۗ نُورًا عَلَى نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ
الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۗ (النور) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۱)

ضمیمہ دوم: احادیث

مکتوبات میں صحیح۔ ضعیف / موضوع احادیث / روایات کی تعداد تقریباً ۲۵۰/۳۰۰ ہے۔ ان کی تخریج پر دور حاضر میں ڈاکٹر باربریک مطالی اور محمد کلیم فانی نے کام کیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کی الف بائی فہرست Arthure Blure نے مرتب کی ہے، تقریباً ۱۳۰۔ احادیث پر روایات کی فہرست مع تخریج درج ذیل ہے۔

(۱) اقدرون ما المفلس ...

دفتر اول، مکتوب: ۹۸ دفتر اول، مکتوب: ۷۶

صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب رقم الحدیث: ۲۵۸۱

(۲) اتقوا من مواضع التهم

دفتر اول، مکتوب: ۲۳ دفتر دوم، مکتوب: ۱۵

سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، جلد اول، ص: ۲۳۰، رقم:

۱۱۳ / شرح الاحیاء للزبیدی جلد ۷، ص: ۲۸۳

(۳) ادبنی ربی فاحسن تادیبی

دفتر اول، مکتوب: ۴۱

سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، جلد اول، ص: ۱۷۳ / کشف

الخفا جلد اول، ص: ۷۰

(۴) اذا احب الله سبحانه عبدا (دعا جبرئیل فقال)

دفتر روم، مکتوب: ۴۴

صحیح بخاری کتاب التوحید، باب کلام الرب مع جبرئیل، رقم الحدیث

۴۸۵ / صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والاداب، رقم ۲۶۳۷

(۵) اذا غضب احدکم ...

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

ابن ابی الدنیا فی العفو و ذم الغضب (بحوالہ احیاء علوم الدین) جلد ۳، ص: ۲۲۳

(۶) اذا کان یوم القیامة کنت امام ...

سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفة النار، رقم الحدیث ۴۳۱۴

(۷) أرحم امتی بامتی ابو بکر ...

دفتر سوم، مکتوب: ۲۴

عن انس سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل

وزید بن ثابت رقم الحدیث ۳۷۹۰

(۸) اصحابی کالنجوم

دفتر روم، مکتوب: ۳۶

ابن عبدالبر جامع العلم جلد ۲، ص: ۹۱ / سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ و

الموضوعة جلد اول ص: ۱۴۴

المطالب العالیہ جلد ۸، ص: ۲۸۲ رقم الحدیث: ۴۱۵۷ / ۴۱۵۸ مگر الفاظیہ

ہیں مثل اصحابی مثل النجوم یہتدی بہم، باہم اخذتم بقولہ اہتدیتم

(۹) اطلع الى اهل بدر فقال : اعملوا...

دفتر سوم، مکتوب: ۲۲۲

صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: فضل من شهد بدرا.....

رقم: ۳۹۸۳ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اهل

بدر..... رقم الحدیث: ۲۲۹۲

(۱۰) افضل الذكر لا اله الا الله...

دفتر دوم، مکتوب: ۹

سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء ان دعوة المسلم..... رقم

الحدیث: ۳۳۸۳

(۱۱) افلا اكون عبد اشكورا

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۲

صحیح بخاری، ابواب التهجيد، باب قيام النبي الليل حتى..... رقم

الحدیث: ۱۱۳۰

(۱۲) اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۱، دفتر اول، مکتوب: ۲۸۵

دفتر اول، مکتوب: ۲۸۷، دفتر اول، مکتوب: ۳۰۳

صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم

الحدیث: ۲۸۲.

مکتوب میں فی الصلاة ہے

(۱۳) اكرموا عمتكم النخلة فانها...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰ دفتر اول، مکتوب: ۱۶۲

کشف الخفاء، جلد اول، ص: ۱۵۵ رقم: ۵۱۰

(۱۴) الا اخبركم باهل الجنة...

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

صحیح مسلم، کتاب الجنة.....، رقم الحدیث ۲۸۵۳

(۱۵) الا ان الدنيا ملعونة وملعون...

دفتر اول، مکتوب: ۱۱۰ دفتر اول، مکتوب: ۱۹۷

دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰

سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی هوان.....، رقم الحدیث: ۲۳۲۲

(۱۶) الا ان شر الشر شرار العلماء...

دفتر اول، مکتوب: ۱۹۴

سنن دارمی، باب التوبیخ لمن يطلب العلم لغير الله رقم: ۳۷۶

لسلسلة الاحادیث الضعيفة والموضوعة جلد ۳، ص: ۶۱۲ رقم: ۱۴۱۸

(۱۷) الذين هم على ماانا عليه واصحابي...

دفتر اول، مکتوب: ۸۰

سنن ترمذی ، کتاب الایمان ، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة ، رقم
الحديث: ۲۶۴۱

(۱۸) اللہ اللہ فی اصحابی ...

دفتر اول، مکتوب: ۲۵۱

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶

دفتر دوم، مکتوب: ۵۱

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

سنن الترمذی ، کتاب المناقب ، باب فیمن سب اصحاب النبی ، رقم
الحديث: ۳۸۶۱

(۱۹) ایکم یبسط ثوبه فیأخذ من حدیثی هذا

صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ ، رقم
الحديث: ۲۰۴۷

صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل ابی هريرة الدوسی
، رقم الحديث: ۲۴۹۲

(۲۰) اناسید ولد آدم ولا فخر

دفتر سوم، مکتوب: ۱۳۲

سنن الترمذی ، کتاب المناقب ، باب فی فضل النبی ، رقم
الحديث: ۳۶۱۵

(۲۱) انا عند ظن عبدی بی

دفتر اول، مکتوب: ۲۱۶

صحیح بخاری کتاب التوحید، باب قوله تعالى و يحذر کم الله نفسه، رقم الحديث: ۴۲۰۵ / صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث على ذکر الله تعالى، رقم الحديث: ۲۶۷۵ / سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن بالله عزوجل، رقم الحديث: ۳۶۰۳

(۲۲) انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق...

دفتر اول، مکتوب: ۲۲

سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضائل النبی، رقم الحديث: ۳۶۰۸

(۲۳) الانبياء احياء في قبورهم يصلون

دفتر دوم، مکتوب: ۱۶

المطالب العالیة مع اتحاف الخیرة المهرقة جلد ۷، ص: ۱۳۷

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے،

(۲۴) انما انا بشر، أرضی كما يرضى البشر، واغضب كما...

دفتر سوم، مکتوب: ۵۳

صحیح مسلم، کتاب البر والصلوة، باب من لعنه النبی، رقم الحديث: ۲۶۰۳

(۲۵) ان القرآن نزل على سبعة احرف لكل آية منها ظهر وبطن...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۸

سند ابویعلیٰ (تحقیق ارشاد الحق اثری) جلد ۵، ص: ۸۰

الفتوحات المکیة جلد ۳، ص: ۱۸۷

(۲۶) ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ

دفتر اول، مکتوب: ۱۷

عن انس سنن ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء ان القلوب.....، رقم

الحديث: ۲۱۴۰

(۲۷) ان لله سبعین الف حجاب

دفتر اول، مکتوب: ۵۸ دفتر دوم، مکتوب: ۴۰

الفتوحات المکیة جلد اول، ص ۳۴۹

(۲۸) ان الله يحب الرفق في الامر كله

دفتر اول، مکتوب: دفتر دوم، مکتوب: ۴۰

صحيح بخارى، كتاب الادب، باب كل معروف صدقة، رقم

الحديث: ۲۰۲۴

صحيح مسلم، كتاب السلام، باب النهي عن ابتداء اهل الكتاب، رقم

الحديث: ۲۱۶۵

(۲۹) ان الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر

دفتر اول، مکتوب: ۳۳ دفتر اول، مکتوب: ۱۷۱

صحيح بخارى، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، رقم الحديث: ۴۲۰۳

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان، رقم

الحديث: ۱۱۱

(۳۰) انها كانت وکانت وکان لی ولد

صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجة وفضلها

رقم الحديث: ۳۸۱۸

(۳۱) انه ليس من الناس احد آمن علي في نفسه

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

صحیح بخاری، کتاب الصلوة، باب الخوخة والممر في المسجد، رقم

الحديث: ۲۶۷

(۳۲) انه ليغان علي قلبي...

دفتر دوم، مکتوب: ۶۶

دفتر دوم، مکتوب: ۲۱

صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار.....، رقم

الحديث: ۲۷۰۲

(۳۳) ايتوني بقرطاس اكتب لكم...

دفتر دوم، مکتوب: ۹۶

صحیح بخاری، کتاب العلم، باب كتابة العلم، رقم الحديث: ۱۱۴

صحیح مسلم، کتاب الوصية، باب ترك الوصية لمن.....، رقم

الحديث: ۱۶۳۷

(۳۴) بدأ الاسلام غريباً وسيعود...

صحیح مسلم کتاب الایمان، باب أن الاسلام بدأ.....، رقم الحدیث: ۱۴۵

(۳۵) بنی الاسلام علی خمس

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

عن ابن عمر،

صحیح بخاری کتاب الایمان، باب دعاء کم.....، رقم الحدیث: ۸

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام، رقم الحدیث: ۱۶

(۳۶) لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر

دفتر اول، مکتوب: ۴۵

مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، تاکید استحبابه واستحباب

تاخيره و تعجيل الفطر، رقم الحدیث: ۱۰۹۸، بخاری: ۱۹۵۷.

(۳۷) لقيت ابراهيم ليلة اسرى...

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۴

سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب (۵۸)، رقم الحدیث: (۳۴۶۲)

(۳۸) ثم سلوا الله لي الوسيلة

دفتر سوم، مکتوب: ۹۴

صحیح مسلم، کتاب الصلوة باب استحباب القول مثل قول..... رقم

الحدیث: ۳۸۴

(۳۹) جددوا ایمانکم...

دفتر اول، مکتوب: ۵۲ دفتر اول، مکتوب: ۷۸

مستدرک حاکم جلد ۴، ص: ۲۵۶ / مسند احمد جلد ۲، ص: ۳۵۹، قال
الحاکم: صحیح الاسناد.

(۴۰) حاسبوا قبل ان تحاسبوا

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۹

سلسلة الاحادیث الضعيفة والموضوعة، جلد ۳، ص: ۳۳۶، رقم
الحديث: ۱۲۰۱

(۴۱) حب الدنيا رأس كل خطيئة

دفتر اول، مکتوب: ۱۷۱ دفتر اول، مکتوب: ۲۳۲

سلسلة الاحادیث الضعيفة والموضوعة جلد ۳، ص: ۳۷۰، رقم
الحديث: ۱۲۲۶

(۴۲) حب الوطن من الايمان

دفتر اول، مکتوب: ۷۸ دفتر اول، مکتوب: ۱۵۵

سلسلة الاحادیث الضعيفة والموضوعة، جلد اول، ص: ۱۱۰، رقم ۳۶
كشف الخفاء جلد اول، ص: ۳۰۸، رقم الحديث: ۱۱۰۰
مختصر المقاصد الحسنة، ص ۹۶، رقم الحديث: ۳۶۱

(۴۳) حق المسلم...

مسلم كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، رقم

الحديث: ۲۱۶۲

(۲۳) الحياء شعبة من الايمان

دفتر اول، مکتوب: ۱۰۹

دفتر اول، مکتوب: ۲۲۶

دفتر اول، مکتوب: ۲۳۸

صحیح مسلم، کتاب الايمان، باب بيان عدو شعب الايمان.....، رقم

الحديث: ۳۵

(۲۵) خلق ادم على صورته

عن ابو هريرة

صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، رقم الحديث: ۲۲۲۷

صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی دوام نعيم اهل الجنة.....، رقم

الحديث: ۲۸۴۱

(۲۶) خياركم في الجاهلية...

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

دفتر سوم، مکتوب: ۵۶

بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله لقد كان في يوسف واخوته آيات

للسائلين، رقم الحديث: ۴۶۸۹

مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل يوسف، رقم الحديث: ۲۳۷۸

(۲۷) خير القرون قرني

دفتر اول، مکتوب: ۲۰۹

دفتر دوم، مکتوب: ۳۹

بخاری کتاب الشهادات، باب لا یشهد علی شهادة جور اذا شهد، رقم
الحديث: ۲۶۵۲

مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم
الذين يلونهم رقم الحديث: ۲۵۳۳

(۴۸) خير الهدى هدى محمد ^{صلى الله} _{وسلم} ...

دفتر اول، مکتوب: ۴۱

(مسلم، کتاب الجمعة باب تخفيف الصلاة، والخطبة، رقم الحديث: ۸۶۷)

(۴۹) الخلق كلهم عيال الله فاحب ...

دفتر دوم، مکتوب: ۹۰

حلیة الاولیاء، جلد ۲، ص: ۱۰۲

(۵۰) الدنيا سجن المؤمن

دفتر دوم، مکتوب: ۶۳

مستدرک حاکم، جلد ۲، ص: ۳۱۵

حلیة الاولیاء جلد ۸، ص: ۱۷۷

سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، جلد ۶، ص: ۴۷ رقم

الحديث: ۲۵۳۶

(۵۱) ذهب الظمأ ...

دفتر اول، مکتوب: ۴۵

ابوداؤد، کتاب الصوم، باب القول عند الافطار، رقم الحدیث ۲۳۵۷،

(۵۲) رایت النبی ﷺ و حسن و حسین علی و رکیہ

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین، رقم

الحدیث: ۳۷۶۹

(۵۳) رب اشعث مدفوع...

دفتر اول، مکتوب: ۶۸

دفتر اول، مکتوب: ۷۴

مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب فضل الضعفاء والخاملین، رقم

الحدیث: ۲۶۲۲

(۵۴) رجعنا من الجهاد...

دفتر اول، مکتوب: ۴۱

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

دفتر دوم، مکتوب: ۵۰

سلسلة الاحادیث الضعيفة والموضوعة جلد ۵، ص: ۴۷۸، رقم

الحدیث ۲۴۶۰ تخریج الاحیاء للعراقی جلد ۲، ص: ۶

(۵۵) سبحان الله وبحمده

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۷

دفتر اول، مکتوب: ۱۷

مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود رقم الحديث: ۴۸۴

(۵۶) سبقت رحمتي غضبي

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶

صحيح بخارى، كتاب ابداء الخلق، باب ماجاء في قول الله.....، رقم

الحديث: ۳۱۹۴

صحيح مسلم كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله.....، رقم

الحديث: ۲۷۱۵

(۵۷) سئل رسول الله اتي اهل بيتك

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن، والحسين رضي الله عنهما،

وقم الحديث: ۳۷۷۲

(۵۸) سين بلال عند الله شين

دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰

مختصر مقاصد الحسنه، ص: ۱۲۲، رقم الحديث: ۵۴۷

كشف الخفاء، جلد اول، ص: ۴۱۱، رقم: ۱۵۱۸

(۵۹) الشرك في امتي اخفى من دبيب النمل...

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۹۸۳۵، ۱۹۶۰۶ عن ابی موسیٰ اشعری

(۶۰) شفاعتی لاهل الكبائر من امتی

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶ دفتر اول، مکتوب: ۶۷

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب منه، رقم الحدیث: ۲۴۳۵

(۶۱) الشيخ فی قومه كالنبي فی امته

دفتر اول، مکتوب: ۲۲۴

المختصر مقاصد الحسنة، ص: ۱۲۵، رقم الحدیث: ۵۶۷

(۶۲) الصلوة عماد الدين

دفتر سوم، مکتوب: ۸۵

مختصر مقاصد الحسنة، ص: ۱۲۹، رقم الحدیث: ۵۹۳

(۶۳) الصوم لی وانا اجزی به

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم الحدیث: ۱۱۵۱

(۶۴) طوبی لمن وجه...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

ابن ماجه، کتاب الادب، باب فضل العمل، رقم الحدیث: ۳۸۱۸

(۶۵) العلماء ورثة الانبياء

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۸

دفتر دوم، مکتوب: ۱۸

سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، رقم
الحديث: ۳۶۲۱

(۶۲) علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۸ دفتر دوم، مکتوب: ۱۳ دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۱

سلسلة الاحادیث الضعيفة والموضوعة جلد اول، ص: ۶۷۹، رقم
الحديث: ۴۶۶

الفتوحات المکیة جلد ۳، ص: ۳۰۹

(۶۷) العبادة فی الهرج کھجره الی

دفتر دوم، مکتوب: ۶۸

صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادة فی الهرج رقم
الحديث: ۲۹۲۸

سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الهرج، رقم الحديث ۲۲۰۱

(۶۸) العباس منی وانا منه

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

سنن الترمذی، کتاب لمناب، باب مناقب العباس بن عبدالمطلب رقم
الحديث: ۳۷۵۸

(۶۹) فعلمت علم الاولین والآخرین...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۲

سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورہ ص: رقم الحدیث: ۳۲۳۳،

(۷۰) علی المنبر والحسن الی جنبہ

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

بخاری، کتاب، فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ

عنہما رقم الحدیث: ۳۷۴۶

(۷۱) علیک بالرفق...

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحدیث: ۲۵۹۴

(۷۲) علیکم بالسواد...

دفتر سوم، مکتوب: ۷۹

ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم الحدیث: ۳۹۵۰

(۷۳) فاطمة بضعة منی، فمن...

دفتر دوم، مکتوب: ۹۹

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب ذکر عباس بن عبدالمطلب،

رقم الحدیث: ۳۷۱۴

(۷۴) فان الشیطن لا یتمثل

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۳

مسلم، کتاب الرؤیا، باب من رانی فی المنام فقد رانی، رقم
الحديث: ۲۲۶۶

(۷۵) فان خیر الحدیث کتاب اللہ

دفتر اول، مکتوب: ۱۸۶

صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلوة والخطبة، رقم
الحديث: ۸۶۷

(۷۶) فان لم تبکوا...

دفتر اول، مکتوب: ۷۰

ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب الحزن والبكاء، رقم الحديث: ۴۱۹۶

(۷۷) فطوبی لمن طال

دفتر اول، مکتوب: ۸۹

خیر الناس من طال عمره و حسن عمله
ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی طول العمر للمؤمن، رقم
الحديث: ۲۳۲۹

(۷۸) ماشاء اللہ کان وما لم یسأ لم یکن ولا حول ولا قوہ...

دفتر اول، مکتوب: ۱۲

نسائی، کتاب الاذان، باب القول اذا قال المؤذن حی علی الصلاة وحی
علی الفلاح، رقم الحدیث: ۶۷۷

(۷۹) الکبریاء ردائی والعظمة...

دفتر اول، مکتوب: ۵۲ دفتر دوم، مکتوب: ۱

سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، رقم الحدیث: ۴۰۹۰
صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم الکبر، رقم
الحدیث: ۲۶۲۰

(۸۰) کل بدعة ضلالة

دفتر دوم، مکتوب: ۲۳

مسلم، کتاب الجمعة، تخفيف الصلاة والتحطية، رقم الحدیث: ۸۶۷

(۸۱) کلمتان خفیفتان...

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۸

بخاری، کتاب الدعوات باب فضل التسبیح، رقم الحدیث: ۶۴۰۶
مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء رقم
الحدیث: ۲۶۹۴

(۸۲) کل میسر لما خلق له

دفتر اول، مکتوب: ۳۷

صحیح البخاری کتاب التوحید، باب قول الله تعالى ولقد يسرنا القرآن

للذکر. رقم الحدیث: ۷۵۵۱

(۸۳) لا ایمان لمن لا امانة له

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲

مسند احمد، ص: ۸۵۱، رقم الحدیث: ۱۲۳۸۳

مختصر مقاصد الحسنہ ص: ۲۱۳، رقم: ۱۱۷۶

(۸۴) لا تجتمع امتی علی الضلالة

دفتر اول، مکتوب: ۸۰

سنن ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم الحدیث: ۳۹۵۰

(۸۵) لا تغضب فرداً مراراً

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی كثرة الغضب، رقم

الحدیث: ۲۰۲۰

(۸۶) لا صلاة الا بفاتحة الكتاب

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲

مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة، رقم الحدیث: ۳۹۴

(۸۷) لا عدوی ولا طيرة

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

بخاری کتاب الطب، باب الجذام، رقم الحدیث: ۵۷۰۷

(۸۸) لا یرد القضاء الا الدعاء

دفتر سوم، مکتوب: ۴۷

سنن ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء لا یرد القدر الا الدعاء، رقم

الحديث: ۲۱۳۹

(۸۹) لعن الرجل یلبس

دفتر اول، مکتوب: ۳۱۳

داؤد کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، رقم الحديث: ۴۰۹۸

(۹۰) لو کان بعدی نبی لکان عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

دفتر سوم، مکتوب: ۲۴

دفتر اول، مکتوب: ۲۵۱

سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ۱۷، رقم الحديث: ۳۶۸۶

(۹۱) لو کنت متخذاً فی امتی خلیلاً لا تخذت ابابکر

دفتر اول، مکتوب: ۲۹۰

صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، باب قول النبی لو کنت متخذاً

خلیلاً، رقم الحديث: ۳۶۵۶

(۹۲) لی مع اللہ وقت لا ...

دفتر دوم، مکتوب: ۷

دفتر اول، مکتوب: ۲۸۵

کشف الخفاء، جلد ۲ ص ۱۵۶، رقم الحديث: ۲۱۵

مختصر مقاصد الحسنہ ص: ۱۷۲، رقم ۸۵۸

(۹۳) ما من عبد اذنب ...

دفتر اول، مکتوب: ۶۶

ترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الصلوة رقم الحدیث: ۴۰۶

(۹۴) من اعطی حظہ

دفتر اول مکتوب ۹۸

ترمذی کتاب البر والصلوة، باب ماجاء فی الرفق، رقم الحدیث: ۲۰۱۳

(۹۵) من لم يشکر الناس لم يشکر الله

دفتر اول، مکتوب: ۵۴

سنن ترمذی کتاب البر والصلوة، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک

رقم الحدیث: ۱۹۵۴

(۹۶) من نزل منزلاً

دفتر اول، مکتوب:

مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سؤال القضاء رقم

الحدیث: ۲۷۰۸

(۹۷) ما وسعنی سمائی ولا ارضی ولكن وسعنی ...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۴

مختصر مقاصد الحسنہ ص: ۱۷۹، رقم الحدیث: ۹۱۶

احادیث القصاص رقم الحدیث ۶۷

(۹۸) مثل امتی مثل المطر

دفتر اول، مکتوب: ۹۲

ترمذی کتاب الادب، باب ۸۱، رقم الحدیث ۲۸۶۹

مسند احمد رقم الحدیث ۱۳۵۸، ۱۸۸۸۰

(۹۹) المرء مع من احب

دفتر اول، مکتوب: ۴۵

دفتر اول، مکتوب: ۲۸۱

دفتر اول، مکتوب: ۱۲۸

دفتر اول، مکتوب: ۲۸۷

صحیح بخاری باب المرء مع من احب، رقم ۶۱۷۰

صحیح مسلم باب المرء مع من احب، رقم ۲۶۴۱

مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۹۷۲۵

سنن دارمی، باب المرء مع من احب، رقم ۲۷۹۰

(۱۰۰) من احدث فی امرنا هذا ماليس فيه فهورد

دفتر اول، مکتوب: ۱۸۶

مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور،

رقم الحدیث: ۱۷۱۸ انظر بخاری ۲۶۹۷

(۱۰۱) من استوی یوماه فهو مغبون

دفتر دوم، مکتوب: ۹۴

مختصر مقاصد الحسنہ ص: ۱۸۸ رقم الحدیث: ۹۹۵

(۱۰۲) من سن فی الاسلام سنة حسنة

دفتر اول، مکتوب: ۱۹۲

دفتر اول، مکتوب: ۵۷

صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة.....، رقم

الحدیث: ۱۰۱۷

(۱۰۳) من شاب شيبة فی سبیل اللہ...

دفتر اول، مکتوب: ۸۸

سنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد باب ماجاء فی فضل من شاب.....، رقم

الحدیث: ۱۷۳۵

(۱۰۴) من شغله القرآن و ذکرى عن مسالتى...

دفتر دوم، مکتوب: ۵۷

سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن ماجاء کیف كانت قراءة النبی، رقم

الحدیث: ۲۹۲۶

(۱۰۵) من عرف نفسه فقد عرف ربه

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۰

دفتر اول، مکتوب: ۲۳۴

دفتر سوم، مکتوب: ۶۶

دفتر اول، مکتوب: ۳۱۰

کشف الخفاء جلد ۲، ص: ۲۳۲، رقم الحدیث: ۲۵۳۰

مختصر مقاصد الحسنہ، ص ۱۹۵، ص: ۱۰۵۲

الفتوحات المکیة جلد ۲، ص: ۱۵۲

(۱۰۶) من فسر القرآن براہہ فقد کفر

دفتر اول، مکتوب: ۲۳۳

سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن براہہ،

رقم الحدیث: ۲۹۵۱

فقد کفر کے الفاظ نہیں ہے

(۱۰۷) من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة

دفتر دوم، مکتوب: ۳۷

مجمع الزوائد جلد اول ص: ۳۲، رقم الحدیث: ۲۳ / طبرانی کبیر برقم

۷۱۶۳ طبرانی اوسط برقم ۲۳۲۶

(۱۰۸) من كانت له مظلمة

دفتر اول، مکتوب: ۷۶

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

بخاری کتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة، رقم الحدیث: ۲۳۲۹

(۱۰۹) من حسن اسلام المرء

دفتر اول، مکتوب: ۱۵۷

دفتر اول، مکتوب: ۱۷۶

ابن ماجہ، کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنة، رقم الحدیث: ۳۹۷۶

(۱۱۰) من کظم غیضا وهو یقدر علی...

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم الحدیث: ۲۴۹۳

(۱۱۱) من کثر سواد قوم فهو منهم

دفتر اول، مکتوب: ۴۷

کشف الخفاء جلد ۲، ص: ۲۴۴، رقم الحدیث: ۲۵۸۷

(۱۱۲) من لم یشکر الناس لم یشکر الله

دفتر اول، مکتوب: ۹۹

جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الشکر، رقم

الحدیث: ۱۹۵۵

(۱۱۳) من مات فقد قامت قیامته

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۶

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

کشف الخفاء، جلد ۲، ص: ۲۵۰، رقم الحدیث: ۲۶۱۷

(۱۱۴) من یحرم الرفق یحرم الخیر

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

عن جریر

صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الرفق، رقم الحدیث: ۲۵۹۲

(۱۱۵) موتوا قبل ان تموتوا

دفتر اول، مکتوب: ۲۱

کشف الخفاء جلد ۴، ص: ۲۶۰، رقم الحدیث: ۲۶۶۸

مختصر مقاصد الحسنۃ، ص: ۲۰۲، رقم: ۱۱۱۰

مکتوب میں ان الموت الذی قبل الموت کے الفاظ ہیں

(۱۱۶) نعم سحور المؤمن التمر

دفتر اول، مکتوب:

ابوداؤد، کتاب الصوم باب من سمی السحور الغداء، رقم الحدیث: ۲۳۴۵

(۱۱۷) نورانی ارہ

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله نورانی، رقم الحدیث: ۱۷۸

(۱۱۸) نوم العالم عبادة

کشف الخفاء جلد ۲، ص: ۲۹۵، رقم الحدیث: ۲۸۶۴

(۱۱۹) واذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فصل النبی، رقم الحدیث: ۳۶۱۳

ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، رقم الحدیث: ۴۳۱۴

(۱۲۰) وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فض النبی، رقم الحدیث: ۳۶۱۵، ۳۶۱۶

(۱۲۱) وانا حبيب الله

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی، رقم الحدیث: ۳۶۱۶

(۱۲۲) وانا خاتم النبیین

دفتر اول، مکتوب: ۴۴ دفتر دوم، مکتوب: ۱

ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء لاتقدم الساعة، رقم الحدیث:

حتى يخرج كذابون، رقم الحدیث: ۲۲۱۹

(۱۲۳) وانا اكرم الاولين والآخرين

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی، رقم الحدیث: ۳۶۱۶

(۱۲۴) وانا اول الناس خروجا

دفتر اول، مکتوب: ۴۴ دفتر دوم، مکتوب: ۱

ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی، رقم الحدیث: ۳۶۱۰

(۱۲۵) وانا اول من يقرع باب الجنة

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

صحیح مسلم، کتاب الایمان باب فی قول النبی و انا اول الناس
یشفع فی الجنة و انا اکثر الانبیاء تبعاء، رقم الحدیث: ۱۹۶

(۱۲۳) وان لم تبکوا فتباکوا

دفتر اول، مکتوب: ۶۱

ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، رقم الحدیث: ۴۱۹۶

(۱۲۷) وتقوم الساعة...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۳

دفتر دوم، مکتوب: ۲۳

مسلم، کتاب الفتن، باب قرب الساعة، رقم الحدیث: ۲۹۴۹

(۱۲۸) ربّ صائم لیس له

دفتر دوم، مکتوب: ۵۳

(ابن ماجہ کتاب الصیام، باب ماجاء فی الغیبة والرفث، رقم

الحدیث: ۱۶۹۰

(۱۲۹) هم قوم لا یسقی جلیسهم

دفتر دوم، مکتوب: ۹۲

دفتر اول، مکتوب: ۷۴

بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم

الحدیث: ۶۴۰۸

مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب فضل مجالس الذکر، رقم

الحدیث: ۲۶۸۹

(۱۳۰) یا بلال فارحنا بالصلوة

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۹۳

سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی صلاة العتمة، رقم الحدیث: ۴۹۸۶

ضمیمہ..... سوم

(i) فارسی اشعار

نوٹ: اشعار کے حوالہ جات کے لئے درج ذیل اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔

.....	مثنوی رومی
.....	مثنوی دیوان حافظ
.....	مثنوی دیوان کلیات عراقی
.....	مثنوی کلیات باقی باللہ

آسمان نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالیست سوے خاک تود

مثنوی دفتر: ۵، بیت: ۲۱

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲

ای دوست ترا بر مکان می جستم

دایم خبرت ز این و آن می جستم

عراقی: لمعہ: ۲۵

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۷

انصاف بدہ امے فلک مینا فام
تازین دو کدام خوب تر گاہ خرام
خورشید جہاں تاب تواز جانب صبح
یامہ جہاں گردمن از جانب شام

مقامات جامی: ص ۱۸۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۳

از ہر چہ می رود سخن دوست خوشترست
پیغام آشنا نفس روح پرورست

غزلہای فارسی: ۴۳۵

دفتر: ۱، مکتوب: ۸۴

امروز چون جمال تو برے پرده ظاهر است
در حیر تم کہ وعدئہ فردا برائے چیست

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

اتصالی برے تکیف برے قیاس

ہست رب الناس را باجان ناس

مثنوی دفتر: ۴، بیت: ۷۶۰

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۱

ای کمان و تیر ہا برساختہ

صید نزدیک و تو دور انداختہ

ہر کہ دور انداز ترا او دور تر

وزچنین گنجست او مہجور تر

مثنوی دفتر: ۷، بیت: ۲۳۵۴

دفتر: ۳، مکتوب: ۷۱

.....

از آن افیون کہ ساقی درمی افکند

حریفان رانہ سرماند نہ دستار

دیوان، ص: ۱۷۷

دفتر: ۳، مکتوب: ۹۵

.....

از پئے این عیش و عشرت ساختن

صد ہزاران جان بشاید باختن

مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۲۲۱۸

دفتر: ۱، مکتوب: ۶۴

.....

از آن طرف نہ پذیرد کمال تو نقصان

از این طرف شرف روزگار من باشد

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۷

.....

از عطش گرد در قدح آبی خورند

در درون آب حق را ناظرند

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

.....
 الہی بحق بنی فاطمہ
 کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوت تم رد کنی و رقبول

من و دست و دامان آل رسول

دفتر: ۲، مکتوب: ۳۶

.....
 اے شدہ ہم در جمال خویشتن

می پرستی ہم خیال خویشتن

قسم خلقاں زان جمال و زان کمال

ہست گر بر ہم نہی مشت خیال

گوز معشوقت خیالی در سوست

نیست معشوق آن خیال دیگرست

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۲

بسطامی

.....
 این قاعدہ یاد دار کانجا کہ خداست
 نے جزو نہ کل ونہ ظرف نے مظروف ست
 دفتر: ۲، مکتوب: ۱۱

.....
 از خود چو گزشتی ہمہ عیش است و خوشی
 دفتر: ۱، مکتوب: ۱۵۴

.....
 از دروں شو آشنا وز برون بیگانہ وش
 این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں
 دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۰ نفعات / ص: ۳۸۶

.....
 آن را کہ در سرائے نگار یست فارغ است
 از باغ و بوستان و تماشائے لاله زار
 دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲ نفعات الانس / ص: ۴۱۱

.....
 آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنہ زند بردہہ سخرہ کند بر چلہ

دفتر: ۲، مکتوب: ۲۲

.....

از کوزہ ہماں تراود کہ دروست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸

.....

این سخن را چون تو مبدأ بودہ ای

گر نزول گردد تو اش افزو دہ ای

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۳

.....

آسودہ شبی باید و خوش مہتابی

تابا تو حکایت کنم از ہر بابی

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۲

.....

امے دریغا کیں شریعت ملت اعمائی است

ملت ما کافری و ملت ترسائی است

کفر و ایمان زلف و روی آن پری زیبائی است

کفر و ایمان ہر دو اندر راہ مایکتائی است

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۱

.....

اگر بادشاہ بردر پیر زن
بیاید تو امے خواجہ سبلیت مکن

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۱:

.....

این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۵۱

.....

از روی عقل همه غیر اند صفات
باذات تو روی تحقق همه عین

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

.....

آن ایشانندو من چنیم یا رب

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۲

.....

آنچه خوبان همه دارند تو تنہا داری

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸۵

.....

آگہ از خویشتن چونیست جینن

چہ خبر دارد از چنان و چنین

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۹

.....

اند کی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶۵

.....

اندرین بحربی کرانہ چو غوک

دست و پای بزن چہ دانی بوک

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۵

.....

ای سرای و باغ تو زندان تو

خان و مان تو بلائی جان تو

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸۳

.....

این کار دولت است کنون تا کرارسد

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۹۶

.....

آبی کہ رود پیش درت تیرہ نماید

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱۰

.....

از ماوشما بہانہ ساختہ اند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱۶

.....

بس کنم خود زیر کانرا این بس است

بانگ دو کر دم اگر درده کس است

مثنوی: دفتر: ۴،

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۴۷

بیت: ۲۷۷۰

.....

برے عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۱۸۷۹

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۴

.....

ما بسفر میرویم عزم تماشا کراست

ما براومی رویم کز ہمہ عالم وراست

دفتر: ۲، مکتوب: ۷۷

.....

بحمد اللہ کہ برزعم زمانہ
 بیایاں آمد این دلکش فسانہ
 ز دیوار فراغت یافت پستی
 براہ نرمی افتاد از درستی
 سرم برداشت از زانو گرانی
 سبک شد خاطر از بار نھانی

اختتامیہ سعید احمد: ج: ۳ مشوی ہفت اورنگ / ص: ۲، ۲۰۷

.....

بلائے دردمندان از درو دیوار می آید

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۹

.....

بر اُشہد تو خندہ زند آسہد بلال

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

.....

بیوی تو از جاج ہم مست و بے خود
 زھر سو کہ آواز پائے بر آید
 دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

.....

بلا بودی اگر این ہم نہ بودی
 دفتر: ۳، مکتوب: ۷۷

.....

بقدر آئینہ حسن تو مینماید رو
 دفتر: ۲، مکتوب: ۱۱

.....

بردند شکستگان ازیں میدان گوی
 دفتر: ۳، مکتوب: ۲۷

.....

بتاریکی درون آب حیات است

.....

غلام خویشتم خواند لاله رخساری
 سیاہ روئی من کرد عاقبت کاری
 دفتر: ۳، مکتوب: ۲۷

.....

بهر چه از دوست دامانی چه کفران حرف و چه ایمان
 بهر چه از راه دور افتی چه زشت آن نقش و چه زیبا
 دفتر: ۱، مکتوب: ۱۵۳

.....

بگفتا فلانی چہ بد می کند

نہ با من کہ بانفس خود می کند

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۷

.....

برشکر غلطیدای صفرائیان

از برای کوری سودائیان

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۷

.....

بعد از خدای هرچہ پرستند هیچ نیست

برے دولت ست آنکہ هیچ اختیار کرد

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۷

.....

بیش ازین پی نہ برده اند کہ هست

بارگاہ الست کی دور بین

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۶

.....

بی خوردی چند ز خود بی خبر

عیب پسندند بزعم هنر

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۰

.....

بخواب اندر مگر موشی شتر شد

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸۷

.....

باری بھیج خاطر خود شاد می کنم

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۲

.....

بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰۱

.....

بلی هر جاشود مهر آشکارا

سہارا جز نہاں بودن چہ یارا

مثنوی ہفت اور نگ / ص: ۹۵، ۲

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۸

.....

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومست

کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶۵

.....
 بس بیرنگ است یار دلخواہ امے دل
 قانع نشوی برنگ ناگاہ ای دل

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰۳

.....
 گردستان گرد اگر مے کم رسد بوئی رسد
 گرچہ بوئی ہم نباشد رویت ایشان بس است

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰۳

.....
 بندہ باید کہ حد خود داند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲

.....
 پایہ آخر آدم است و آدمی
 گشت محروم از مقام محرمی
 گر نہ گردد باز مسکین زین سفر
 نیست از وی ہیچکس محروم تر

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۵:

.....

پری نہفتہ رخ و دیودر کرشمہ حسن
بسوخت دیدہ زحیرت کہ این چہ بوالعجیبست

دیوان ص: ۴۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۳:

.....

پای استد لالیان چوبین بود
پای چوبین سخت بی تمکین بود

مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۲۱۲۸

دفتر: ۳، مکتوب: ۳۶:

.....

ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی
این رہ کہ تو میروی بترکستان ست

گلستان ص: ۷۳

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸۱:

.....

ترسم آن قوم کہ بردرد کشان می خندند
برسرکار خرابات کنند ایمان را

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۱۸:

.....

تو مگو مارا بران دربار نیست
بر کریمان کارها دشوار نیست

کلیات باقی / ص: ۱۳۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

.....

تاتو در بند خویشتن باشی

عشق گوئی دروغ زن باشی

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۷

تاب جاروب لا نروبی راه

نرسی در سرائے الا الله

دفتر: ۱، مکتوب: ۵۲

.....

تو مرا دل دہ و دلیری بین

رو بہ خویش خوان و شیری بین

دفتر: ۱، مکتوب: ۵۰

.....

تولی بی تبری نیست ممکن

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

.....

حسن تو مرا کرد چنان زیر وزبر

کز خال و خط زلف تو ام نیست خبر

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۰

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس

دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

دیوان ص: ۱۷۶

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳۳

چو گذشتم ز عقل صد عالم

چو بگویم کہ کفر و دین دیدم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۰

چو ممکن گرد امکان برفشانند

بجز واجب درو چیزی نماند

نہ آن این گرد دونه این شود آن

ہمہ اشکال گرد دبر تو آسان

دفتر: ۳، مکتوب: ۳۳

.....

چون غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم
 نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
 دفتر: ۱، مکتوب: ۱۳۰

.....

چون بدانستی تو اورا از نخست
 سوی آنحضرت نسب کردی درست

وانگہ دانستی کہ ظل کیستی
 فارغی گرمردی و گریزیستی
 دفتر: ۱، مکتوب: ۱۴۵

.....

چون رابہ بی چون راہ نیست
 دفتر: ۱، مکتوب: ۱۱۳

.....

چون بیدبر سرایمان خویش می لرزم

دفتر: ۱، مکتوب: ۶۵

.....

چو نام اینست نام اورچہ باشد

دفتر: ۳، مکتوب: ۹۶

.....

چنانکہ پرورشم میدهند میرویم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸۱

.....

چہ گویم باتواز مرغی نشانه

کہ باعنا بود ہم آشیانه

زعنا هست نامی پیش مردم

ز مرغ من بود آن نام ہم گم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۹ ہفت اورنگ / یوسف وزلیخا: ص: ۵۵، ۲

.....

چو آن کرمی کہ در سنگی نہان است

زمین و آسمان او همان است

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۲

چون طمع خواہد زمن سلطان دین
خاک برفرق قناعت بعدازین

مثنوی دفتر: ۵، بیت: ۲۶۹۵

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۱

چونکہ اوشد چشم و گوش و دست و پای

دفتر: ۳، مکتوب: ۷۱

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۸

چو دل بادلبری آرام گیرد
بوصل دیگری کی کام گیرد

نہی صد دستہ ریحان پیش بلبل
 نخواهد خاطرش جز نکبت گل
 زمهر آتش چو در نیلوفر افتد
 تماشای مہش کی درخور افتد
 چو خواهد تشنہ جانی بر لب آب
 نیفتد سود مندش شکر ناب

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۳ ہفت اورنگ یوسف و زلیخا: ص: ۷۶، ۷۷

.....

چہ وقت مدرسہ و بحث کشف و کشاف ست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۶

.....

چون چنین بایکد گر ہم سایہ ایم
 تو چو خورشیدی و ماچوں سایہ ایم

چہ بدی امے مایہ بی مائگان

گر نگاہ داری حق ہم سائگان

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۸

.....

خلق راروی کی نمایداو

در کدام آئینه در آید او

عراقی لمعه: ۲۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۸

خورشید نہ مجرم ار کسی بینا نیست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱۹

خواجہ پندارد کہ مرد و اصل است

حاصل خواجہ بجز پندار نیست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸۵

خوشتر آن باشد کہ سردلبران

گفته آید در حدیث دیگران

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۸۰

مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۱۳۶

خوابم بشد از دیدہ درین فکر جگر سوز

کاغوش کہ شد منزل آسائش و خوابت

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶۸

دیوان ص: ۱۳

خاص کند بندہ مصلحت عام را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

.....

خاک شو خاک تابروید گل

کہ بجز خاک نیست مظهر گل

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۵۹

.....

دور بینان بار گاہ الست

بیش ازین پیے نبرده اند کہ هست

دفتر: ۲، مکتوب: ۸

کلیات باقی: ص: ۱۴۹

.....

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد

در کلبۂ گدایان سلطان چہ کار دارد

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

عراقی لمعہ: ۹

.....

دادیم نشان ز گنج مقصود ترا

گرمانہ رسیدیم تو شاید بررسی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۳ کلیات باقی: ص: ۱۳۰

.....

در پس آئینہ طوطی صفتم داشته اند
آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۵۱ دیوان: ص: ۲۷۳

.....

در نیابد حال پختہ هیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶ مشنوی دفتر: ۱، بیت: ۱۸

.....

در عرصہ کائنات بادقت فہم
بسیار گذشتیم بسرعت چو سہم

گشتیم ہمہ چشم ندیدیم درو
جز ظل صفات آمدہ ثابت درہم

دفتر: ۳، مکتوب: ۶۷ رباعی للمؤلف

.....

در لخانه کس است یک حرف بس است

دفتر: ۱، مکتوب: ۹۸

.....

در افکنده دف این آوازہ از دوست

کزو در دست دف کوبان بود پوست

دفتر: ۱، مکتوب: ۸ دفتر: مثنوی ہفت اورنگ / ص: ۷۱

.....

در عشق چنین بوالعجبیہا باشند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۰

.....

ذوق این مے شناسی بخدا تانچشی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۱

.....

ذکر گوت اترا جان است

پاکی دل ز ذکر رحمان است

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰۶

ذره گریس نیک وریس بدبود
گرچہ عمری تگ زنددر خود بود

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۰

زان روی کہ چشم تست احوال
معبود تو پیر تست اول

دفتر: ۱، مکتوب: ۶۱

ز گندم جو ز جو گندم نیاید ،

دفتر: ۱، مکتوب: ۹

زان کس کہ بقرآن و خبر می نرھی
آنست جوابش کہ جو ابش ندھی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱۴

زمین زاده بر آسمان تافته

زمین و زمان راپس انداخته

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰۹

سعی کن تالقہ راسازی گھر
بعد از آن چنداں کہ می خواهی بخور

دفتر: ۱، مکتوب: ۶۲

.....

سبحان خالق که صفاتش ز کبریا
بر خاک عجز می فگند عقل انبیاء

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۲

.....

سگی کاندر نمک زار او فتد گم گردد اندر وی
من این دریائے پرشور از نمک کمتر نمی دانم

عراقی لمعه: ۱۰

دفتر: ۳، مکتوب: ۵۳

.....

سیاہ روئی ز ممکن در دو عالم
جدا هر گز نه شد والله اعلم

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۲

.....

سالی که نکوست از بهارش پیداست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸

سیاہی از حبشی کی رود کہ خود رنگ است

دفتر: ۱، مکتوب: ۹

.....

سکندر رانمی بخشند آبی

بزور زر میسر نیست این کار

دیوان ص: ۱۷۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۰

.....

شرمت بادا ہزار شرمت بادا

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۶

.....

شرح او حیف است باہل جہاں

ہمچوں راز عشق باید درنہاں

لیک گفتم و صف او تاراه برند

پیش از آن کز فوت او حسرت خورند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱

.....

صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر

کو با جمال جانان پنہاں چہ کار دارد

دفتر: ۳، مکتوب: ۳۳۲

صوفی ابن الوقت باشد در مثال
لیک صافی فارغ است از وقت و حال

مثنوی دفتر ۳: بیت: ۱۲۲۶

دفتر: ۱، مکتوب: ۸۴

عجب اینست کہ من واصل و سرگردانم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸

عجبی نیست اگر زندہ شود جان عزیز

چوں از آن یار جدا ماندہ پیامی برسد

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند

او نحویشتن گم است کرا رہبری کند

گلستان ص: ۹۲

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۷

عشق آن شعلہ است کوچوں برفروخت
 هرچه جز معشوق باقی جملہ سوخت
 تیغ لادر قتل غیر حق براند
 درنگرزاں پس کہ بعد لاجہ ماند
 ماند الا للہ باقی جملہ رفت
 شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۳ مثنوی دفتر ۵:، بیت: ۵۸۸

عنقا شکار کس نشود دام بازچین
 کآنجا ہمیشہ باد بدست است دام را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰ دیوان ص: ۷

عشق محبوبان نہان ست و ستیز

عشق عاشق باد و صد طبل و نفیر

لیک عشق عاشقان تن زہ کند

عشق معشوقان خوش و فرہ کنند

کلیات باقی: ص: ۸۰

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۱

عیب مے جملہ بہ گفتی ہنرش نیز بگو

دیوان ص: ۱۳۱

دفتر: ۲، مکتوب: ۴۶

عشق بالائے کفر و دین دیدم

برتر از شک و از یقین دیدم

کفر و دین و یقین و شک ہر چار

ہمہ با عقل ہمنشین دیدم

ہر چہ ہستند سدر اہ تواند

سد اسکندری ہمین دیدم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۰

عزالت از اغیار باید نہ زیار

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۵

.....

عمر بگذشت و حدیثی درد ما آخر نشد

شب با آخر شد کنون کوتاہ کنم افسانہ را

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۳

.....

غرض از عشق توام چاشنی درد و غم است

ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۵

.....

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگران ہم بکنند آنچه مسیحامی کرد

دیوان / ص: ۱۰۳

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳۴

.....

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست

ہم قصہ غریب و حدیثی عجیب ہست

دیوان ص: ۴۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۷

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست
درون دیدہ اگر نیم دوست بسیار است

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۲

فلسفہ چون اکثرش باشد سفہ پس کل آن
ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم اکثرست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

قیامت میکنی سعدی بدین شیرین سخن گفتن
مسلم نیست طوطی را بدورانت شکر خائی

دفتر: ۳، مکتوب: ۶۲

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱

قاصری گر کند این طائفہ راطعن و قصور
حاش لله برارم بزبان این گلہ را

نفحات الانس / ص: ۲۱۳

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۳

قلم اینجار رسید و سر بشکست

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۴

.....

کہ رستم را کشد ہم ز خش رستم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۲

.....

کہ مستحق کرامت گناہ گارانند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

.....

کند زنگی مست در کعبه قی

اگر چوب حاکم نباشد زپی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

.....

کرا زهره آنکہ از بیم تو

کشاید زبان جزبہ تسيلم تو

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

.....

کار اینست غیر این همه ہیچ

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳۷

گر برتن من شود زبان هر موی
یک شکر تو از هزار نتوانم کرد

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

گوشش از بارور گراں شده است
نشود ناله و فغان مرا

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸۹

گر ندارم از شکر جز نام بھر
این بسی بہتر کہ اندر کام زھر

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۹۷ نفعات الانس / ص: ۴۱۲

گر بگویم شرح این برے حد شود

مثنوی ہشتادتا کاغذ شود

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰ مثنوی دفتر: ۳، بیت: ۴۴۴۱

گر عشق نبودی و غم عشق نبودی

چندین سخن نغز کہ گفتی کہ شنودی

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۱

گوئے توفیق و سعادت در میان افگندہ اند
کس بمیدان در نہ نمی آید سواران را چہ شد

دفتر: ۳، مکتوب: ۵۲

گر مصور صورت آن دلستان خواهد کشید
حیرتی دارم کہ نازش را چسبان خواهد کشید

دفتر: ۳، مکتوب: ۲۸

گر بو علی نوائے قلندر نواختی
صوفی بدی ہر آنکہ بہ عالم قلندر است

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۶۳

گر دری بستہ شد ای دل دگر بگشایند

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۹

گلی بردند ازین دہلیزئہ پست

براں در گاہ والا دست بردست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶

.....

لا وھوزاں سرائے کے روز بھی
باز گشتہ حبیب و کیسہ تھی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰ کلیات باقی: ص: ۱۵۳

.....

لاف بے شرکی مزن کان از نشان پائے مور
در شب تاریک برسنگ سیاہ پنہاں تراست

دفتر: ۳، مکتوب: ۲۱

.....

من از تو روی نہ پیچم گرم بیازاری
کہ خوش بود ز عزیزاں تحمل و خواری

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۹ غزلہای فارسی: ۲۲۱

.....

من ہیچم و کم زھیچ ہم بسیاری

از ہیچ و کم از ہیچ نیاید کاری

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸ کلیات باقی: ص: ۱۵۱

.....

میتدار سعدی کہ راہ صفا

توان رفت جز در پی مصطفیٰ

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۸ دیوان سعدی: ص: ۱۴۸

.....

من شوم عریاں ز تن او از خیال

تا حرامم در نہایات الوصال

دفتر: ۲، مکتوب: ۳ مثنوی دفتر: ۶، بیت: ۴۶۱۹

.....

موجب ایمان نباشد معجزات

بوی جنسیت کند جذب صفات

معجزات از بھر قھر دشمنست

بوی جنسیت پئے دل بردنست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲ مثنوی دفتر: ۶، بیت: ۱۱۷۶

.....

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتدراز

ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست

دیوان: ص: ۵۴

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۴

.....

من آنچه شرط بلاغ است باتو میگویم
تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۴

.....

من آن خاکم کہ ابر نو بهاری
کند از لطف بر من قطره باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کی توانم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳۶

.....

مگر نشکستی دل دربان راز
فضل جان را همه بکشادے

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰

.....

ماز یاران چشم یاری داشتیم

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۱

.....

منم کاستاد را استاد کردم

غلامم خواجه را آزاد کردم

.....

نے گفت کہ من نیم شکر خورد

شاخی کہ بلند شد ستر خورد

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۷

.....

مجموعہ کون را بقانون سبق

کردیم تصفح ورقا بعد ورق

حقا کہ ندیدیم و نخواندیم درو

جز ذات حق و شئون ذاتیہ حق

دفتر: ۳، مکتوب: ۶۷

.....

ما از پی نوری کہ بود مشرق انوار

از مغربی و کوکب و مشکوٰۃ گزشتیم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۲

.....

می تواند کہ دیداشک را من قبول

آنکہ در ساخته است قطرہ بارانی را

دفتر: ۱، مکتوب: ۶۹

محمد عربی کا بروی ہر دوسراست
کسیکہ خاک درش نیست خاک برسراو

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳

.....

من گم شدہ ام مرا مجوئید
باگم شدگان سخن مگوئید

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶

.....

من همان احمد پارینہ کہ ہستم ہستم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۱

.....

نہ حنش غایتی دارد نہ سعدی رانشن پایاں

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

.....

نقشبندیہ عجب قافلہ سالا رانند

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ جاذبہ ای صحبتشان
 میبرد و سوسہ خلوت و فکر چلہ را
 قاصری کر کند این طائفہ را طعن و قصور
 حاش لله کہ برارم بزبان این گلہ را
 ہمہ شیر ان جہاں بستہ این سلسلہ اند
 روبہ از حبلہ چساں بگسلد این سلسلہ را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۸ نفحات الانس / ص: ۴۱۳

.....

نمی بینی کہ شاہی چون پیمبر
 نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۳ شیخ عطار

.....

نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
 نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

دفتر: ۱، مکتوب: ۶

.....

نه تنها آفتم زیبائی اوست

بلائے من زنا پروائی اوست

دفتر: ۳، مکتوب: ۹۶

.....

نیاوردم از خانه چیزی نخست

تو داری همه چیز و من چیز تست

دفتر: ۲، مکتوب: ۱

.....

نقش بند ندولی بند بھر نقش نیند

هر دم از بوالعجبی نقشی دگر پیش آرند

دفتر: ۲، مکتوب: ۴۲

نقشبندانی ولیک از نقش پاک

نقش ماہم گرچہ پاک از لوح خام

دفتر: ۲، مکتوب: ۴۲

.....

نماند بعصیان کسی در گرو

کہ دارد چنین سید پیشرو

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۴

.....

ولی چون شاه مرا برداشت از خاک
سزدگر بگذرانم سرز افلاک

دفتر: ۱، مکتوب: ۲

.....

وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے

دفتر: ۲، مکتوب: ۱۵

مثنوی ہفت اورنگ / ص

۶۶، ۲:

.....

هر چه گیرد علتی علت شود
(کفر گیرد کاملی ملت شود)

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۵

مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۱۶۱۳

.....

هزار نکتہ باریک ترز مو اینجاست
نہ هر کہ سر بتر اشد قلندری داند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

دیوان: ص: ۱۲۸

.....

هر کسی را بھر کاری ساختند

(میل آنر ادر دلش انداختند)

مثنوی دفتر ۳: بیت: ۱۶۱۸

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۳

.....

ہم چوننا بینا مبر ہر سوی دست
باتو زیر گلیم است ہر چہ هست

کلیات باقی ص: ۸۳

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۷

.....

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است
و آنکہ دیدش نقد خود مردانہ است
آب نیلست و بقبطی خون نمود
قوم موسی زانہ خون بد آب بود

مثنوی دفتر: ۴، بیت: ۳۲

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶۶

.....

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خواریست آن جان کنان است

مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۳۶۸۶

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۷

ھیچکس راتا نگر دد او فنا

نیست راه دربار گاہ کبریا

مثنوی دفتر: ۶، بیت: ۲۳۲

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۸

هنوز ایوان استغناء بلند است

مرا فکر رسیدان ناپسند است

کلیات باقی باللہ: ص: ۲۲۲

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

هر گدائی مرد سلطان کی شود

پشہ ای آخر سلیمان کی شود

عراقی: لمعہ: ۷

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۳

همسایہ ہمنشین ہمراہ ہمہ اوست

دردلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست

درانجمن فرق و نہان خانہ جمع

باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

دفتر: ۲، مکتوب: ۱

.....

ہائے دو چشمی است مربی ما
 ہم چو الف رب حبیب خدا
 لام مربی خلیل اللہ است
 میم ز تدبیر کلیم آگہ است
 دفتر: ۱، مکتوب: ۳۱۱

.....

ہرچہ، ہستند راہ تو اند
 سدا سکندری ہمین دیدم
 دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۰

.....

ہر کہ را روی بہ بہبود نہ بود
 دیدن روی بی سود بود
 دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲

.....

هیچ زشتی نیست کورا خوبی ہمراہ نیست
 دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۷

.....

ہر چند کہ مطمئنہ گردد

ہرگز صفات خود نگردد

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۱

.....

ہزار بار بشستم دهن بمشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن رانمی شاید

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸

.....

ہمہ اندر زمن بتو این است

کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۳۵

.....

ہرچہ از دوست دامانی چہ کفر آن حرف وچہ ایمان

ہرچہ از راہ دور افتی چہ زشت آن حرف وچہ زیبا

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۰

.....

ہم برنیم بداریم یا رب

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۳

.....

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم ست

ناز کی کی راست آید بار می باید کشید

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۷۰

.....

یار نازک بدن ز بار ہوا می رنجد

ہمچو گل برگ ز آسیب صبا می رنجد

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳۳

.....

یک چشم زدن خیال پیش نظر

بہتر ز وصال خو برویان ہمہ عمر

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۲

.....

(ii) عربی اشعار

افلت شمس اولین و شمسنا

ابدا علی افق العلی لاتغرب
(دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۳)

.....

فان فضل رسول الله ليس له
حد فيعرب عنه ناطق بقم
(دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۱)

المجموعة النبهانية في المدائح النبوية، لا سماعيل النبهاني، ۸/۴.
دارالكتب العلمية بيروت لبنان، طبعة اولی ۱۹۹۶، ۱۴۱۷ھ

هذا البيت للامام شرف الدين البوصيري والبيت من قصيدته الشهيرة البردة

.....

ولو جهه من وجهه قمر
ولعينه من عينه كحل
(دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۱)

.....

کسے در صحن کاچی قلبہ جوید
اضاع العمر فی طلب المحال
(دفتر سوم، مکتوب: ۷۹)

.....

تجرى الرياح بمالا تشتهي السفن

(دفتر سوم، مکتوب: ۲۲۵)

المتنبی شرح دیوان المتنبی للبرقوقی ۳۶۶/۳

ناشر: دارالکتاب العربی بیروت لبنان

.....

ما کل ما یتمنی المرء یدرکہ

(دفتر سوم، مکتوب: ۲۲۵)

.....

ولدت امی ابها

ان ذا من عجبات

(دفتر سوم، مکتوب: ۳۳)

.....

دع ما ادّعتہ النصاری فی نبیہم

واحکم بما شئت مدحافیہ واحتکم

(دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۳)

المجموعۃ النبهانیة فی المدائح النبویة، لا سماعیل النبهانی ۸/۳

دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۱۹۹۶ م طبعہ اولی.

والبیت للامام البوصیری المتوفی ۶۹۶ ھ ومن قصیدتہ الشهیرة البردة

.....

وللارض من كأس الكرام نصيب

(دفتر اول، مکتوب: ۲۸۴)

.....

لانی فی الوصال عبید نفسی

وفی الهجران مولی للموالی

وشغلی بالحیب بکل حال

احب الی من شغلی بحالی

(دفتر اول، مکتوب: ۲۷۳)

.....

کفرت بدین الله والكفر واجب

لدى و عند المسلمین قبیح

(دفتر اول، مکتوب: ۲۶۸)

.....

یراه المومنون بغير کیف

و ادراک و ضرب من مثال

(دفتر اول، مکتوب: ۲۶۸) قصیدہ بدء الامالی

.....

اولئک ابائی فجئنی بمثلهم
 اذا جمعتنا یا جریرا لجامع
 (دفتر اول، مکتوب: ۲۴۳) فرزدق

جنونی من حییب ذی فنون
 (دفتر اول، مکتوب: ۱۷۳)

ان المحب لمن هواه مطیع
 (دفتر اول، مکتوب: ۱۶۵)

عش ما شئت فانک میت
 والرم ما شئت فانک مفارقه
 (دفتر اول، مکتوب: ۱۳۸)

وقد کان ما خفت ان یکونا
 انّا الی اللہ راجعون

(دفتر اول، مکتوب: ۱۳۲)

.....

ما ان مدحت محمد ^{صلی اللہ} ^{وسلم} ابمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد ^{صلی اللہ} ^{وسلم}

(دفتر اول، مکتوب: ۲۳)

.....

ومن بعد هذا ما يدق صفاته

وما كتمه اعطى لديه واجمل

(دفتر اول، مکتوب: ۳۲)

.....

الیک یا منیتی حجی و معتمری

ان حج قوم الی ترب و احجار

(دفتر اول، مکتوب: ۲۲)

.....

قصة العشق لانفصام لها

(دفتر اول، مکتوب: ۱۱)

.....

صبت علی مصائب لو انھا
صبت علی الایام صرن لیا لیا
(دفتر اول، مکتوب: ۱۹۴)

.....

لقد طغنا کما طغتم سنینا
بہذا البیت طرا اجمعینا
(دفتر دوم، مکتوب: ۵۸)

.....

کیف الوصول الی سعا دو دونھا
قلل الجبال و دونھن خیوف
(دفتر دوم، مکتوب: ۴۲)

.....

یزیدک وجہہ حسنا
اذا ما زدتہ نظرا
(دفتر دوم، مکتوب: ۳۸)

.....

لو کان رضا حب ال محمد

فلشہد الثقلان انی رافض

(دفتر دوم، مکتوب: ۳۶)

الشافعی، محمد بن ادريس (۱۵۰. ۵۲۰۳)، دیوان الامام الشافعی،

جمع و تعلیص، ڈاکٹر احمد احمد شتبیوی، دارالخلد الجدید مصر،

۲۰۰۳/۲۲۲۲/۵۱ ص: ۱۰۰.

لیکن محقق نے شعر اس طرح نقل کیا ہے

ان کان رفاضحاب آل محمد

فلشہد الثقلان انی رافضی

۴ بحوالہ معجم الادباء جلد ۵، ص: ۲۰۸

هنیئاً لارباب النعیم نعیمها

وللعاشق المسکین ما یتجرع

(دفتر دوم، مکتوب: ۲۲)

ان قال لی مت مت سمعاً و طاعة

وقلت لداعی الموت اهلاً و مرحباً

(دفتر دوم، مکتوب: ۱۶)

نکات بحث:

درج بالا مباحث سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق مطالعہ کا باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جس دور میں کتابیں انتہائی نایاب تھیں، آپ نے ان کا تذکرہ کیا اہل علم کو مطالعہ کی رغبت دلائی۔ پڑھنے کی تحریک پیدا کی۔ آپ کے مکتوبات میں ہر فن کی چوٹی کی کتب کے نام ملتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے ذہن میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور شاعری کی بنیادی کتب کی معلومات کس قدر تھیں۔ بہت تھوڑے مقامات پر آپ نے دیگر کتب کے اقتباسات نقل فرمائے۔ ان اقتباسات کو نقل فرما کر تشریح و توضیح فرمائی بظاہر متضاد اقوال میں تطبیق و توفیق کی راہ نکالی وقار علمی کے ساتھ نقد و جرح کا فریضہ انجام دیا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے مکتوبات کا شمار تالیفات کی بجائے تصانیف میں کیا جاتا ہے۔

مکتوبات کے مصادر و مراجع سے ہم اس دور کے اسلوب تعلیم و تربیت اور نظام تعلیم و تدریس کا جائزہ بھی لے سکتے ہیں۔

مذہب اہلسنت و جماعت کی حقانیت کے بارے میں اور اس کے ناجی گروہ ہونے کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

اگر کہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہیں اور یہی راہ راست ہے اور اللہ والوں کا راستہ ہے اور باقی تمام راستے (فرقے) جہنم کی طرف جاتے ہیں اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہ راست پر ہے اور اسی کا مذہب برحق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف دعویٰ کر دینا برحق ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے دلیل چاہئے اہلسنت و جماعت کے برحق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ یہ دین اسلام نقل سے ثابت ہے، پرکھ کیلئے مجرد عقل کافی نہیں ہے جبکہ اہلسنت کی حقانیت متواتر اخبار کے ہر لیے ثابت ہوتی ہے اور احادیث اور آثار میں غور و خوض کرنے سے یہ یقین پختہ ہو جاتا ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین اور ان سے بعد کے تمام بزرگ یہی عقائد رکھتے تھے اور اسی طریقے پر تھے اور مذہب و ارشادات اکابر میں بدعت و ہوس کی ملاوٹ صدراؤل کے بعد ہوئی اور صحابہ و سلف متقدمین میں سے کوئی ایک بھی اُنکے طریقے پر نہ تھا وہ ایسے راستوں سے بری تھے۔ بزرگوں کی صحبت اور محبت کے رشتے کو دوسرے فرقوں نے توڑ دیا اور اس کا رد کیا اور صحاح ستہ و دوسری مشہور و معتد کتب احادیث کہ اسلامی احکام کا جن پر دار و مدار ہے اور چاروں مذاہب کے آئمہ مجتہدین و فقہاء وغیرہ سب زمرہ اہلسنت و جماعت سے تھے۔ سب اسی مذہب پر تھے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کہ اصول کلام کے امام تھے انہوں نے بھی سلف صالحین کے مذہب کی تائید کی اور اُسے عقلی دلائل سے ثابت کیا اور جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور اجماع سلف سے ثابت ہے اُسے موکد کیا، اسی وجہ سے اس جماعت کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا۔ اگرچہ ناجی گروہ کا یہ نام بعد میں رکھا گیا لیکن ان کا مذہب اور عقیدہ قدیم ہے اور ان کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اتباع کرنا اور سلف صالحین کے آثار کی اقتدا کرنا اور نصوص کو ان کے ظاہر پر محمول کرنا ہے۔

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

اور

مجددیت

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور مجددیت

محمد خلیل مجددی

حضرت ابوالفیض خواجہ کمال الدین محمد احسان مجددی سرہندی علیہ الرحمہ اپنی تالیف و تصنیف ”روضۃ القیومیہ“ جلد اول میں رقم طراز ہیں کہ، ”حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تحصیل علوم اور دیگر تعلیمی علمی امور سے فارغ ہو کر عین ابتدائے عہد شباب میں مغلیہ دارالحکومت اکبر آباد کا رخ کیا وہاں شہنشاہ ہند اکبر بادشاہ کا پایہ تخت تھا۔۔ چونکہ بادشاہ کے دربار اور اس شہر میں اکثر علمائے نامدار موجود رہتے تھے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا جب آپ اکبر آباد تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے درباری و لشکری صاحبان علم آپ رضی اللہ عنہ کی علمیت کا مشاہدہ کر کے دنگ رہ گئے۔

اہم مقامات:

۱۔ مجتہد عصر: اکبر آباد میں علمائے کرام جوق در جوق آپ کے درس میں حاضر ہوتے رہے۔ علمائے عہد آپ کی شاگردی پر فخر کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو مجتہد عصر تسلیم کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے تفسیر و حدیث کی سند حاصل کرنے لگے اور اکبری لشکر کے بہت سے نامور افراد بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آپ کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں عام ہو گیا۔

۲۔ حسب بشارت: حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحب حال خلیفہ،

جب ملے تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ اہل مجلس نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ خواب میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدارِ جمالِ آراء سے میں متعارف ہو چکا ہوں، انہوں نے غور سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مشاہدہ کر کے بتایا کہ یہ شخصیت ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے حالانکہ ابھی آپ نے تجدیدی امور کا آغاز نہیں فرمایا تھا۔

۳۔ علامات و فضائل: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں بھنوؤں کے درمیان ایک سرخ لکیر چمکتی تھی، جو آپ کے ہزار سالہ تجدیدی منصب کی علامت تھی۔ خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور نے ظاہر کیا کہ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق تا مغرب پھیلے گا اور تباہ قیامت یہ فیضان جاری رہے گا۔ اُس دور کا ہر صاحب علم و فراست معترف تھا کہ عنقریب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امر عظیم ظاہر ہوگا۔

۴۔ علمائے عصر: ملا مبارک کے بیٹے، ابوالفضل اور فیضی، اکبر بادشاہ کے مقربانِ خاص تھے۔ دونوں اس وقت علم و فضل میں سربر آوردہ اور بے مثال تھے۔ ایک دفعہ فیضی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر و شہرت سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ پھر دونوں بھائی حاضر خدمت ہوئے اور نہایت اخلاص کا اظہار کیا۔ دوسرے روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے خوب عزت اور کاٹرومدارت کی اور بادشاہ کے دیئے ہوئے تحائف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کئے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تحریر ہے، کہ ابوالفضل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کو اپنے احباب میں بطور سند پیش کرتا تھا۔

۵۔ بے نقط تفسیر: انہی ایام میں فیضی نے قرآن مجید کی بے نقط تفسیر لکھنا شروع کی۔ اتفاقاً ایک مقام پر وہ دونوں بھائی اور دیگر کئی علماء بھی تحریر لکھا آگے بڑھانے میں عاجز آگئے۔ مولانا جمال لاہوری تلوی سے بھی مشاورت کی گئی لیکن مسئلہ حل نہ ہوا اس مجال صورت حال میں فیضی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجاء کی تو آپ نے فی البدیہہ فصیح و بلیغ عبارات میں کئی صفحات تحریر کروادئے جس سے وہ دونوں بھائی مزید آپ کے علمی مقام و مرتبہ کے معترف ہو گئے۔

۶۔ فلاسفہ کارو: خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر ہے کہ ایک مرتبہ ابوالفضل کی مجلس میں فلاسفہ کا تذکرہ ہوا تو ابوالفضل فلاسفہ کی تعریف میں اس قدر مبالغہ آرائی کرنے لگا جس سے علماء دین کی توہین ہوتی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش اسلام میں اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”فلاسفہ جن علوم کا خود کو واضح و صانع قرار دیتے ہیں علم طب و نجوم اور علم تہذیب اخلاق جو ان کے تمام علوم میں بہتر ہیں وہ گذشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کی کتب اور ان کے کلام سے چرائے ہیں وہ جو علوم ان کے طبع زاد ہیں، ان میں سے ایک علم ہندسہ (جیومیٹری) ہے۔ اس کا کیا فائدہ؟“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا:

”(علم ہندسہ) جو محض لایعنی اور بے ہودہ و لا طائل ہے بھلا

مثلث کے تینوں زاویوں کا دو قائمہوں کے برابر ہوتا کس کام
آئے گا اور شکل عروسی اور مامونی جوان کے نزدیک بڑی مشکل
اور جانکاہ ہے کس غرض کے لئے ہے۔“ ۲۔
ابوالفضل نے جب یہ سنا تو کہا:

غزالی نامعقول گفتہ۔ غزالی نے نامعقول کہا ہے“

یہ سن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متغیر ہوئے اور اس کی مجلس
سے اٹھ گئے۔ اٹھتے وقت فرمایا:

”اگر تم اہل علم کی صحبت کا ذوق رکھتے ہو تو ایسے ادب سے دور

کلمات سے زبان کو باز رکھو“

اور چلے گئے اور کئی روز تک اس کی مجلس میں حاضر نہ ہوئے یہاں تک کہ اس
نے خود کسی شخص کے ذریعے معذرت کی اور پھر بلا بھیجا۔

۷۔ شہادت رویت: ایک بار عید الفطر کے روز ابوالفضل نے روزے کے آثار دیکھ کر
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسفسار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ”واقعی میں
روزے سے ہوں“ ابوالفضل نے کہا سب کی عید ہے اور آپ روزے سے ہیں۔ آپ
نے روزہ کیوں رکھا۔ آپ نے فرمایا:

”آسمان ابر آلود نہیں تھا کہ کسی کو چاند دکھائی نہ دیتا اگر صرف

بادشاہ نے ہی دیکھا تو اس معاملہ میں صرف دو افراد کی شہادت

بھی منظور نہیں۔ مجمع کثیر کی شہادت درکار ہے جس کی تکذیب

عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں اس کے بارے میں بادشاہ کی

شہادت مطلق غیر معتبر ہے۔ وہ دین اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو چکا ہے۔“

مزید پوچھنے پر فرمایا:

”قاضی کا علم بھی ملکی معاملات میں کفایت کرتا ہے، عبادات میں نہیں۔“

اس نے کہا شکوک چھوڑیے۔ آج عید ہے افطار کیجئے۔ پانی منگوا کر آپ کے ہونٹوں کے پاس لے گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ مارا تو پانی اس کے کپڑوں پر پڑا اس نے محسوس تو کیا لیکن کچھ کہہ نہ سکا، کیونکہ زیادتی اسکی اپنی تھی۔ اتنے میں بہت سے اشخاص نے آکر رویت ہلال کی شہادت دی تو آپ نے خود پانی پی لیا اور روزہ افطار فرمایا۔

۸۔ شواہد النبوت: کچھ روز بعد پھر ملاقات ہوئی تو ابوالفضل نے دوبارہ فلاسفہ کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کر دی۔ ابوالفضل نے کہا:

”خرق والتیام نہ ہونے کی وجہ سے فرشتے نازل نہیں ہو سکتے۔“

آپ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا کہ فلاسفہ کے نزدیک بے خرق والتیام (آسمان کے پھٹنے اور پھر مل جانے کے بغیر) فرشتہ نازل ہو سکتا ہے کیونکہ حکیم (فلاسفہ) فرشتہ کو مجردات (غیر مادی) سے شمار کرتے ہیں اور متکلمین انہیں نور سے بیان کرتے ہیں پس اس دونوں کے لئے آسمان کا رستے میں (حائل) ہونا، زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گزرا آتے ہیں جس طرح نظر عینک

میں سے یاروشنی (نور) شیشے میں سے۔“

ابوالفضل نے پھر کہا، ممکن ہے فرشتہ نزول کرے لیکن یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر نازل ہوتا ہے اور اشارہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی طرف کیا۔ آپ نے جواباً فرمایا، تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم (فلاسفہ) تھے۔“

اس نے کہا ”کتا ہیں اور ان کے علوم، ان کی حکمت (فلسفہ) پر دلالت کرتے ہیں۔“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، ”پس اسی طرح قرآن مجید اور احادیث (رسول ﷺ) سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ ہی نبی (ورسول) ہیں اور فرشتہ آپ پر ہی نازل ہوتا رہا۔ یہ سن کر ابوالفضل ساکت رہ گیا۔

اس پر رنجیدہ ہو کر آپ نے فرمایا ”الحبُّ لله والبغضُ فی الله (مومن کی) محبت بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کیلئے ہوتی ہے اور بغض (عدم محبت) بھی اللہ تعالیٰ کیلئے (ہوتا ہے)“ یہ کہہ کر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی آشنائی ترک کر دی۔ آپ نے رسالہ ”اثبات النبوة اسی موقعہ و تناظر میں تصنیف فرمایا تھا۔

پادا اس کردار۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصہ بعد شہزادہ سلیم (جہانگیر) کے اشارے پر ابوالفضل کو قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو کوڑے دان میں پھینک دیا گیا۔ یہ اظہار مجددیت سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص (خان اعظم) نے اس کے قتل پر تاریخی مصرع لکھا تھا۔ ع۔ تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید! تیغ اعجاز رسول اللہ ﷺ نے باغی کا سر کاٹ دیا (حکایت سیاق و سباق کو طول

دیازیب داستاں کیلئے)

روشیعہ: خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح فارسی رسالہ ردِ شیعہ کے شروع ہی میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے، ”اس دوران جبکہ عبد اللہ خان ازبک نے مشہد کا محاصرہ کیا تھا تو شیعہ نے علمائے ماورا النہر کو ایک رسالہ لکھا تھا، ان علماء کے رسالے کے جواب میں جو شیعہ کی تکفیر اور انکے قتل کے مباح ہونے اور مسلمانوں کے لئے ان کے مالوں پر قبضہ کر لینے کے متعلق تھا“ جب اس حقیر قلیل البصاعت (شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معلوم ہوا کہ شیعہ کے رسالے میں ابلہ فریب مقدمات (کم عقل افراد کو فریب میں ڈالنے والے ابتدائی امور) کی ترتیب کے بعد اس کا حاصل خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت و تشنیع ہے۔

ترسم ایس قوم کہ بردرد کشاں می خندند
در سر کار خرابات کنند ایماں را

ترجمہ: میں ڈرتا ہوں کہ جو لوگ درد کشوں پر ہنستے ہیں وہ تو خود ہی اپنے ایمان کو خرابات کے کام میں صرف کرتے ہیں۔

اس وقت دل میں یہ بات طے پائی کہ ان لوگوں کے بیہودہ شکوک و شبہات کو رفع کرنے اور مذہب حق فرقہ ناجیہ (اہل سنت و جماعت) کی تحقیق میں ایک رسالہ تحریر کیا جائے تاکہ کوئی سادہ لوح شخص ان کے پُر فریب مقدمات سے غلطی میں نہ پڑے اور صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہو چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حسن توفیق سے اس اہم کام کو شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتا ہوں اور اسی پر بھروسہ ہے۔ ویسے بعض شیعہ طلبہ جو اس علاقہ میں آمدورفت رکھتے تھے اور ان مقدمات پر فخر و غرور کرتے تھے اور امراء و سلاطین

کی محافل میں ان مظالموں کو شہرت دیتے تھے۔ یہ ناچیز (مجدد الف ثانی) ہر مجلس و معرکہ میں معقول و منقول مقدمات کے ذریعے بالمشافہ ان کا بھی رد کرتا تھا اور ان کی صریح اغلاط سے ان کو مطلع کرتا تھا لیکن حمیت اسلام اور میری رگ فاروقی صرف اس قدر الزام پر کفایت نہیں کرتی تھی اور نہ اس بے کینہ سینہ کی سوزش کو اس سے تشفی ہوتی تھی۔ چنانچہ دل میں قرار پایا کہ ان لوگوں کے مفاسد کا اظہار اور بدکیشوں کے سرمایہ کا ابطال جب تک قید کتابت اور معرض تحریر میں نہ آئے اس وقت تک پورا فائدہ اور نفع نہیں ہوگا۔ انتہی کلامہ (آپ کا کلام ختم ہوا)۔ اس پس منظر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ روشیہ تصنیف کیا۔

۹۔ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ کی آگرہ میں آمد: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو اکبر آباد میں کچھ مدت گزر گئی تو آپ کے والد گرامی شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ بے قرار ہو کر باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت کے اکبر آباد میں پہنچے۔ شاہی لشکر کے افراد نے آمد کا سبب پوچھا تو فرمایا اپنے فرزند کی ملاقات کیلئے آیا ہوں۔ ع۔ یوسف علیہ السلام نرود کنعان یعقوب علیہ السلام بیروں آمدہ، یوسف علیہ السلام (بیٹا) کنعان (وطن) نہ جائے تو یعقوب علیہ السلام (والد) ہی باہر آجاتا ہے۔ جدائی کا احساس کر کے حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی کے ساتھ وطن روانہ ہوئے پھر ہمیشہ والد کی خدمت میں ہی رہے۔

۱۰۔ رشتہ ازدواجیت: حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے تو اثنائے راہ دہلی اور سرہند شریف کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گزر ہوا وہاں کے رئیس شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ ہند اکبر بادشاہ کے بڑے مقرب تھے اور

اس کے طرف سے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے۔

شیخ سلطان کو حضور ﷺ کی طرف سے خواب میں حکم ہوا کہ اپنی دختر نیک اختر کا نکاح شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیجئے وہ میرا نائب اور خلیفہ اعظم ہے۔ آپ ﷺ نے حلیہ مبارک بھی بیان فرمایا۔ اتفاقاً تھانیس میں ہی ملاقات ہو گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ارشاد پایا تو شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدعا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے والد گرامی ساتھ ہیں انہیں پسند ہوگا تو میں بھی قبول کر لوں گا۔ حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد نے منظور کر لیا تو شادی کر کے اسے وطن مالوف لے آئے۔

۱۱۔ نئی حویلی: نواب شیخ سلطان علیہ الرحمہ حاکم وقت کی طرف سے بیٹی کو بکثرت مال و دولت (بطور جہیز) ملا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت سے سابقہ حویلی بھائیوں کے لئے چھوڑ کر نئی حویلی بنوائی جہاں پر اب آپ کا روضہء مقدسہ ہے۔ اس کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی یہی آپ کی اولاد کا محلہ بن گیا۔ پرانی حویلی میں آپ کے برادران رہائش پذیر رہے۔ اس طرح حضور ﷺ کی سنت آپ کے حصے میں آئی جب حضور ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے بکثرت مال و دولت نصیب ہوا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ووجدك عائلاً فاغني ۸۵-۱۹۳ لضحیٰ اور تجھے تنگ دست پایا تو غنی کر دیا

حضرت شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو خواب میں رسول ﷺ نے، مقامات و درجات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعارف فرما دیا۔ اس نعمت کو یاد کر کے اظہار تشکر میں شیخ سلطان علیہ الرحمہ نے دو گانہ (نفل) ادا فرمایا اور فقراء و

مساکین میں بہت سامال (روپیہ) تقسیم فرمایا۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالمہ فاضلہ اور زاہدہ، عابدہ حرم محترمہ نے تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز (نفل) ادا کی اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہ الہیہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شفاء کے لئے دعا کی تو جواب ملا کہ خاطر جمع رکھو ان کو شفاء ہوگی ابھی ہم نے ان سے بہت سے کام لینے ہیں۔ تلك احد عشره كامله

رود کوثر اور شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام (ناقد) نے حاجی سلطان تھانیسری علیہ الرحمہ کے احوال کے شروع میں ایسے تنقیدی الفاظ تحریر کئے ہیں، جن کو یہاں درج کرنا مناسب نہیں۔ اگرچہ روضۃ القیومیہ اعلیٰ درجے کی مستند کتاب نہیں پھر بھی ضرورت سے زیادہ تنقید، معقول شمار نہیں ہوتی کہ ہچمو ما دیگرے نیست۔ فضائل کو عقیدت میں قبول کر لینا، نامناسب و غیر معقول نہیں۔ رود کوثر (شیخ محمد اکرام کی تالیف) میں ان سے چند امور پیش خدمت ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سلطان کو اکبر بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اقتدار حاصل تھا۔ اس بنا پر جب بادشاہ کی روش دین اسلام سے گریز پا ہو گئی اور بادشاہ بتدریج اسلام سے بغاوت پر اتر آیا تو اس (بادشاہ) نے شیخ سلطان علیہ الرحمہ سے کہا، ”تم ہمارے لئے قرآن لکھو“ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ بادشاہ نے پوچھا، ”کیا دیکھ رہے ہو“ انہوں نے جواباً فرمایا، ”آسمان سے جبرئیل علیہ السلام تمہارے لئے قرآن مجید لائے تو میں بھی لکھوں گا“۔

بادشاہ نے شرمسار ہو کر انہیں اپنے سے دور کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جس کے لئے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے (تھانیر) کی حکومت ان کے سپرد کر دی۔

وہاں سے جتنا لگان (ٹیکس) جمع ہوتا آپ اسے بادشاہ کے پاس نہیں بھیجتے تھے بلکہ علماء و فقراء میں تقسیم فرمادیتے۔ جب بادشاہ کسی تقریب کے لئے وہاں سے گزرا اور بارہ سالہ خراج (ٹیکس) کی نسبت پوچھا تو شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے کہا، ”تو مرتد ہو گیا ہے اور مرتد کا مال اڑانا جائز ہے“۔

حقیقت حال یہ ہے کہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ جو تھانیر کے باشندے تھے، کتب تاریخ میں حاجی سلطان تھانیری کے نام سے معروف رہے اور ایک عالم فاضل بزرگ تھے۔ حج و زیارت (روضہ رسول ﷺ) سے مشرف ہوئے۔

شیخ محمد اکرام نے زیارت کے ساتھ ”روضہ رسول ﷺ“ نہیں لکھا۔ اس لئے کہ اسے دین اسلام کے اہل سنت عقائد و طریقت سے زیادہ لگاؤ نہیں وہ محض ایک مؤرخ و ناقد (محقق) ہے۔ اکابرین امت و ملت پر تحقیق اور سیاسی تحقیق میں امتیاز (حد فاصل) ہونی چاہیے۔

شیخ سلطان مقاربت شاہی یا درباری مقربان میں شامل رہے۔ چار سال تک مہابھارت کے ترجمہ (فارسی) موسومہ ”رزم نامہ“ پر مصروف و مامور رہے۔ ابوالفضل اور ملا عبدالقادر بدایونی مؤلف منتخب التواریخ کے ہاں ان کی آمد و رفت رہی اور آپ بدایونی کے دلی خیر خواہ رہے۔

حریت و اختلاف۔ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کی بادشاہ سے ناچاقی (اختلاف و افتراق) اس وقت شروع ہوئی جب تھانیر کے ہندوؤں نے ان کے خلاف گاؤ کشی کی شکایت

کی۔ اکبر بادشاہ اسلام سے زیادہ ہندومت (ہندو مذہب) کی رعایت کرتا تھا۔ اس لئے اس نے شیخ سلطان کو (بھکر) جلاوطن کر دیا۔ اتفاقاً خان خانان اس علاقے کی حکومت پر معمور ہوا۔ وہ اہل علم کا خیر خواہ تھا، وہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ سے بری التفات سے پیش آیا۔ ان کے صدموں کے زخموں پر مرہم رکھا، دلاسا و سہارا دیا، فتح سندھ کے بعد انہیں ساتھ لایا۔ شیخ مخفی طور پر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ لیکن خان خانان نے دکن سے انکی سفارش کی اور جلاوطنی کے حکم کی تہنیت کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی تو شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا کام بن گیا بادشاہ نے غائبانہ حکم دیا کہ انہیں تھانیسر و کرنال کا کروڑی (محافظ و نگران) بنا دیا جائے۔ بدایونی کی منتخب التواریخ میں ایسا ہی تحریر ہے کہ

”اس وقت وہ اس خدمت پر مامور تھے“

شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا عتاب شاہی کے بعد کروڑی ہو جانا حیرت انگیز تھا اس لئے بالآخر یہی تقرر ان کیلئے جان لیوا ثابت ہوا۔ تھانیسر ہندوؤں کا ایک مقدس مقام اور ان کی حیائیت کا ایک گڑھ تھا۔ ان (ہندوؤں) سے شیخ (سلطان) کی پہلے بھی کشمکش ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وہ بھکر جلاوطن ہوئے۔ یہ کشمکش پھر تازہ ہو گئی اور اس دفعہ ان کے (ہندو) دشمنوں کا وار بڑا کاری ثابت ہوا۔

عتاب شاہی۔ اکبر بادشاہ ۱۵۹۸ء کے آخر میں لاہور کے طویل قیام کے بعد جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں کوکہ (محمل) شاہی تھانیسر میں مقیم ہوا تو لوگوں بالخصوص مقامی ہندوؤں نے شیخ کے ظلم و ستم اور خلقت آزاری کی شکایت کی اور بادشاہ کو اس کا قائل کر لیا۔ اکبر بادشاہ ان کروڑیوں کے ساتھ، جن کے خلاف شکایت ثابت ہوئیں تھیں، خاص طور پر سختی کر رہا تھا۔ اس سے قبل محمد بیگ کروڑی کے خلاف ظلم و ستم کی

فریاد سن کر اس کے گلے پر چھری پھرا دی تھی۔ ۵۔

یہاں بھی اس نے شیخ سلطان کو سزائے موت کا حکم دیا۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۵۹۹ء کو شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو پھانسی دے دی گئی۔

شہادت شیخ سلطان علیہ الرحمہ۔ اس سلسلے میں اکبر نامہ (اکبری تاریخ جو بادشاہ نے خود لکھوائی) میں درج ہے:

”دریں روز شیخ سلطان را از حلق کشیدند۔ (کہ) در گروہ عمامہ داراے زیت، آرزوئے عمل گزاری اورا کالیوہ ساخت، تھائیسر (کہ بہ نگاہ او بود) بدو سپردند (سپردہ بودند)۔ از بد مستی دنیا کیس ہاراتازہ ساخت، بہ جانگزای نیکواں برخاست۔ چوں داو خدار ابدال شہر گزار شد، دلختہ ستم گاریء او خاطر نشین گشت، بسزائے کردار خود رسید۔“

ترجمہ: اس روز (یکم جنوری ۱۵۹۹ء) شیخ سلطان کو گلے میں پھانسی دی گئی۔ جو کہ (علماء کی) باوقار جماعت میں زندگی بسر کرتا تھا۔ (لیکن) عملداری کی آرزو اسکے لئے خطرہ بن گئی۔ اسے تھائیسر (کی عملداری) سے الگ کر دیا گیا۔ دنیا کی بد مستی سے مذہبی خلفشار نے تازہ دم سر اٹھایا اور پُر امن لوگوں کے لئے خطرہ جان پیدا ہو گیا۔ خدائی عدل کا وہاں سے گذر ہوا اور کچھ ستمگاری (کی روئیداد) اس کے دل میں جاگزیں ہو گئی تو وہ اپنے کیفرے کردار کو پہنچ گیا۔ انتھیں

اقبال نامہ جہانگیری میں اس سانحہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

”چوں موکب اقبال بنو احمی تھانیر رسید۔ خلق انبوه از بروئے
سلطان کروڑی انجادادخواہ شدند و بعد از تحقیق بظہور پیوست کہ
دریں ملک تلظم بیدار داز و بفعل آمد۔ حکم شد کہ ہماں جا از خلق
بر کشند کہ عبرت دیگران شود۔“

ترجمہ: جب (اکبر بادشاہ کی) شاہی سواری تھانیر کے گرد و
نواح میں پہنچی تو لوگوں کا انبوه کثیر اس جگہ کے کروڑی شیخ سلطان
کی وجہ سے دادخواہ و فریادرس ہوا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس
علاقے میں ظلم و بیداری ظہور ہوا ہے تو حکم (شاہی صادر) ہوا کہ
اسی جگہ اس کے گلے میں پھانسی دی جائے تاکہ دوسروں کے
لئے باعث عبرت ہو۔“

حقائق سے مترشح یہی ہوتا ہے کہ شیخ سلطان محاصل شاہی کو فقراء و مساکین میں
تقسیم کر (بانٹ) دیتے تھے لازم ہے کہ اس میں صداقت کا عنصر موجود ہو (شیخ اکرام
عے بدظنی میں لکھا ہے ممکن ہے کہ اس میں صداقت کوئی عنصر نہ ہو) کیونکہ تذکرہ نگار شیخ
صاحب کی سخاوت کا ذکر بالصراحت کرتے ہیں بلکہ حضرات القدس میں انہیں ”عالم و
فاضل اور پرہیزگار و سخی بزرگ“ لکھا گیا ہے۔

لیکن ابوالفضل کے الفاظ ”کہن کیس ہارا تازہ ساخت۔ پرانے کینے (دشمنی)
تازہ ہوگئی“ کو بدایونی کے بیان کی روشنی میں دیکھیں تو خیال ہوتا ہے کہ یہ پرانے گاؤ کشی

(ذبیحہ گاؤ) والے فساد کا شاخسانہ تھا (شاید شیخ نے اپنے قدیمی مخالفین کے خلاف کوئی اقدام اٹھایا ہو۔ بلاسند بدظنی یا گمانی گناہ ہے) جس پر مخالف ہندوؤں کو موقع فراہم ہو گیا تو اکٹھے ہو کر بادشاہ سے شکایت کی ہو۔

شیخ علیہ الرحمہ کی حیات و شہادت کے اثرات:

واقعہ کی جزئیات پوری طرح واضح نہیں لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا کرب ناک انجام ایسا نہ تھا کہ اس سے ان کے اقرباء جن میں ان کی صاحبزادی اور داماد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، اکبر بادشاہ اس کی پالیسی یا ہندوؤں سے شکایت نہ ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ اس سانحہ نے اکبر بادشاہ کے احکام، بد مذہبی اور ہندوؤں کے اثر و رسوخ کا مسئلہ ایک بھیانک صورت میں پیش کر دیا اس کا پورا پورا اندازہ داخل حکومت میں نہیں ہو سکتا تھا، جس قدر زمینی حالات و ماحولیاتی حقائق سے ہو سکتا تھا۔

۱۔ ایوان شاہی میں تجدید: شیخ سلطان کا نقطہ نظر دکھانے کیلئے ان کے حالات بیان کر دیئے ہیں لیکن معلوم رہے کہ اس سے پہلے انہوں نے بڑی عز و وقار کی زندگی بسر کی تھی وہ برسوں ایک اہم علاقے کے کروڑی رہے جو اس زمانے میں اعلیٰ رتبہ اور اقتدار کا نمایاں عہدہ تھا۔ علمی اور ادبی حلقوں میں بھی ان کا اپنا مقام تھا۔ اہل دربار سے ان کے پرانے مراسم تھے۔ قرین قیاس ہے کہ ان سے قریبی تعلق قائم ہونے سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حلقہء اثر کو وسعت دینے کا موقع ملا اور تجدید و احیائے دین اسلام کا مشن ایوان حکومت تک پہنچانے میں اسباب و وسائل میں تعاون و اعانت ملی۔

۲۔ رگِ فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اس سے بھی اہم معاملہ نقطہ نظر کا ہے۔ معاصرانہ (اس دور کے) دینی مسائل و معاملات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو زاویہ نگاہ شروع سے تھا وہ اثبات النبوة کی تصنیف سے واضح ہے۔ لیکن اس کا موازنہ ردّ و افض سے کیا جائے جو ایک لطیف فرق نظر آتا ہے اثبات النبوة کی تصنیف کا طرز اظہار عالمانہ بلکہ محققانہ ہے۔ دوسرے رسالے میں بھی علمیت کی کمی نہیں لیکن لہجے میں یکا یک نئی گرمی اور تیزی ہے، ”رگِ فاروقیم۔ میری رگِ فاروقی و رگِ حریت“ کی جو ترکیب پہلی دفعہ اس رسالے میں استعمال ہوئی ہے وہ اس کا ماہہ الامتیاز ہے، (اس کی ایک امتیازی حیثیت ہے) جیسا کہ واقعاتِ حیات شاید ہیں اس رگِ فاروقی (حریت اسلام) سے شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو بھی حظ وافر ملا تھا اور یہ خیال بے جا نہیں کہ ان (شیخ سلطان) کے ساتھ ربط و ضبط بڑھنے اور ان (شیخ سلطان علیہ الرحمہ) کے خیالات و احساسات جاننے سے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا فریضہ بطریق احسن ادا کرنے میں تقویت ملی۔

۳۔ امداد معتبوب: شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا خوانِ جود و سخا عام اور وسیع ہوتا تھا۔ اس لئے اپنے پسماندگان کے لئے انہوں نے بہت کچھ نہ چھوڑا۔ ممکن ہے جائیداد ضبط ہوگئی ہو جیسا کہ اکثر معتبوب کروڑیوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بالکل ابتدائی عربی مکتوب جو خواجہ جہاں کے نام ہے۔ اس میں غالباً شیخ علیہ الرحمہ کے صاحبزادوں کا ذکر ہے باقی مضمون یہ ہے کہ

”شیخ سلطان مرحوم کے صاحبزادوں کیلئے گزارہ و معیشت کی

بہت تنگی و ناچاری ہے اس لئے آنجناب سے التماس ہے کہ ان

کی ہر ممکن مدد و اعانت کریں کیونکہ آپ اس بات کے لائق ہیں۔“ ۱۲۔

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولاد شیخ سلطان علیہ الرحمہ کی تنگدستی میں ان کی مالی اعانت میں کوشاں رہے اس اعانت کے بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب کی متعلقہ عبارت اس طرح سے ہے۔ (مؤلف)

بقیت المرام اظہار اضطرار است، فضیق معیشت مرد و پسران شیخ سلطان مرحوم را پس از جناب شما مداد و اعانت او شاں مطلوب است کہ آن شایان شان شما است بلکه حق سبحانہ بقضائے حوائج جمیع مردم ذات شمار موفق گردانیدہ است۔ حق سبحانہ و تعالیٰ شمار ازیں بیشتر توفیق ارزانی فرماید و خیر راریق شما گرداند۔ والسلام علیکم و علی سائر من اتبع الہدیٰ.

۴۔ شیخ زکریا علیہ الرحمہ: شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھائی ”شیخ زکریا“ تھے۔ ۱۳۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں شیخ زکریا کا بار بار ذکر ہے جو کسی پرگنہ (ضلع کا ایک حصہ) کے کروڑی تھے ان کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حقوق ہونگے کیونکہ ایک نہیں، تین مکتوب ان کی سفارش اور حاجت برآری کے لئے لکھے گئے اور شیخ زکریا یہ توقع کرتے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خاطر بعد مسافت کے باوجود شاہی لشکر میں جا کر انکی مخلصی کے لئے کوشش کریں۔ ۱۴۔ عین ممکن ہے یہ شیخ زکریا علیہ الرحمہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کے بھائی

ہی ہوں گے۔

ممکن ہے نسبی مراسم و تعلقات کے علاوہ حریت پسندی سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصلاح و احیائے اسلام میں معاون رہے ہوں اور شاہی گرفت میں آجانے سے اس حسی و دینی تعاون میں رکاوٹ حائل ہوگئی ہو۔ اس رکاوٹ کو رفع کرنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی رہائی کے لئے کوشاں رہے ہوں (مؤلف)

۵۔ عتاب شیخ زکریا علیہ الرحمہ: معلوم ہوتا ہے کہ شیخ زکریا علیہ الرحمہ کو عہدہ شیخ (سید) فرید کی سفارش سے ملا تھا پہلے مکتوب میں تحریر فرمایا:

”ہمچنان کہ ایشاں را نواختہ اند تا آخر دستگیری فرماید و از گرگان
حوادث محفوظ فرماید“ ۱۵

ترجمہ: جس طرح آپ نے ان کو نوازا ہے آخر تک انکی دستگیری کرتے رہیں گے اور حوادث زمانہ کے بھیڑیوں سے محفوظ رکھیں گے۔

دوسرے مکتوب میں شیخ (سید) فرید کو لکھا ہے۔

”بہ دیوان جدید نیز ظاہر شود کہ ایشاں از خادمان درگاہ عالی
اند“ ۱۶

ترجمہ: نئے دیوان پر بھی ظاہر کر دیا جائے کہ شیخ زکریا آپ کے آدمی ہیں۔

یہاں شیخ محمد اکرام نے ادھوری عبارت درج کی ہے کہ اس تفہیم میں کوتاہی

اور ترجمہ میں بھی الزامی خطا کی لغزش کھائی ہے اور اپنے ذہنی لگاؤ کے مطابق ترجمہ کیا ہے متعلقہ پوری عبارت مع ترجمہ درج ذیل ہے (مؤلف)

بقیۃ التصدیق آنکہ فضائل مآب شیخ زکریا درین سن و سال گرفتار
 کروری گری است۔ باجود این گرفتاری، ہموار از محاسبہء عاجلہ
 کہ در کمال آسانی است، نسبت بمحاسبہء آجلہ ہر اسان است۔
 وثیقہ عظمیٰ در عالم اسباب توجہ شریف میداندا میدوار است کہ
 بدیوان جدید نیز ظاہر شود، کہ ایشان از خادمان آن درگاہ عالی اند

تو مرا دل وہ و دلیری بین
 رو بہ خویش خوان و شیریں بین
 دولت صوری و معنوی محصل باد۔ بحرمۃ النبی الامی والہ
 الامجاد علیہ و علیہم من الصلوٰات افضلہا و من
 التسلیمات اکملہا۔ ۷۱

ترجمہ: باقی یہ تکلیف دی جاتی ہے کہ فضائل مآب شیخ زکریا
 علیہ الرحمہ اس عمر اور اس سال میں کروڑی گری میں گرفتار ہے
 اس گرفتاری کے باوجود ہر وقت دینوی محاسبے کو اخروی محاسبے
 سے بہت آسان جانتا ہے اور اخروی محاسبے سے ہر وقت
 ہر اسان رہتا ہے۔ اس عالم اسباب میں وسیلہء عظمیٰ آپ کی توجہ
 شریف کو ہی جانتا ہے اور اس بات کا امیدوار ہے کہ نئے دیوان

(دفتر کاغذات) میں بھی اس کا نام درج کر لیا جائے گا کیونکہ شیخ مذکور آپ کی درگاہ عالی کے خادموں میں سے ہے۔

تو مرا دل وہ و دلیری بین
 رو بہ خویش خوان و شیریں بین
 آپ مجھے دل عطا کریں پھر میری دلیری دیکھیں (بیشک) مجھے
 لومڑی کہہ کر پکاریں لیکن میری شیریں دیکھیں بحرمت النبی الامی
 اور بحرمت آپ کی آل بزرگ کے بحرمة النبی الامی
 والہ الا مجاد علیہ و علیہم من الصلوات افضلها و
 من التسلیمات اکملها۔

آپ کو ظاہری و باطنی دولت و نعمت حاصل ہو۔

ماحصل: تجدید و احیائے دین کی تحریک ہر طبقہ فکر میں ہونی چاہئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عوام و خواص، علماء و صوفیا اور غربا و امراء میں بھی تحریک جاری رکھی۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت و تمیل مصطفیٰ ﷺ پر عمل کا تقاضا بھی یہی ہے۔ ہر عام و خاص سے ملنے میں امتیاز و عذر پیش و حائل نہیں رکھتے رہے۔ علماء و صوفیاء بلا حجاب استفادہ کرتے رہے۔ علماء کو اجتہادی فیصلوں سے آگاہی فراہم کرتے اور صوفیاء کے تصوف و طریقت میں حائل حجابات کو رفع و زائل فرماتے رہے۔

ایک عام محاورہ زباں زدِ خاص و عام ہے۔ الناس علی دین ملوک کوم۔

عوام اپنے بادشاہوں اور حکمرانوں کے دین کو زیادہ اپناتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ

نے قبائلی سرداروں اور ملوک عصر کو اتباع ہدایت الہیہ کی ترغیب میں مکتوبات تحریر فرمائے۔ اسی عمل مصطفیٰ ﷺ کو اختیار کرتے ہوئے، شہنشاہ ہند اکبر بادشاہ کے اردگرد اور قرب و جوار میں حکومتی فرائض و عملداری قائم رکھنے والے امراء وزراء، مشیران، کروڑیوں اور دیوان خاص و عام کے عاملین کو بلا ہچکچاہٹ، بلکہ کسی کے عہدہ و منصب سے متاثر ہوئے بغیر مکتوبات تحریر فرمائے۔ ان مکتوبات کی تحریر میں بھی اتباع و تعمیل مصطفیٰ ﷺ کا دامن چھوٹنے نہیں پایا۔ حق کلمات کی تحریر اور تبلیغ (پہنچانے) میں کسی کے منصب کی فکر نہیں کی۔ حق گوئی اور حق بیانی میں کسی کی حیثیت کو خاطر میں نہیں لائے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق تجدیدی دور کے آغاز (۱۰۰۱ھ) سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا در الحکومت اکبر آباد میں تشریف لے جانا اور وہاں تادیر قیام رکھنا یا تو اسی سلسلے کی تمہیدی و ابتدائی کڑی یا تقدیمی اقدام ثابت ہوئی۔ وہاں پر ہر طبقہ و ہر مرتبہ و منصب کے امراء سے شناسائی و واقفیت اور آگاہی حاصل ہوئی اور ان میں سے ہر ایک کے دینی لگاؤ، دینی دلچسپی اور دین پر عمل و احکام دین کی بجا آوری کی منزل سے آگاہی فراہم ہوئی جس سے بعد میں ہر امیر و مشیر و وزیر کے انفرادی ذوق و آگاہی کی منزل و معیار کے مطابق ان کو مکتوبات تحریر کرتے رہے بعض نے رابطہ قائم رکھا، بعض نے عقیدت قائم رکھی اور بعض نے بیعت طریقت اختیار کر کے منازل و مناصب طریقت اختیار کئے۔

بعض اکابر صوفیائے کرام بالخصوص سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تو عوام سے رابطہ بہت کم رکھتے تھے۔ زیادہ تر سلاطین اور بادشاہوں سے ہی میل ملاقات رکھتے تھے جب سلاطین اور ان کے امراء کے قلوب و اذہان کی تطہیر و تزکیہ وقوع پذیر ہو جائے گا تو ان

کے اخلاق و کردار اور عقاید ان کے ملنساروں اور ملاقاتیوں کو زیادہ متاثر کریں گے۔ اس طرح سلاطین کے اثر و رسوخ سے دین کی عوام کی نسبت بہتر اشاعت ہو جائے گی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف خواص بلکہ عوام سے بھی روابط قائم فرمائے اور عوام و خواص کی اصلاح میں ہر ممکن سعی کاملہ اختیار فرمائی۔ تجدید و احیائے دین سے کار نبوت کا اہم ترین فریضہ سرانجام دیا۔ اگرچہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کی شہادت اور ان کے برادر شیخ زکریا علیہ الرحمہ پر آفت سے تحریک تجدید قدرے متاثر ہوئی لیکن جب شیخ سلطان علیہ الرحمہ اور ان کے بھائی یا کسی اور دست و بازو اور معاون طریق تجدید پر آفت پڑی تو اس کی دادرسی کے لئے ترغیب دلائی تاکہ وہ احباب و حضرات پھر سے متعاون کردار ادا کر سکیں۔ اس کو شیخ محمد اکرام (ناقد) نے کج فہمی و عقل معاش سے وہ رنگ دیا ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے۔ کردار و تعمیل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفہیم و ادراک کے لئے مجددی منصب کی معرفت لازم ہے جس سے وہ بے بساط و بے بضاعت رہا۔ اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر وہ عمل و تعمیل اختیار فرمایا جس سے تحریک تجدید و احیائے دین کو جاری و ساری رکھا جاسکے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں تائید الہیہ سے ہر انداز و ہر اقدام میں کامل طور پر کامیاب و کامران رہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء ط و

اللہ واسع علیم۔ (۵:۵۴)

والسلام علی من اتبع الهدی۔ (۲۰:۴۷)

ماخذ و مراجع

- ۱۔ روضۃ القیومہ، جلد اول
- ۲۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر اول
- ۳۔ المنقذ من الضلال از امام غزالی علیہ الرحمہ
- ۴۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، از اثبات النبوة
- ۵۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تصنیف رؤشیعہ
- ۶۔ شیخ محمد اکرام، رود کوثر صفحہ نمبر ۲۳۸
- ۷۔ ملا عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ
- ۸۔ خلاصۃ التواریخ، صفحہ نمبر ۵۲۶
- ۹۔ اکبر نامہ از بادشاہ اکبر۔۔ اکبر نامہ جلد سوم صفحہ ۷۲۸، بحوالہ رود کوثر صفحہ ۲۴۰
- ۱۰۔ اقبال نامہ جہانگیری جلد سوم صفحہ ۴۵۹
- ۱۱۔ حضرات القدس۔ صفحہ ۲۶
- ۱۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵
- ۱۳۔ حضرات القدس۔ صفحہ ۲۶
- ۱۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۷۲
- ۱۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۴۳
- ۱۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۵۰
- ۱۷۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۵۰

”یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے“

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

صدارِ قی خطبہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ صدارت

نبیرہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد

نائب شای امام، مسجد جامع مسجد فتح پوری، دہلی:

مقام صدمسرت وانبساط ہے کہ آج ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی یاد میں اس کانفرنس میں شریک ہیں جو محترم و مکرم صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان کے معاونین نے نہایت خلوص و محبت سے سجائی ہے اور خاندان مظہریہ مسعودیہ کے فرزندان طریقت نے بھی تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پیر طریقت حضرت میاں جمیل احمد شر قپوری دامت برکاتہم العالیہ کی تحریک سے پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ذکر و فکر کا چرچا ہوا اور آپ کی مساعی جمیلہ سے امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کو بھی تحریک ملی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جو ۱۷۷۱ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۳۴ھ میں سرہند شریف میں وصال فرمایا۔ آپ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ جیسا کہ فاضل مقالہ نگاروں کے مقالات اور دانش وروں کی تقاریر سے

اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا لاہور سے خاص تعلق رہا ہے۔ آپ نے اس شہر کو ”بلدہ معظمہ لاہور“ تحریر فرمایا

گورنر پنجاب مرزا قلیچ خان کے نام ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں

وآن بلدہ نز و فقیر ہچو قطب ارشاد است ، نسبت سائر

بلاد ہندوستان ، خیر و برکت آن بلدہ بجمیع بلاد ہندوستان

دساری است“ ۱

مرزا قلیچ خاں صاحب سیف و قلم تھے۔ سرکاری کاموں میں مشغول ہونے

سے پہلے درس حدیث دیا کرتے تھے اور درس سے فارغ ہو کر امور مملکت میں مشغول

ہوتے۔ آپ کی کوششوں سے شریعت کا عروج عام ہوا اور دین اسلام کو تقویت ملی جس کا

شکر یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوب مذکورہ میں ادا کیا ہے۔ شیخ فرید

بخاری جو جہانگیر بادشاہ کے اہم وزیر تھے انہوں نے جب لاہور میں اپنی حویلی میں جامع

مسجد بنوائی تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس پر اپنی دلی مسرت کا اظہار فرمایا۔ ۲

اسی طرح لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہء اجل اور

آپ کے صاحبزادگان کے استاد محترم شیخ طاہر بندگی کا مزار مبارک بھی میانی مشہور

قبرستان میں آج بھی فیض رساں ہے۔ جس زمانے میں ہندوستان میں طاعون پھیلا،

اسی زمانے کے حوالے سے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ مکتوبات امام ربانی: جلد اول، مکتوب ۷۶، ص ۶۵، امر تراڈیشن ۲۔ (جلد اول، مکتوب: ۹۳، ص ۸۳)

”میاں شیخ طاہر نقل می کردند کہ در لاہور در ایام طاعون ویدہ

بود کہ گویند ہر کہ دریں ایام نمر و حسرت خواہد کشید ۳

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی شان میں ڈاکٹر محمد اقبال لاہوری نظم

مشہور ہے جس کا مطلب ہے:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

الحمد للہ گزشتہ ساٹھ سال سے پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کا چرچا ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں میاں جمیل احمد شرقپوری اور صوفی غلام سرور نقشبندی

مجددی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اب جدید انداز سے چند سالوں سے پھر

کانفرنسیں شروع ہوئی ہیں اور کراچی میں محترم مولانا جاوید اقبال مظہری کی سرپرستی میں

امام ربانی فاؤنڈیشن نے ۱۲ جلدوں پر مشتمل ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ”جہان امام ربانی

مجدد الف ثانی“ پیش کر کے ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ ۲۰۰۵ء جہان امام ربانی مجدد

الف ثانی کی سات جلدیں پیش کیں پھر ۲۰۰۰ء میں مزید پانچ جلدیں پیش کیں اور اب

۲۰۰۸ء میں ”باقیات جہان امام ربانی“ کے نام سے تین جلدیں اور پیش کی جا رہی ہیں۔

اس طرح مجموعی طور پر پندرہ جلدیں ہو گئیں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد تقریباً دس

ہزار ہے۔ جہان امام ربانی پر تبصرہ کرتے ہوئے نیوزی لینڈ کی وکٹوریہ یونیورسٹی کے

فاضل ڈاکٹر آرتھر بیوہلر کے یہ تائثرات قابل توجہ ہیں:

”سچی بات یہ ہے کہ کسی بھی زبان میں کسی بھی صوفی پر اتنا
عظیم کام نہیں ہوا“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایک تاریخ ساز عظیم شخصیت ہیں، آپ کی
تعلیمات ملت اسلامیہ کو متحد کر سکتی ہیں کیونکہ معاشرے میں ہر طبقہ آپ کو چاہتا ہے، آپ
کے خلاف کوئی تحریک نہیں۔ آپ کا مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت ہے۔ جو دنیا کے
تمام مسلمانوں کا مسلک ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر
عمل کرتے ہوئے متحد و متفق فرمائے اور بانی مجلس صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان
کے تمام معاونین نیز خاندان مظہریہ مسعودیہ کے فرزند ان طریقت کو اجر عظیم عطا فرمائے
(آمین)

رویتِ اَد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

روئیداد

امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقدہ ۹ مارچ ۲۰۰۸ء

بروز اتوار بوقت دو بجے بعد دوپہر

بمقام سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور سرہند شریف میں ہی ۱۰۳۲ھ میں وصال فرمایا۔ آپ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں جیسا کہ فاضل مقالہ نگاروں کے مقالات اور دانشوروں کی تقاریر سے اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کالاہور سے خاص تعلق رہا ہے آپ نے اس شہر کو ”بلدہ معظمہ لاہور“ تحریر فرمایا ہے۔

مرزا قلیج خان صاحب سیف و قلم سرکاری کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے درس حدیث دیا کرتے تھے اور درس سے فارغ ہو کر امور مملکت میں مشغول ہوتے آپ کی کوششوں سے شریعت کا رواج عام ہوا اور دین اسلام کو تقویت ملی جس کا شکر یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات امام ربانی میں ادا کیا ہے۔ شیخ فرید بخاری جو جہانگیر بادشاہ کے اہم وزیر تھے انہوں نے جب لاہور میں اپنی حویلی میں جامع

مسجد بنوائی تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اپنی دلی مسرت کا اظہار فرمایا۔ ان خیالات کا اظہار نبیرہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب امام جامع مسجد فتح پوری دہلی (بھارت) نے ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں منعقدہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے صدارتی خطبہ کے دوران کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی تقریباً ۵۰ سال سے چرچا ہو رہا ہے اس سلسلے میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقی پوری اور صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ کراچی میں جاوید اقبال مظہری کی سرپرستی میں امام ربانی فاؤنڈیشن نے ۱۲ جلدوں پر مشتمل ایک عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ پیش کر کے ۲۰۰۵ء میں زیر سرپرستی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور زیر اہتمام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی ۷ جلدیں پیش کیں جن کی تقریب رونمائی ۲۳۔ اپریل ۲۰۰۵ء کو ایوان اقبال لاہور میں ایک تاریخی کانفرنس میں کی گئی۔ ۲۰۰۷ء میں مزید ۵ جلدیں پیش کیں گئیں جن کی تقریب رونمائی صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ء ہمدرد میگزین، کانفرنس ہال میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی اور اب ۲۰۰۸ء میں ”باقیات جہان امام ربانی“ کے نام سے ۳ جلدیں اور پیش کی جا رہی ہیں جن کی تقریب رونمائی زیر سرپرستی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (رحمۃ اللہ) وزیر اہتمام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی و اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی و شیر ربانی اسلامک سنٹر

لاہور ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار سماع ہال میں ہو رہی ہے جس پر مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے زور دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک تاریخ ساز عظیم شخصیت ہیں آپ کی تعلیمات ملت اسلامیہ کو متحد کر سکتی ہیں کیونکہ معاشرے میں ہر طبقہ آپ کو چاہتا ہے۔ آپ کے خلاف کوئی تحریک نہیں آپ کا مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت ہے جو دنیا کے سارے مسلمانوں کا مسلک ہے۔

حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری بانی امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ عالم ارواح سے لیکر عالم برزخ تک دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہیں۔ آپ کو یہ مقام حضور انور ﷺ کی اتباع کامل سے حاصل ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکاتیب میں جگہ جگہ اپنے خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کو اتباع سنت نبوی ﷺ کی تلقین فرمائی ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور نے اپنے بیان میں کہا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کی درستگی پر بڑا زور دیا ہے کیونکہ عقیدے کی صحت و درستگی قبولیت اعمال کے لیے لازمی شرط ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اسکی شاخیں ہیں۔ عقیدے ٹھیک نہ ہوں تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص سے ادا کیے جائیں نہ پاکی

قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور ازراہ بغض و حسد حضور ﷺ کی تعریف و فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں انہیں چھپاتے ہیں اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لیے دوسرے مشرکین کی طرح یہ بھی آتش دوزخ میں جلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں مبتلاء رہیں گے۔

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشاق احمد صاحب نے مقالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اہداف۔۔ نظریات بھی ہیں اور شخصیات بھی کیونکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اہداف بنیادی اور اصولی طور پر صرف نظریات ہی ہیں اور آپ کا مطلوب و مقصود شخصیات کو ان نظریات کے رنگ میں رنگنا اور ان کی فکری، علمی اور عملی کوتاہیوں کا ازالہ کرنا اور بھرپور اصلاح ہے اور یہی وہ نصب العین یا ہدف ہے جو مجددین و ملت کا خاصہ ہے وہ شخصیات کو ہدف بنائے بغیر کچھ اس انداز سے کام کرتے ہیں کہ نظریات کی بالادستی اور سچائی خود بخود صیاد کو صید بنا دیتی ہے اور اسے اس حلقہء خیر میں مقید کر دیتی ہے کہ اسے پھڑ پھڑانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی نے اپنے بیان میں فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا راستہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ اپنی اصلاحی تحریک کو نبوی منہاج پر استوار کیا اور قلوب و اذہان کی تطہیر کو بنیادی حیثیت دی۔ یعنی مصلحت اور حکمت و دانائی کے ساتھ اپنے دور کے فتنوں بالخصوص بہت بڑے فتنہ ”دین الہی“ کا خاتمہ کیا اور

امت مسلمہ کو کسی قسم کی فرقہ بازی میں مبتلا نہیں کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے دور سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے دور حکومت میں یہ کوششیں بار آور ہوئیں۔

ممتاز محقق اور دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صدر مرکز تحقیق فیصل آباد نے اپنا مقالہ ”حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ جہاد“ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس انحطاط کے حوالے سے تشخیص یہ کی کہ سب علماء جاہ پرستی اور صوفیا کی بے خبری کی وجہ سے اپنے دور از کار بحث کو درباری روئیہ بنانے سے نئے مسائل جنم لینے لگے۔ اس لیے آپ نے ان دونوں گروہوں کی اصلاح کو مرکز توجہ بنایا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے جہادی مشن کے خدوخال کا جائزہ ثابت کرتا ہے کہ آپ نے زبان و قلم کو دفاع اسلام اور صیانت عقیدہ کے لیے بڑے مربوط اور منضبط انداز میں استعمال کیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ایک مضبوط حکومت کمزور کرنے کا رویہ اختیار نہ کیا اس سے مسلمان حکومت کا زوال اور کفر کی حکمرانی کی راہ کھل سکتی ہے۔ یہ بڑا دانش مندانہ فیصلہ تھا جسکے اثرات بڑے دور رس رہے۔ آپ نے اگرچہ دشمنان دین سے مکمل بے زاری کا اظہار فرمایا اور دلی عداوت کا بھی ذکر کیا مگر براہ راست تصادم سے بچے رہے۔ حکمران چونکہ خمار حکومت میں ہوتے ہیں اس لیے آپ نے انکو بھی زیادہ مخالف نہ بنایا بلکہ قوت و طاقت کے پھیلے سرچشموں کو اپنی نگاہ ہدایت کا ہدف بنایا، خان اعظم، خان جہاں، شیخ فرید، مرتضیٰ خان اور دیگر بلند قامت افراد آپ کی توجہ کا مرکز رہے اور آپ نے ان سے مراسلت کا واقع سلسلہ جاری رکھا ان کو ذہنی طور پر قائل کر لیا اور پھر

ان کے اثر و رسوخ کو اشاعت خیر کے لیے استعمال کیا۔

ممتاز ماہر تعلیم، دانشور اور محقق پروفیسر محمد اقبال مجددی نے کہا کہ حاجی سلطان تھانیسیر میں رہتے ہوئے باقاعدہ گائے ذبح کرتے تھے جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی اکبر بھی اس پر پابندی لگا چکا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ذبح کرتے تھے۔ تھانیسیر کے ہندوؤں نے اکبر سے شکایت کی اس نے انہیں سندھ کے علاقہ ”بھکر“ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حاجی سلطان تھانیسیری گائے ذبح کرنے کے جرم میں معافی ملنے کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی سے باز نہ آئے اور اس پر برابر عمل کرتے رہے اور تھانیسیر کے ہندو اسکا برامانتے تھے۔ یہاں تک کہ اکبر لاہور میں طویل قیام کے بعد ۱۵۹۸ء کو جب براستے تھانیسیر واپس جا رہا تھا تو تھانیسیر کا جہاں کے ہندوؤں نے ان کے خلاف شکایت کی۔ اکبر چونکہ ذبیحہ گاؤ کے سلسلہ میں سخت رویہ رکھتا تھا برداشت نہ کر سکا اور وہیں تھانیسیر میں ہی انہیں پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا۔

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی (پرنسپل جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والہ لاہور، بانی ادارہ صراط مستقیم) نے اپنے مقالہ ”وحدت الشہود گرہ کشائے وحدت الوجود“ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ انوار تجلیات توحید کے لحاظ سے صوفیاء کے دو نظریات ہیں پہلا نظریہ وحدت الوجود کا ہے اس کے بانی ہسپانیہ کے مشہور صاحب طریقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے۔ وحدت الشہود کے بانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھا جاتا ہے جو پہلے وحدت الوجود کے قائل تھے اور باطنی ترقی سے وحدت الشہود کی طرف منتقل ہوئے۔ جس طرح کہ مکتوبات

امام ربانی کے متعدد مقامات گواہ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ اکبر کے نظریے پر جو الفاظ کے ظاہری معانی کے لحاظ سے جو اعتراضات وارد ہوئے ان کا جواب بھی دیا اور وحدت الشہود کی تشریحات کو وحدت الوجود کے لیے آئینہ قرار دیا اور اس طرح سے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والوں کے راستے مسدود کر دیئے۔

ممتاز ریسرچ سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے اپنے مقالہ ”مکتوبات امام ربانی کے ماخذ“ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مکتوب نگاری کی ابتداء کب سے ہوئی؟ تاریخی طور پر اسکے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب مبارک کا ذکر کر کے مکتوب نویسی کی اہمیت و افادیت کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے بعد ازاں مکاتیب نبویہ نے ان کی ضرورت واضح کی۔ نقشبندی سلسلہ کے صوفیاء نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں اس طریقہ تبلیغ کو اپنایا۔ اس ”سلسلۃ الذہب“ میں حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکاتیب کو بعض علمی و فکری حوالہ سے اہمیت حاصل ہے یہ مکاتیب ہی ہیں جنہوں نے ایک فکری اساس مہیا کی جس کے اثرات نے سیاسی رخ کو تبدیل کر کے تین جلدوں پر مشتمل یہ مکاتیب علوم و معارف کا خزانہ ہیں۔ مکاتیب کے عموماً ماخذ تلاش نہیں کیے جاتے کیونکہ وہ تو صرف دو افراد کے باہمی تبادلہ خیال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ مکاتیب علم و فن کی دنیا میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لیے علمی و تحقیقی حوالہ سے ان کے ماخذ تلاش کرنا ضروری ہے تاکہ اسلامی علوم و فنون میں ارتقاء کی جان کاری ہو جس سے ان مکاتیب کا علمی مقام سمجھنے میں مدد

ملے گی لیکن یہاں اس سلسلہ میں دو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے پہلی مشکل کا اندازہ خواجہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف و اسرار چار قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا اظہار نہیں فرمایا۔ دوسری قسم کا اظہار صاحبزادگان سے کیا، تیسری قسم کا اظہار صرف اصحاب کا ملین سے کیا، چوتھی قسم یہ ہے کہ سائل کچھ دریافت کرتا تو عام فائدے کیلئے تحریر کر دیتے اس سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مکتوبات کے ماخذ کی تلاش دشوار گزار گھاٹی کو عبور کرنے کے مترادف ہے دوسری مشکل یہ کہ اس دور کے اندازِ تحریر میں دورِ حاضر کی طرح حوالہ جات اور تخریج کا اہتمام نہ تھا اس لیے دیئے گئے اقتباسات کے حوالہ جات کی تلاش ممکن نہیں رہتی۔ بعض مقامات پر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کتاب کے حوالے سے کوئی بات نقل کی یا کسی کتاب کا تذکرہ فرمایا تو ان امور سے اس واقع علمی ذخیرہ کے ماخذ تلاش کرنے میں مدد ملتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی نے اپنا مقالہ ”حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجددانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی“ پیش کرتے ہوئے کہا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس ولولہ انگیز تحریک کا نتیجہ تھا کہ پورے معاشرے میں ایک بار پھر انقلاب برپا ہو گیا اور جہانگیر آپکی تحریک کا زبردست مدد و معاون بن گیا ایک وقت وہ تھا کہ اس نے حضرت مجدد کو خود سر قرار دے کر پس دیوار زندان کر دیا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اور اسکا بیٹا شہزادہ خرم حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے چنانچہ شاہ جہاں اور عالمگیر کے عہد تک سربراہان سلسلہ مجددیہ کے بیعت تھے۔ جہانگیر کے عقائد

میں اتنی بڑی تبدیلی آگئی کہ وہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دینے گیا تو وہاں کے مندر کو فوری طور پر گرانے کا حکم دے دیا۔ اس نے ہندو تحریک کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی کہ عوام الناس کو قرآن پاک کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔

یہ کانفرنس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات، حالات و افکار اور انکی اصلاحی تحریک اور انقلابی کارناموں کے حوالے سے شائع ہونے والے عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی مزید ۳ جلدوں ”باقیات جہان امام ربانی“ کی اشاعت و اجراء کے موقع پر صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی و شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور کی مساعی جمیلہ سے منعقد کی گئی تھی۔ یہ تقریب سعید زریسرپرستی مسعود ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی، سرپرست اعلیٰ مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی وزیر صدارت نبیرہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی بھارت ۹ مارچ ۲۰۰۸ بروز اتوار بمقام سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور ۲ بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔

جگر گوشہ مسعود ملت حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد اپنی ذاتی مصروفیات اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے بیرون ملک دورہ دہلی (بھارت) میں ممتاز عالم دین و ریسرچ سکالر مفتی ڈاکٹر مکرم احمد صاحب کے زیر اہتمام ۸ مارچ ۲۰۰۸ء کو جامع مسجد فتح پوری دہلی میں منعقدہ ”امام ربانی

کانفرنس“ میں شمولیت کی بنا پر اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی کے بانی جناب مولانا جاوید اقبال مظہری نے حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب کی نمائندگی کرتے ہوئے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور علالت کے باعث اس تقریب سعید میں تشریف نہ لاسکے۔ ممتاز قانون دان ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی اور پروفیسر راغب الیاس شاہ بوجوہ اس عظیم کانفرنس میں اپنے مقالات پیش نہ کر سکے۔ جناب جمیل اطہر سرہندی سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور نے اپنی علالت اور ضعف کی وجہ سے کانفرنس میں شمولیت کرنے سے معذرت کی جملہ احباب کی عدم شرکت کو شرکاء کانفرنس نے شدت سے محسوس کیا۔

ادارہ مسعودیہ کراچی اور حلقہ مسعودیہ لاہور کے اراکین نے بھاری اکثریت میں شرکت کی۔ ملک کے طول و عرض سے تشریف لائے ہوئے علماء و مشائخ عظام، پروفیسرز، ریسرچ سکالرز اور دانشوروں نے اپنے فاضلانہ اور محققانہ مقالات پیش کیے۔ اس محفل تشکر کے دوران حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری، حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری، صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی، جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس اور کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی سٹیج پر رونق افروز تھے جبکہ محمد ناظم بشیر نقشبندی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔

اس کے علاوہ سٹیج کی پشت پر کانفرنس سے متعلقہ انتہائی پرکشش بینر آویزاں تھا جبکہ ڈانس اور سامعین کی درمیانی جگہ پر ”جہان امام ربانی“ اور ”باقیات جہان امام ربانی“ کے ۱۵ جلدوں پر مشتمل عظیم انسائیکلو پیڈیا کو بھی انتہائی خوبصورت انداز میں ڈسپلے کیا گیا تھا۔

قاری نصیر احمد نقشبندی شر قپوری نے تلاوت قرآن حکیم سے اس روحانی علمی تقریب کا آغاز فرمایا اور اسکے بعد سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالی جنابہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے نعت پیش کی۔ جناب اصغر علی نقشبندی نے کلام اقبال بحضور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پھر سوسائٹی کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی آج سے ۳۲ برس قبل قائم کی گئی تھی جس کا مقصد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، عقائد و نظریات اور اصلاحی کارناموں کو جدید میڈیا کے ذریعے عالمی سطح پر متعارف کروانا ہے۔ سوسائٹی ہر سال لاہور میں امام ربانی کانفرنس کا اہتمام کرتی ہے اور ملک بھر کے انگریزی اور اردو اخبارات میں ایڈیشن شائع کراتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منفرد ہے کہ اس میں ممتاز محقق، دانشور اور عظیم روحانی پیشوا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی زیر نگرانی مرتبہ ”باقیات جہان امام ربانی“ کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے وہ اندرون ملک اور بیرون ملک علمی، تحقیقی اور ادبی حلقوں میں جانی پہچانی جاتی ہے۔ آپ

جیسے لوگ قوم و ملت کا گراں مایہ سرمایہ ہوتے ہیں۔ محمد ناظم بشیر نقشبندی نے کہا کہ حضرت مسعود ملت، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے اور پکے عاشق ہیں ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی و ناظم اعلیٰ شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور نے ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ انسائیکلو پیڈیا کی ۱۲ جلدوں اور ”باقیات جہان امام ربانی“ کی ۳ جلدوں کی تکمیل پر حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے اس عظیم کارنامے پر شاندار انداز میں خراج تحسین پیش کیا اور مرتبین حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو مبارکباد پیش کی اور کراچی اور لاہور سے تشریف لائے ہوئے مسعودی برادران کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا کہ دور حاضر اکبری دور کا نقشہ پیش کر رہا ہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، افکار و نظریات اور پیغام کو اندرون ملک اور بین الاقوامی سطح تک عام کرنے اور پہنچانے کی اشد ضرورت ہے صوفی صاحب موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی زیر سرپرستی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد و نظریات اور کارہائے نمایاں کو عام کرنے کا سلسلہ ۱۹۶۰ء سے شروع ہوا اور بفضلہ تعالیٰ آج تک جاری و ساری ہے اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت امام ربانی پر ایک علمی،

تحقیقی جامع سوانح حیات، علمی و ادبی خدمات، عقائد و نظریات پر مشتمل عظیم شاہکار ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ اور ”باقیات جہان امام ربانی“ انسائیکلو پیڈیا کی ۱۵ جلدوں میں اسکی تکمیل فرمائی۔ اس ضمن میں اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخی ”جہان امام ربانی قومی کانفرنس ایوان اقبال لاہور میں ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء کو اور اس عظیم انسائیکلو پیڈیا کی مزید ۵ جلدوں کی تکمیل پر اظہار تشکر کیلئے ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس“ ہمدرد مرکز کانفرنس ہال لاہور میں ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۶ء کو اور ”باقیات جہان امام ربانی“ کی ۳ جلدوں کی تکمیل پر اظہار تشکر کیلئے ۹ مارچ ۲۰۰۸ء کو سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں تیسری ”امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس“ منعقد کروانے کی انہیں سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان عظیم تاریخی کانفرنسوں کا انعقاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے اس عظیم کارنامے کو خراج تحسین اور انکادول کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنے کی غمازی کرتا ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی نے بالخصوص صدر مجلس نبیرہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی (بھارت) کا دہلی سے تشریف لانے پر اور جملہ مشائخ عظام، علماء کرام، محققین اور دانشوروں کا اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود اس کانفرنس کے لئے اپنا قیمتی وقت نکالنے اور حوصلہ افزائی فرمانے پر انکا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اسکے علاوہ دیگر مہمانان گرامی جن میں

جناب جاوید اقبال مظہری بانی امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی، پروفیسر قاری مشتاق احمد ڈائریکٹر شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صدر مرکز تحقیق فیصل آباد، عظیم مورخ پروفیسر محمد اقبال مجددی صدر شعبہ تاریخ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور، حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاوری شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور، حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اہلسنت و جماعت مانگا منڈی، کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی پرنسپل جامعہ جلالیہ مظہر الاسلام لاہور، عظیم ریسرچ سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس جی سی یونیورسٹی لاہور، پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد جلالی (جہلم)، پروفیسر محمد احسان ہاشمی (ملتان)، پروفیسر راغب الیاس شاہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات سے قیمتی وقت نکال کر ہر مغز علمی اور تحقیقی مقالات مرتب کیے اور اس عظیم الشان کانفرنس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا، کا بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا۔

معزز شرکاء مجلس جناب شیخ عبدالقیوم صدر نایاب سنٹر انارکلی لاہور، جناب اعجاز احمد خان، چوہدری مسعود احمد کابلوں، جناب پرویز اختر، چوہدری محمد صفدر گھسن، چوہدری محمد ندیم، ڈاکٹر شیر محمد مسعودی، پروفیسر قاری محمد رفیق احمد مسعودی، جناب شاہد احمد مسعودی، جناب محمد سعید مجاہد آبادی، جناب شیخ محمد ناظم نقشبندی مجددی صدر انجمن غلامان مصطفیٰ لاہور، شیخ محمد شاہد شیخ محمد زاہد اور زبیر الہی اور دیگر اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی اور اراکین و معاونین شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور، جن کی شب و روز محنت اور کاوش سے یہ عظیم الشان کانفرنس بحسن خوبی انجام پائی، کا بھی شکریہ ادا کیا گیا۔

آخر میں صدر مجلس مفتی محمد معظم احمد صاحب نے اس کانفرنس کے معاونین و اراکین اور جملہ احباب مقررین و حاضرین کیلئے دعا فرمائی کہ مولا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہمیں متحد و متفق فرمائے اور بانی مجلس صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان کے تمام معاونین، محبین اور مخلصین نیز خاندان مظہریہ کے فرزند ان طریقت کو اجر عظیم عطا فرمائے آپکی دعا کے بعد یہ عظیم الشان کانفرنس اختتام کو پہنچی اور حاضرین مجلس کی مجددیہ لنگر سے تواضع کی گئی۔

کراچی اور بیرون شہر سے تشریف لانیوالے مہمانوں کو عشاءِ یہ کی دعوت دی گئی اس پر تکلف دعوت کا اہتمام جناب شیخ عبدالقیوم کی قیام گاہ پر کیا گیا۔ شیخ صاحب اور آپکے صاحبزادگان طاہر قیوم، طاہر قیوم، ثقلین قیوم اور حسنین قیوم نے دعوت کا اہتمام بڑی محبت، خلوص اور مہمان نوازی کے جذبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا۔ اس دعوت میں حلقہ مسعودیہ کراچی اور لاہور اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر بانی اسلامک سنٹر لاہور میں سے کثیر مہمانوں نے شرکت کی جن کا راقم الحروف نے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

”شریعت تمام دنیوی و اخروی سعادتوں کی
 ضامن و کفیل ہے اور کوئی ایسا مطلب
 مقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو اور
 انسان کو اسکی محتاجی ہو طریقت و حقیقت
 جس کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہیں
 دونوں شریعت کی خادم ہیں“

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول حصہ اول، مکتوب ۳۲)

سابقہ کانفرنسز میں
پیش کئے جانے والے
مقالات کے عنوانات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام **فکیشیز** ہوٹل، تحریک کارکنان پاکستان شاہراہ قائد اعظم، لاہور اور کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں ہر سال ماہ صفر المظفر میں منعقدہ ”مجدد الف ثانی کانفرنسز“ میں پیش کیے جانے والے مقالات اور اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زید اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمی احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ
۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اطہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کو کتاب بعنوان ”شیخ سرہند“ مرتبہ جمیل اطہر سرہندی (سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و چیف ایڈیٹر روزنامہ جرأت و تجارت) میں موجود ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ناشرین سے حاصل کر سکتے ہیں:

(۱)۔ ادارہ اسلامیات:۔ ۱۹۰۔ انارکلی لاہور (۲)۔ دار اشاعت:۔ اردو بازار کراچی۔ ۱
(۳)۔ ادارہ المعارف:۔ ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴ (۴)۔ مکتبہ دارالعلوم:۔ کراچی ۱۴
مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائٹیل) ملاحظہ فرمائیے:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

شیخ سہرہ مند



جمیل اطہر سہرہ مندی



ادارہ ایسٹرن پبلسٹرز، بک سیلرز، کمپیوٹرز (امیٹک)

☆ رجسٹرڈ پبلشرز، لاہور۔ پوسٹ آفس بازار، کراچی۔ فون: ۷۷۲۳۳۱	☆ ۱۹۰، ناری، لاہور، پاکستان فون: ۷۳۳۹۹۱ - ۷۳۳۲۵۵	☆ پتہ: ۱۱، روڈ، لاہور۔ فون: ۷۳۳۳۱۱، فیکس: ۷۳۳۳۱۵
---	---	---

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور ۱۷۔ اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں منعقدہ ”مجدد الف ثانی کانفرنس“ میں پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۔	دوقومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اوّلین بانی	مجیب الرحمن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر ہرہنخی

نوٹ: قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ”افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر“ مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی میں موجود ہیں جو کہ ناشر شیری ریبانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائٹل) ملاحظہ فرمائیے:

بیت المقدس
میں
۱۹۶۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ
وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: بے شک تو اپنے رسول کے لیے اور ان کے پیروں پر کچھ نوبت کے لئے نازل ہوئے ہیں۔ آمین

افکار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور عصر حاضر

صوفی فکر کے سرور و شہسوار مولانا محمد امجد علی صاحب



ناشر: شہزاد سائیکلری پبلی کیشنز

پتہ: سید محمد قادری شہزاد سائیکلری پبلی کیشنز، شہزاد سائیکلری پبلی کیشنز، شہزاد سائیکلری پبلی کیشنز، شہزاد سائیکلری پبلی کیشنز

زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد، لاہور ۲۴۔ اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال ایجنٹ روڈ لاہور میں منعقدہ ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس“ اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مرتبہ ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا کی پہلی سات جلدوں کی تقریب رونمائی“ کے موقع پر پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔	جہان امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہان امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کالاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادہ مجددیہ سے قائد اعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد
-----	------------	--

نوٹ: قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ”ارمغانِ امام ربانی“ مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ناشر نشیر ربانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائٹل) ملاحظہ فرمائیے:

جہانِ امامِ ربانی مجدد الفِ ثانیؒ قومی کانفرنس کے موقع پر پڑھے جانے والے
علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

اہلِ مغرب کا امامِ ربانیؒ

موتبہ:

صوفی علامہ سید نور نقشبند مجددیؒ

ناشر:

شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی

۲۱۔ ایکڑ سکیم نیو مزننگ سمن آباد، لاہور

زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد، لاہور ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور منعقدہ ”امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس“ اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مرتبہ ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا کی پہلی سات جلدوں کے بعد مزید ۵ جلدوں کی تقریب رونمائی“ کے موقع پر پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجد الف ثانی علیہ الرحمہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	دوقومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجد الف ثانی رضی اللہ عنہما کا نظام تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہما کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجد الف ثانی رضی اللہ عنہما اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہما کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصور اجتهاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

نوٹ: قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ”فکر امام ربانی“ مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی میں موجود ہیں جو کہ ناشر شیر ربانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیامزنگ سمن آباد لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائٹیل) ملاحظہ فرمائیے:

نوٹ

”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا“ کی کل پندرہ جلدوں میں سے آخری تین جلدوں ”باقیات جہان امام ربانی“ کی تقریب رونمائی (سالانہ) ”امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس“ زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور منعقدہ ۹ مارچ ۲۰۰۸ء کے موقع پر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں ہوئی اور اس کانفرنس میں پیش کئے جانے والے مقالات زیر نظر کتاب بعنوان ”نذر مجدد“ میں شائع کر دیے گئے ہیں۔

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقدہ ۱۸ مارچ ۲۰۰۷ء بمقام کانفرنس ہال ہمدرد
مرکز لٹن روڈ لاہور کے موقع پر پیش کیے جانے والے

علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

فکرِ امامِ ربانی

موتبہ:

صوفی علامہ سید نور نقشبند مجددی

ناشر:

شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ، شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکوسکیم نیومزنگ سمن آباد، لاہور

کائناتوں کے بارے میں

اہل علم حضرات کے

تأثرات

مکتوب گرامی

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد

(ڈائریکٹر شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور)

بنام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ناظم اعلیٰ شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور

آستانہ عالیہ نقشبندی شرق پور شریف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ مجدد ہزارہ دوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں اور انکی دینی و ملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنے کا نہ صرف بانی ہے بلکہ اس حوالے سے سرفہرست ہے اس تحریک کے بانی اور محرک صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرق پوری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی ہے جو اپنی شخصیت میں ہمہ تن انجمن ہیں پچھلی نصف صدی سے یہ سلسلہ انقلابی تحریک کی صورت میں جاری و ساری ہے صوفی غلام سرور نقشبندی جو گلستان جمیلی کا گل سرسبد ہیں اور حوضہ نقشبندیہ کا سدا بہار کنول ہیں۔ اپنے مرشد کے شانہ بشانہ اس تحریک میں شریک ہیں اور اب اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور اپنی پیہم مساعی جمیلہ سے اس کارِ عظیم کے روح و رواں بن چکے ہیں جس کا اعتراف اپنوں بیگانوں سب کو ہے یہ مرشد کامل کی عنایت اور صوفی صاحب کے خلوص و عمل کا ثمرہ ہے۔

اسی کارِ عظیم کے حوالے سے ایک اور عظیم عبقری علمی و روحانی شخصیت

مسعود ملت حضرت مخدوم علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کی ہے جو امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی اور مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ صوفی غلام سرور صاحب ان کے بھی انتہائی معتمد اور فعال ساتھیوں میں سے ہیں بالخصوص لاہور میں ”جہان امام ربانی“ نامی عظیم انسائیکلو پیڈیا کے محرکین میں سے ہیں صوفی صاحب حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے روحانی نائب اور ڈاکٹر صاحب کی خصوصی نوازشوں اور توجہات کے ایمن ہیں ایسا کیوں نہ ہو یہ دونوں بزرگ ہستیاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت شیخ المشائخ حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مکان شریفی) کے باغ کے سدا بہار گلاب ہیں جن کی خوشبو سے مرغزار نقشبندیہ مہک رہا ہے۔

یومِ مجددیوں تو ہر سال بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے لیکن پچھلے تین سالوں سے بالعموم اور ۲۰۰۵ء سے بالخصوص مذکورہ انسائیکلو پیڈیا ”جہان امام ربانی مجدد الف ثانی“ کی ۷ جلدوں کی تقریب رونمائی ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہوئی تو یہ یادگاری یوم ایک نئی جہت سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا ہے اور اسکی اہمیت نہ صرف دو چند ہوئی ہے بلکہ یہ ایک علمی ادبی اور تحقیقی کام کی عملی جلوہ گری کا مؤثر سٹیج اور سہیل بن گیا ہے اور یہ تحریک ہردو مذکورہ بزرگوں کی برکت سے خوب برگ و بار لارہی ہے۔

۲۰۰۷ء میں ہمدرد سنٹرلٹن روڈ لاہور میں انسائیکلو پیڈیا کی مزید پانچ جلدوں کی رونمائی ہوئی اور ان تمام ”ایام مجدد“ کی روداد کتابی صورت میں شائع ہو کر ہمارے سامنے موجود ہے جو اس تحریک کا انقلابی، تعمیری اور تحریری پہلو ہے جو دن بدن ایک نئی

صورت میں بکمال آن و شان جلوہ گر ہو رہا ہے۔

اس سال یہ پاکیزہ اجلاس مخدوم امت حضرت علی بن عثمان جیلانی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف المشہور حضرت داتا گنج بخش کے دربار گوہر بار کے زیر سایہ ”سماع ہال“ میں ۹ مارچ ۲۰۰۸ بروز اتوار منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ

۱۔ یہ اجلاس مخدوم داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ منعقد ہوا

۲۔ حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے تعاون سے نبیرہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ

مفتی محمد معظم احمد نائب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی بھارت نے اس اجلاس میں بطور صدر مجلس شرکت فرمائی۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب اور جناب جاوید اقبال

مظہری صاحب کے علاوہ نامور پروفیسران، علماء، صحافی، محققین اور دانشوروں نے اپنے تحریری مقالات جنکی کم و بیش تعداد سولہ تھی کانفرنس میں پیش کئے۔ جملہ احباب نے بڑی وابستگی، تیاری اور بکمال خلوص کے ساتھ شرکت کی۔

ایک عظیم روحانی شخصیت کے مزار پر نوار کے سایوں میں اس اجلاس کا آغاز

ہوا۔ اجلاس کا انتظام ہر سال جشن انتظام کے حوالے سے پچھلے سالوں سے سبقت و ترقی

کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔ یہ سب صوفی غلام سرور صاحب کی خدمات اور قائدانہ صلاحیتوں

کا بھرپور عملی اور بہتر سے بہتر مظاہرہ ہے۔ نظم و ضبط، آمد و رفت، نشست و برخاست،

صدارت و مہمان داری، سٹیج پر ضبط، مربوط اور موثر انتظام غرضیکہ ہر شے خود بول رہی تھی

تمام مقالہ نگار حضرات نے اپنے اپنے عنوانات سے پورا انصاف کیا لیکن

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مقالہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تقریر مزید کے طور پر جو پوزیشنز اور تحقیقی گفتگو فرمائی اس کی لذت اور چاشنی ہر سامع نے نہ صرف محسوس کی بلکہ بھرپور دادی (اللہ اکبر)۔

حاضرین مجلس کو مزید برکات سے نوازے کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب بھی تشریف لائے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اقدار مجلس کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور شاید ہی کوئی مقالہ نگار ہو جو انکے نشتر تنقید سے نڈھال نہ ہوا اور دخل در معقولات سے پریشان نہ ہوا ہو لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ مہمانان گرامی قدر، قبلہ صوفی صاحب اور جملہ مقررین اور مقالہ نگاروں نے جس صبر جمیل کا مظاہرہ کیا وہ نہ صرف قابل صد ستائش بلکہ مجلسی آداب پھر اتنی اہم عظیم مجددی تقریب کی بھرپور اور پروقار رعایت ادبی اور حفاظت تھی۔

مخدوم گرامی قدر مفتی محمد معظم احمد صاحب کا خطبہ صدارت انتہائی باوقار اور راہنما نکات پر مبنی تھا انکا تبحر علمی، متن، گفتگو اور مصلحانہ انداز ایک یادگار سرمایہ ہے۔ جملہ مقالہ نگاروں نے اپنے انفرادی مقالات میں اپنی موضوعاتی گفتگو کو دلائل و براہین اور ٹھوس حوالوں سے پیش کیا جنکا تفصیلی ذکر یہاں ممکن نہیں اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ سامعین نے ابتداء سے انتہا تک ہر مقرر مقالہ نگار کو پوری دلجمعی کیساتھ سنا اور کسی قسم کی اکتاہٹ یا عدم توجہ کا مظاہرہ مطلقاً نظر نہیں آیا جو روحانی برکات اور تصرف کا آئینہ دار تھا۔

اس دفعہ اس مجلس پر روحانی اثرات بھی بخوبی عیاں تھے اور مجھے صوفی غلام

سرور صاحب کو یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ انکی انقلابی تحریک نہ صرف برگ و بار لا رہی ہے بلکہ جگمگارہی ہے۔

اہل مجلس کا ہمہ تن گوش ہو کر سننا کوئی معمولی انقلاب نہیں اور مقالہ نگاروں اور مقررین نے اب اس یوم کو علمی و ادبی، فکری و نظری اور تحقیقی و تحریری آہنگ دیا ہے۔ اب یہ تحریک عام لوگوں سے نکل کر خواص کی سرپرستی میں یعنی نامور علماء، دانشوران، پروفیسران، محققین اور مفکرین کے ہاتھوں میں آچکی ہے۔

اس حسین شجر طیبہ کو صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شر قپوری اور مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ نے بڑی کاوش سے بویا اور آبیاری کی تھی اور صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی کی محنت مشاقہ اور عاشقانہ لگن اسے وہاں تک لے گئی ہے جہاں کئی سال پہلے ایسا سوچا بھی نہ جاسکتا تھا اللہ تعالیٰ اس گلشن کو آباد اور سدا بہار رکھنے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ امین

والسلام

پروفیسر قاری مشتاق احمد



شیر ربانی اسلامک سنٹر اغراض و مقاصد

- 1- قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنا
- 2- محفل میلاد النبی ﷺ، محفل گیارہویں شریف اور اولیاء اللہ کے اعراس کو ذریعہ تبلیغ بنانا۔
- 3- محافل کو با مقصد بنانے کے لئے عنوانات کا تعین اور مقررین اور مقالہ نگار کو بے محذور نفسی تقاریر اور مقالہ نگاران کی خدمات کی درخواست پیش کرنا
- 4- مجتہد ہزارہ دوم حضرت امام ربانی مجتہد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت مولانا شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں اور دینی ولی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنا
- 5- باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، شہنشاہ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات، اسوۂ حسنہ اور انوار اللہ اولیاء اللہ کی تعلیمات کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اخبارات و رسائل، ٹی وی، آڈیو ویڈیو، کتابوں اور دیگر ذریعوں سے لوگوں تک پہنچانا۔
- 6- قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث و فقہ اور عربی کی تعلیم کو فروغ دینا۔
- 7- حفظ و ناظرہ کی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کرنا۔
- 8- محفل ذکر کے ذریعہ سے روحانی بالیدگی اور درس قرآن کی صورت میں روزمرہ زندگی کے مسائل کا حل سے لوگوں کو آگاہ کرنا۔

روشاس کرانا۔

تعلیمی مقاصد

- جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر
- ہفت روزہ محفل ذکر
- ہفت روزہ درس قرآن
- ماہانہ محفل میلاد
- ماہانہ محفل میلاد میں خواتین کی شمولیت کا ہارپروہ اہتمام
- سہ ماہی، شش ماہی اور سالانہ تقریبات کا انعقاد
- جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجتہد و شہید شیر ربانی
- شیر ربانی ہلکیکھنڈ
- شیر ربانی لائبریری
- گلشن شیر ربانی
- مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر
- آڈیو/ویڈیو کیسٹس/سی ڈی

رابطہ

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ 21-1، ایکو سیکم چارنگ پور، لاہور

0300-8866654/0300-4299321 7562424/7571809